

تذکرۃ المہدیؑ

(ہر دو حصے مکمل)

مؤلفہ

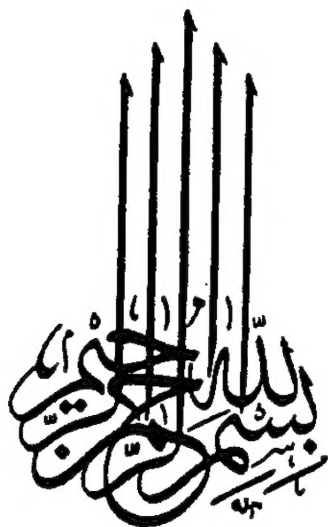
اخویم پیر سراج الحق صاحب نعمانی جمالی بانسوی سرسادی احمدی

بماہ جون ۱۹۱۵ء

صرف ٹائٹل

ضیاء الاسلام پبلش قادیان میں باہم ملنے منجھڑ مطبع طبع کراکس

ایم قاسم علی سابق ایڈیٹر الحق دہلی نے قادیان سے
شائع کیا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سفرنامہ

پیر سراج الحق نعمانی (۱۹۱۳ء)

دارالامان قادیان* سے میرے سفر کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی کہ میرے بڑے بھائی شاہ محمد ظلیل الرحمن صاحب نعمانی وجمالی نے مقام الور سے مجھے لکھا کہ مقام سندھالہ ضلع کرنال میں ہمارا جدی بھائی پیر جی رحیم الدین مرگیا۔ اور اس کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا کوئی وارث سوائے ہمارے نہیں رہا۔ مناسب ہے کہ جلد سرسادہ پہنچو اور سرسادہ سے سندھالہ جاؤ اور اس کا انتظام کرو اور میں اس وقت بیمار ہوں مجھے وہاں پہنچنے میں دیر ہوگی۔ اگرچہ میں نے ایک چٹھی صاحب کمشنر کی خدمت میں اور ایک تحصیلدار صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دی ہے چونکہ ہمارا قدیمی

☆ نوٹ : دارالامان لکھنے کی یہ ضرورت پیش آئی کہ فتح گڑھ جو ہالہ کے قریب ایک قصبہ ہے وہاں ایک قاضی صاحب رہتے ہیں انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سخت الفاظ میں گستاخانہ ایک کارڈ لکھا چونکہ ان دنوں میں ہی جواب لکھا کرتا تھا وہ کارڈ بھی مجھے جواب دینے کے لئے دیا اور فرمایا اس کا جواب نرم الفاظ میں لکھو جب میں نے جواب لکھ لیا تو کاتب کے نام کے ساتھ یہ پتہ لکھا تھا کہ از مقام فتح گڑھ دارالامان مجھے اس پر خیال ہوا کہ فتح گڑھ کا قافیہ بھی نہیں ملتا اور فتح گڑھ کو دارالامان ہونے کا فخر کہاں سے دارالامان تو قادیان کو ہونا چاہئے اور ہے بھی میں نے لکھا راقم خادم مسیح موعود حسب احکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از قادیان دارالامان پھر میرے دل میں آیا کہ اپنی طرف سے لکھنا ٹھیک نہیں میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کیسے آئے۔ اس وقت اکیلے تشریف رکھتے تھے اور صرف شہلتے تھے میں نے یہ سارا حال بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور دارالامان قادیان لکھنا چاہئے یا نہیں۔ فرمایا ضرور لکھو یہ خدا کی طرف سے اب ضرور ہر خط پر لکھ دیا کرو۔

اور جدی مسکن سندھالہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔ مبادا کہ اور کاذب مدعی اور وارث کھڑے ہو جائیں میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ ”چونکہ ہمارا کہیں آنا جانا اور نشست و برخاست حضرت اقدس امام موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر فرمان اور اجازت پر ہے میں ان سے اجازت حاصل کر کے انشاء اللہ روانہ ہو جاؤں گا اور خدا تعالیٰ آپ کو شفا بخشنے۔ اور جھکو سندھالہ گئے ہوئے چودہ پندرہ برس ہو گئے اس واسطے میری اور ان کی غیروں کی سی حالت ہے۔ اور آپ وہاں ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں میں اور کام تو سب کر لوں گا لیکن سندھالہ کا کام آپ سے ہی ہو گا“ میں نے اس مقام پر نہ جانے کا یوں عذر کیا کہ ہمارے جدی اور نزدیکی بھائیوں میں سے ایک کی شادی تھی اس میں شریک ہونے کے لئے خط آیا سو میں اور میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب اور سید علی حسن متوفی اور میاں جی شیخ عبدالرحمن متوفی اور دو چار اور شخص سرسادہ سے شادی میں شریک ہونے کے لئے چلے چونکہ سرسادہ سے یہ مقام سندھالہ آٹھ نو کوس ہے۔ اور جمنانچ میں پڑتی ہے۔ برسات اور گرمیوں میں تو کشتی یعنی ناؤ لگتی ہے اور آٹھ نو کوس کا سفر گیارہ بارہ کوس کا سفر خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ برسات میں تین چار کوس میں جمننا کاپانی پھیل جاتا ہے اور بیسیوں اور سینکڑوں گاؤں ڈوب جاتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں بیگہ زراعت کا نقصان ہو جاتا ہے اور ان گنت چار پائے اعلیٰ و صحرائی بہہ جاتے ہیں اور آدمی بھی بہت مر جاتے ہیں۔ غرضیکہ ہم صبح سے چل کر عصر کے وقت سندھالہ پہنچے ابھی

☆ نوٹ : حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی پر علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت اقدس نے قیام لدھیانہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اشتهار دیا جس کی سرفی یہ تھی اِنھِیْلَکَ مِنْ مُلْکِکَ مَنْ یَہْتَمُّ بِکَ وَ یَہْتَمُّ بِکَ مَنْ یَہْتَمُّ بِکَ تو میں بمقام کوٹ پوٹلی علاقہ جیپور تھا میں سب کام چھوڑ کر لدھیانہ حاضر ہوا تو مخالفت کا بہت زور تھا۔ مولوی محمود الحسن خان صاحب احمدی بھی جو دہلی کے قرب و جوار کے رہنے والے اور پشوالہ میں مدرس ہیں آئے ہوئے تھے۔ عرض کیا کہ حضور اب ہم ہر جگہ اعلان کریں جو بیسی علیہ السلام آئے والے تھے آگئے اور علیہ السلام بھی لکھیں حضور نے فرمایا کہ بیشک بھی کہو اور علیہ السلام بلکہ صلوٰۃ بھی کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نام کے ساتھ صلوٰۃ کا لفظ فرمایا ہے۔

ہم گاؤں کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے جو میرے کان میں طوائف فواحش کے رقص و سرود کی آواز آئی تو میں گھوڑے پر سوار تھا وہیں ٹھہر گیا اور میرے ساتھ میرا ملازم رہا اور سب رقص میں بڑی خوشی سے جا کر شریک ہوئے۔ اہل شادی نے دریافت کیا کہ سراج الحق نہیں آئے میرے بھائی اور سب نے کہا ہاں آئے ہیں مگر وہ رقص و سرود کی آواز سن کر باہر ہی رک گئے پس وہ اہل شادی میرے پاس آئے اور کہا سواری سے اترو اور چلو میں نے یہ کہا کہ یہ رنڈی کا ناچ جو تمہاری شادی میں ہے بالکل بند کرو تو میں چلوں ورنہ میں ابھی سرسوادہ کو واپس چلا جاؤں گا انہوں نے کہا کہ تم ناچ مت دیکھو اور گانامت سنو۔ مگر شریک شادی رہو۔ میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ تم کسی ایسے جلسہ میں شریک نہ ہو جو اللہ و رسول کے خلاف ہو یا استہزا ہو تو تم اگرچہ وہ کام نہ کرو مگر تم بھی انہیں میں سے ہو۔ طوائف کو رخصت کرو اللہ و رسول کے حکم کے مطابق شادی کرو تو میں شریک ہو جاؤں اس میں بات بڑھ گئی۔ انہوں نے کہا ہم تم سے ملنا نہیں چاہتے میں نے کہا بہت اچھا ہم بھی تم سے ملنا نہیں چاہتے۔ میں یہ کہہ کر واپس سوار کا سوار چل دیا۔ اور میرے ساتھ میرا ملازم رہا۔ رات کے بارہ بجے ایک ہندوؤں کے گاؤں ”نایر“ نام میں آٹھرا صبح کو میں وہاں سے چل کر سرسوادہ دس بجے پہنچ گیا۔ اس گاؤں میں سب واقف تھے سب نے خاطر تواضع کی اب بیس اکیس برس ہونے کو آئے میں اس گاؤں میں نہیں گیا۔ حالانکہ وہ لوگ ہمارے ہاں آتے ہیں اور ان کی خاطر تواضع جب میں ہوتا ہوں موافق شریعت کر دیتا ہوں۔ اس گاؤں میں شادیاں ہوں موتیں ہوں خواہ کچھ ہی ہو میں نہیں جانتا یہ وجہ ہے میرے وہاں نہ جانے کی۔

خلاف شریعت جلسوں سے بچنے کا حکم ایک دفعہ یہی ذکر حضرت اقدس امام موعود احمد قادیانی علیہ السلام سے بھی ہوا۔ فرمایا کہ مومن کو یہی چاہئے اور فرمایا

وعاء قنوت میں جو و نخلع و نترک من یفجرک آیا ہے کہ ہم علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور ترک کرتے ہیں انکا ساتھ جو تیری نافرمانی کرتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ پھر فرمایا کہ صاحب زادہ صاحب تمہارے اس بیان سے اور ان عادات سے جو ہمیں ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم میں نرمی بہت ہے اور کبھی غصہ نہیں آتا ہے اور بردباری بہت ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ غضب بھی خطرناک ہوتا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سچ ہے اول تو مجھکو غصہ آتا نہیں اور جو آتا ہے تو پھر اس کا جانا محال فرمایا حدیث میں بھی آیا ہے آعود باللہ من غضب الحلیم۔

الفرض مجھے دارالامان سے حضرت اقدس سے رخصت حاصل کرنے میں دیر ہو گئی اور کچھ خانگی انتظام کے باعث سے میرا جانا نہ ہوا لیکن بھائی صاحب مجھ سے پہلے مقام سندھالہ پہنچ گئے میں نے خط میں لکھ دیا تھا کہ اگر کوئی خارج اور رخنہ انداز کھڑا نہ ہو تو خیر اور جو کوئی مدعی کاذب کھڑا ہو جائے تو آشتی و نرمی سے صلح کر لینا۔

اپنا حق مت چھوڑو اور جو یہ نہ ہو تو عدالت موجود ہی ہے پہلے ہماری طرف سے عدالت میں جانا اچھا نہیں ہے۔ پس بھائی صاحب نے ایسا ہی کیا جو دعویٰ دار زمین و اسباب متدعویہ پر کھڑے ہوئے تھے سمجھایا اور سب نشیب و فراز نفع و نقصان ان کو دکھایا اور کئی گاؤں کے نمبرداروں ذیلداروں کو جمع کیا لیکن طمع راہ حرف است و ہر سہ تہی؟ وہ نہ سمجھے اور خواہ مخواہ زمین اور اسباب پر قبضہ کر لیا آخر کار آخر العلاج الکی بھائی صاحب نے عدالت میں مقدمہ پہنچادیا میں نے یہ سب کیفیت حضرت مولانا نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی فرمایا اندر ہی بیٹھے بیٹھے خدا سے کیا کیا کچھ لے لیا۔ خدا مبارک کرے اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہئے پھر میں نے حضرت اقدس امام ربانی احمد قادیانی علیہ السلام کی خدمت میں یہ ماجرا من و عن عرض

کیا۔ حضرت اقدس یہ بات سن کر ہنسنے لگے اور بڑی دیر تک اس معاملہ میں بات چیت کرتے رہے اور حالات مقدمہ کے دریافت فرماتے رہے۔ آخر میں فرمایا کہ اپنے حق کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ پھر مجھ کو ملنے کی حضرت اقدس علیہ السلام سے فرصت نہ ملی اور میں نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے اجازت چاہی آپ نے ایک عبارت اس عریضہ کی پشت پر تحریر فرمائی جس کے ذریعہ اجازت جانے اور اپنے حق کی طلب کی اجازت مل گئی۔

قادیان سے روانگی پس میں مع اہل و عیال حسب الاجازت حضرت

اقدس علیہ السلام و حضرت حکیم الامت دارالامان سے روانہ ہونے کو تھا تو اس سے ایک روز پہلے میرے بڑے برادر شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی کا خط آیا کہ میں ایک مقدمہ کی ضرورت کے لئے لدھیانہ آیا ہوا ہوں اور ایک صورت مقدمہ کی کامیابی کی نسبت غیب سے خدا نے پیدا کی ہے اور وہ بغیر تمہارے آئے بن نہیں سکتی لہذا تم سراسر مدہمت پہنچنا سیدھے لدھیانہ آجاؤ پھر ہم تم ساتھ ساتھ سراسر مدہمت چلیں گے۔ پس میں قادیان شریف سے لدھیانہ کو روانہ ہونے لگا تو زنانی سواریاں یکہ میں سوار ہوئیں اور میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور واہ پر دستک دی تو آپ نے فرمایا کون صاحب ہیں میں نے عرض کیا کہ سراج الحق ہے۔ فرمایا صاحبزادہ صاحب ہیں اچھا اندر آؤ میں اندر گیا فرمایا اب جاتے ہو میں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا جلد آنے کی کوشش کرنا زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور بلاؤں کے دن ہیں اور جب فرصت ملے تب ہی آجانا۔ آنے میں سستی نہ کرنا میں نے کہا حضور بھی دعائیں یاد رکھیں ماکہ اللہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ واپس دارالامان میں لائے پھر میں حضرت حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب حالات عرض کئے آپ نے خوشی سے اجازت دی اور آنے کے لئے بار بار فرمایا اور دعا بھی کی۔

سفر ریل

پس ہم دارالامان سے معہ اہل و عیال چل کر لدھیانہ پہنچ گئے تو
 برادر مکرم لدھیانہ میں ملے جب میں امرتسر سے ریل میں سوار
 ہوا تو اس گاڑی میں میں اور میرے ساتھ مرزا عنایت اللہ بیگ ہانسوی اور
 دو ہندو جن میں ایک سار اور ایک شاید کھتری تھا اور باقی تمام سکھ صاحب تھے
 سار نے آگ سلگا کر چلم بھرنی چاہی اور کھتری نے آگ سلگانے میں مدد دی۔
 کیونکہ دونوں حقہ پینے کی عادت رکھتے تھے اور سکھوں کو حقہ سے نفرت ہے
 انہوں نے کہا کہ چلم نہ بھرو سار نے نہ مانا اور آگ تیار کر کے چلم بھری اور
 سکھوں کی طرف سے تکرار کی نوبت پہنچی۔ میں نے نرمی سے سکھوں کو کہا کہ تم
 تکرار کیوں کرتے ہو وہ بولے کہ ہم حقہ نہیں پیتے اور ان دونوں کو ہم حقہ نہ
 پینے دیں گے ہمارے گرو صاحب نے اس کو منع کیا ہے میں نے کہا کہ گرو صاحب
 نے تو شراب سے بھی منع کیا ہے۔ دونوں حکم ماننے ضروری ہیں یہ خوب بات ہے
 کہ ایک چیز چھوڑنی اور ایک پکڑنی بلکہ بخوشی اور بے خوف استعمال کرنی اور پھر
 گرو صاحب نے تو زنا کاری و رنڈی بازی سے بھی روکا ہے حالانکہ اس فحش
 حرکت سے بھی تم پرہیز نہیں کرتے بڑی اور کبیرہ گندی چیزوں سے نہ بچنا اور
 ایک ادنیٰ شے کے استعمال سے جو وہ بھی دوسرا شخص اس کو کرتا ہے جو تمہارے
 مذہب کا نہیں ہے چڑنا اور فساد کرنا اور تکرار کرنا اسی کا نام گرو صاحب کی
 تابعداری فرمانبرداری ہے۔ اور حقہ سے گرو صاحب نے تمکو منع کیا ہے نہ ان کو
 یہ لوگ تو گرو صاحب کو ہی نہیں مانتے ان کے حکم کو کیا مانیں گے اور تم لوگ خود
 ہی گرو صاحب کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے اس چھوٹی سی بات پر فساد اور تکرار
 کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے آئندہ تم کو اختیار ہے میری یہ بات سن کر دو تین
 بوڑھے بڑے سکھ صاحب تو خاموش ہو گئے اور شرمندہ ہو کر ان دونوں ہندوؤں
 سے منہ پھیر لیا اور کچھ نہ بولے اور دوسرے جو ان اور جوٹیلے سکھوں کو بھی
 تکرار سے ردک دیا۔ اور کہا دیکھو میاں مسلمان نے کیسی سچی بات کہی ہے یہ حقہ

جیس تو ہمارا کیا بگڑتا ہے انجن میں سے بھی تو دھواں نکلتا ہے ہر قوم میں دانا اور
 عقلمند شریف الطبع لوگ بھی ہوتے ہیں جو اچھی بات کو قبول کرتے اور سمجھانے
 سے سمجھ جاتے ہیں مگر سمجھانے والا حسب تعلیم قرآن مجید اذْعُ اِلٰی سَبِيلِ
 رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالتَّوَعُّظِ الْحَسَنَةِ کے چاہئے پھر میں نے سار اور کھتری
 سے کہا کہ حقہ ایسی چیز ہے کہ اگر تھوڑی دیر اس کو بخلاف افیون کے نہ پیا جائے
 تو پینے والا مرتا نہیں اور نہ کچھ بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے سوائے اس کے کہ
 ایک طلب ہوتی ہے جو کچھ عرصہ گزرنے پر طبیعت مانگتی ہے اگر تم اس وقت چلم
 یا حقہ نہ پو تو اس میں تمہارا کیا حرج ہے اس میں رفع شر بھی ہے اور ایک لغو کام
 سے بھی بچتے ہو۔ دیکھو ہمارے ایک دوست ڈاکٹر محمد اسلیم خان صاحب ہیں
 حقہ بہت ہی کثرت سے پیتے تھے آخر انہوں نے ایک دم چھوڑ دیا ان کا کچھ بھی نہ
 بگڑا سکھوں میں لاکھوں آدمی ہیں جو حقہ نہیں پیتے ان کو کچھ بھی ضرر اور نقصان
 نہیں ہے بلکہ برخلاف تم لوگوں کے زیادہ قوی اور تندرست ہیں حقہ تو حقہ میں
 نے ایسے افیون پینے والوں کو جو چھٹانک بھر روز کھاتے تھے دیکھا ہے کہ انہوں
 نے افیون کو ایک دم ترک کر دیا وہ اچھے بچے ہیں چنانچہ جناب مولانا مولوی سید
 محمد سرور شاہ صاحب جب قادیان حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت
 میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے تو ایک دم افیون ترک کر دی وہ
 افیون بھی معتاد سے زیادہ کھاتے تھے۔ ان کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ بلکہ اور زیادہ
 تندرست اور قوی ہو گئے۔ وہ ہندو میری یہ بات سن کر حقہ پینے سے باز رہے اور
 آگ اور چلم پھینک دی۔

حقہ نوشی بات میں بات یاد آ جاتی ہے یہ بھی لکھنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ
 جن دنوں میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی طرف سے
 خطوط کے جواب لکھا کرتا تھا تو من جملہ اور مسائل کے حقہ کی نسبت بھی ہماری
 جماعت کے احباب دریافت کرتے تھے کہ ہمیں حقہ پینے کی عادت ہے اس کی

نسبت حضور کا کیا فتویٰ ہے حکم ہو تو ترک کر دیں۔ پس حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ ہمارے پاس مختلف مضمون کے خط آتے ہیں بعض دعا کے لئے آتے ہیں سو اس میں ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کسی کا خط دعا کے لئے آتا ہے تو ہم اسی وقت دعا کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ یاد آتا ہے تب بھی دعا کیا کرتے ہیں سو ایسے خطوط کا جواب یہ لکھ دیا کرو کہ ہم نے دعا کی ہے اور کرتے رہیں گے اور چاہئے کہ دعا کے لئے یاد دلاتے رہو۔ اور بعض خطوط مسائل دریافت کرنے کے بارہ میں ہوتے ہیں پس جو مسئلہ ایک دفعہ تم کو کسی کے دریافت کرنے پر بتلایا جاوے تو ہمیشہ بے پوچھے لکھ دیا کرو۔ اور جو نیا مسئلہ ہو وہ دریافت کر لیا کرو۔ بعض خیریت دریافت کیا کرتے ہیں ان کو خیریت کی اطلاع دیدیا کرو۔ اور بعض جواب نہیں چاہتے۔ وہ صرف اپنی یاد دہانی کے لئے خط لکھتے ہیں ان کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاوقتیکہ وہ جواب طلب نکریں اور بعض خطوط ہمارے متعلق ہوتے ہیں۔ ہم پڑھ کر خود ہی جواب دیں گے اس بنا پر آپ نے فرمایا کہ حقہ کی نسبت ہمارا کوئی نیا فتویٰ نہیں ہے بہتر ہے کہ آہستہ آہستہ چھوڑ دو کہ جس میں تکلیف نہ ہو۔

تمباکو کھانا ایک روز کا ذکر ہے کہ دارالامان میں کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس امام الائمہ مسیح موعود علیہ السلام نے آج تمباکو کے کھانے اور پینے کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے چونکہ میں تمباکو یعنی زردہ پان میں بوجہ دانتوں کے درد کے کھاتا تھا۔ حرمت کا فتویٰ سن کر متفکر ہوا اور سوچا کہ اگر حضرت اقدس نے درحقیقت حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ تو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی وقت میں سب کام چھوڑ کر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آپ نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا۔ اور فرمایا صاحبزادہ صاحب کیسے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؑ نے تمباکو کی نسبت حرمت کا فتویٰ دیا ہے فرمایا نہیں۔ تم سے کس نے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے ابھی

کہا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو بلوایا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی عورت سے سنا ہے تب حضرت اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سمجھنے میں غلطی رہی ہم نے تو کل یہ بیان کیا تھا کہ تمباکو پینے اور کھانے کی نسبت بہت آدمی دریافت کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے یا مکروہ یا جائز سو ہماری جماعت کے لوگوں کو معلوم رہے کہ ہر ایک لغوی چیز سے حتیٰ الامکان بچنا اور پرہیز کرنا لازم ہے ہم کوئی نئی شریعت نکالنا نہیں چاہتے۔ جو کسی چیز کی حلت و حرمت کا فتویٰ بغیر دلائل اپنی طرف سے دیں۔ یہ تو ان دابتہ الارض مولویوں کا کام ہے کہ اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرتے ہیں۔ اور الٹا ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم مدعی نبوت ہیں وہ ذرا سوچیں تو معلوم ہو کہ مدعی نبوت و رسالت کون ہے ہم یا وہ۔ جس چیز کی حلت و حرمت کا ذکر شریعت میں نہ ہو اور آنحضرت ﷺ سے ایک بات ثابت نہ ہو تو ہم خواخواہ گھسیٹ گھسات کر شریعت میں لاڈالیں سوائے اس کے اور ہم کچھ نہیں کہتے کہ لغو کام ہے اگر یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تو آپ ہی پیش ازیں نسبت کہ اس کے لغو ہونے کا ہی حکم دیتے اور کچھ نہیں پھر فرمایا کہ تم کھاتے ہو میں نے کہا حضور قدر قلیل ایک یا دو رقی پان میں کھاتا ہوں فرمایا کہ کتنی مدت سے عرض کیا پانچ چھ سال سے فرمایا کیوں کھاتے ہو عرض کیا دانتوں کے درد کے سبب سے چونکہ کالی لکھنے کے وقت منہ نیچے رہتا ہے تو نزلہ اور زکام کا زور ہو جاتا ہے یہ منہ میں رہتا ہے تو درد موقوف رہتا ہے۔ آپ نے منکر فرمایا کہ چھوٹ نہیں سکتا میں نے عرض کیا کہ چھوٹ تو سکتا ہے لیکن دانتوں میں درد ہو جاتا ہے۔ فرمایا چند روز بیش کھاؤ (جس کو میٹھا تیلیا بھی کہتے ہیں) یہ بھی ایک زہر ہے جب ہر روز ہر مل جاویں گے تو پھر یہ ہر دو خبیث مل کر چھوٹ جائیں گے میں نے پھر عرض کیا کہ چھوڑنے میں تو کوئی دقت نہیں صرف دانتوں کے درد کا خیال ہے حضور نے تو دیکھا ہے کہ رمضان شریف کے میں نے گیارہ روزے رکھے صرف دن کو زردہ نہیں کھایا

رات کو کھایا جاتا تھا۔ کس قدر درد زور شور سے ہوا آپ نے فرمایا ہاں بیشک ہوا تھا۔

دست شفا

اسی رمضان شریف کا ذکر ہے کہ جب میرے دانتوں میں درد ہوا حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب نو مسلم نے بہت سی دوائیں لگائیں اور کھلائیں کچھ آرام نہ ہوا۔ جب سخت درد ہوا اور میری حالت درد سے متغیر ہوئی تو میں صبح ہی اٹھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے درد کو دیکھ کر آپ بیتاب سے ہو گئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی گولی بنائی اور فرمایا منہ کھولو میں نے کھولا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی میرے منہ میں ڈال دی۔ فرمایا نگل جاؤ میں نگل گیا پھر پانی کا گلاس اپنے ہاتھ مبارک سے بھر کر لائے اور مجھے پلایا۔ پھر فرمایا کونین ہر ایک بیماری کے دورہ کو روکنے والی ہے خدا شفاء دے۔ پس دو منٹ کے بعد درد کو آرام ہو گیا پھر جو ایک دفعہ درد ہوا اور میں نے کونین کھائی کچھ بھی فائدہ نہ ہوا تب میں نے جانا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کی تاثیر تھی۔

پس خوردہ کا اثر ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے نزلہ اور زکام کی بہت شکایت تھی چار برس یا کچھ کم و بیش میں اس مرض میں

بتلا رہا۔ دودھ پینا خوشبو سو گھنا میرے لئے زہر تھا۔ ایک روز بعد نماز عشاء مسجد مبارک کی چھت کی شہ نشین پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے۔ اور سب احباب جیسے چاند کے چار طرف ستارے کوئی شہ نشین پر اور کوئی نیچے اور دائیں اور بائیں بیٹھے تھے آپ نے دودھ پینے کے لئے طلب کیا۔ اور ایک گھونٹ دودھ لاپی کر گلاس کو میرے ہاتھ دیدیا اور فرمایا پی لو میں نے عرض کیا کہ مجھ کو نزلہ اور زکام کی سخت شکایت ہے میں نہیں پی سکتا۔ اگر کسی وقت پی لیتا ہوں تو مجھے زہر ہو جاتا ہے۔ اور نزلہ بڑھ جاتا ہے فرمایا خیر پی بھی لو کاہے کا زکام

وکام۔ میں نے ادب سے انکار نہ کیا اور گلاس پی لیا پھر مجھے اس کے بعد کبھی بھی نزلہ نہیں ہوا چاہے جتنا دودھ پیا اور جس وقت چاہا پیا اور اس سے پہلے یہ حالت رہتی تھی کہ اگر قدرِ قلیل بھی دودھ پی لیتا تھا تو پندرہ پندرہ بیس بیس روز تک نزلہ رہتا تھا اور لکھنے پڑھنے سے بیکار ہو جاتا تھا۔ اور اب دودھ پی لیتا ہوں تو خدا کے فضل اور آپ کے پس خوردہ کی تاثیر سے کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ یہ حضرت اقدس کے پس خوردہ کی تاثیر تھی جو اب تک اس کا اثر ہے۔

فیض روحانی اسی پر مجھے ایک اور واقعہ اپنا ذاتی اور حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا اثر اور فیض روحانی یاد آگیا

اور وہ یہ ہے کہ مجھ کو بدن کے دبانے کی بڑی عمدہ ترکیب یاد ہے میں نے ایک روز عرض کیا کہ مجھ کو بدن کا دبانا خوب یاد ہے فرمایا کہ تم کو تو ترکیب یاد ہونی ہی ہے کہ مرید آپ کا بدن دباتے ہوں گے چونکہ آپ کو ٹھٹھلنے اور بدن مبارک دبانے کی عادت تھی اور آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوت رسالت و نبوت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا۔ دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ اور بعض وقت اس سال ہو جاتے اور دوران سر ہو جاتا۔ اس واسطے بعض وقت مجھ کو جسم مبارک دبانے کا عمدہ موقع مل جاتا اور میں بعض وقت دبانے کے بہانے سے کمر دبانے لگتا اور آپ کو گود میں لے لیتا۔ اس دبانے کی یہ تاثیر تھی کہ جب دبانے کا موقع مل جاتا تو آپ کی تاثیر ایسی غالب آتی کہ کئی کئی روز تک ایک لذت رہتی اور ماسوائے اللہ کے تمام شاخص کٹ جاتیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور نمازوں میں ذوق شوق اور لذت اور سرور حاصل ہو جاتا میں

نے عرض کیا کہ جس وقت حضور کے قدم مبارک وغیرہ دبائے کا موقع ملتا ہے تو یہ حالت ہو جاتی ہے مجھے ہر روز دبائے کی اجازت مل جائے نہں کر فرمایا اچھا جب تم کو فرصت ہو دبایا کرو۔

اثر روحانی اور ایک واقعہ اس وقت روحانی برکات اور آپ کی قوت قدسی کے متعلق سناتا ہوں وہ یہ کہ میں حضرت اقدس امام ہمام

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے اندر ایک طرف معد اہل و عیال رہتا تھا۔ اور آپ نے وہ جگہ بتلا دی تھی اور اس سے اوپر کے چوبارہ میں آپ رہتے تھے دو ماہ بعد سردی کا موسم شروع ہو گیا آپ عصر کے وقت اچانک میری جائے نشست میں رونق افروز ہوئے۔ اور پہلے ہی السلام علیکم فرمایا میں نے جواب وعلیکم السلام عرض کیا۔ فرمایا خیریت ہے اور کوئی تکلیف تو نہیں ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو کہہ دینا اگر نہ کہو گے تو تم تکلیف اٹھاؤ گے میں نے عرض کیا کہ جناب کی توجہ اور غیب نوازی سے کوئی بھی تکلیف نہیں ہے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو دریافت فرماتے کہ کسی بات یا کسی شے کی تکلیف نہ اٹھانا اور بے تکلف کہہ دینا زبانی موقع نہ ملے تو رقمہ تحریر کر لینا اور اگر تم نہیں کہو گے تو تم کو آپ تکلیف اٹھانی پڑے گی ہم تو بڑے بے تکلف ہیں پھر خاکسار سے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آگئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آگئے ہیں اور ہماری تمہاری چارپائی برابر برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے میں نے عرض کیا کہ حضور کی نوازش اور مہربانی ہے پھر فرمایا کہ اب بتلاؤ کتنے روز تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور نو ماہ پورے ہو کر دو روز زیادہ ہو گئے فرمایا جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو قمری مہینوں کے حساب سے ہوتا ہے اور نو مہینے سے جو دس دن اوپر چلے جائیں یا جتنے روز زیادہ ہوں تو اس میں حکمت یہ ہے کہ مہینہ قمری کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے تو جو

دن زیادہ نو مہینے سے ہوتے ہیں تو وہ نو مہینے پورے ہو جاتے ہیں۔ ان دنوں میری چھوٹی لڑکی قانتہ نام پیٹ میں تھی اور اس کی نسبت ذکر تھا یہ بات فرا کر آپ تشریف لے گئے۔ دن بھر سے میرے خفیف ساباتیں مونڈھے سے لیکر نصف صدر میں درد تھا مجھے کچھ چنداں خیال نہ ہوا جب دس بجے تو وہ درد زیادہ بڑھنے لگا میں نے کچھ سینک کی درد کم نہ ہوا زیادہ ہی زیادہ بڑھتا گیا جب بارہ کے قریب رات گئی تو میں درد سے بے چین ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں دیوار سے کمر لگا کر بیٹھا اور درد شدت پکڑا گیا اسی حالت میں مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہو گئی اور کشف میں میں نے دیکھا کہ پانچ فرشتے میری چارپائی پر میرے سامنے بیٹھے ہیں ایک فرشتہ نے کہا صاحبزادہ کے درد بہت ہے دوسرے نے کہا ہاں درد بہت ہے۔ تیسرے نے کہا اس کا علاج کیا چوتھے نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ ہم سب تقسیم کر لیں پانچویں نے کہا اچھا پھر سب نے باہیں اوپر کی طرف کر کے انگڑائی لی اور مجھے بھی اشارہ سے کہا گویا تم بھی انگڑائی لو میں نے بھی اپنی باہیں اوپر کی طرف کر کے انگڑائی لی اور جس طرح انہوں نے اون (مد کے ساتھ آواز نکالی) میں نے بھی وہی آواز نکالی۔ بس اس میں کوئی آداب منٹ بھی نہیں لگا اور کشف جاتا رہا۔ اور وہ فرشتے غائب اور درد موقوف ہو گیا لیکن حصہ رسد درد کی کچھ کسک باقی رہ گئی اور آرام ہو گیا۔ میری بیوی جو میرے قریب دوسری چارپائی پر لیٹی پڑی تھی اور سوتی تھی میری آواز سن کر چونکی اور جاگ اٹھی کہنے لگی درد کا کیا حال ہے۔ اور یہ لمبی آواز کیسے نکالی۔ میں نے یہ سارا ماجرا سنایا پھر میں آرام سے سو گیا بعد نماز صبح حضرت اقدس پھر میرے مکان میں تشریف لائے دور سے ”السلام علیکم“ فرمایا اور حسب عادت میری صورت دیکھ کر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ کیا حال ہے میں نے کمزرات کو میرے درد تھا اور اس قسم کا واقعہ گزرا فرمایا یہ کشف صحیح ہے ہم بھی اس وقت دیوار سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور ہمیں یہ الہام ہوا وہ الہام مجھے یعنی خاکسار کو اس وقت یاد نہیں رہا۔ لیکن

وہ الہام الہامات میں درج ہے۔ پھر میں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سے اس ورد اور کشف اور صحت کا حال اور حضرت اقدس علیہ السلام کا تشریف لانا وغیرہ بیان کیا۔ تب حکیم الامت نے فرمایا کہ بے شک صحبت صالحین میں یہی برکت ہے۔ اور یہی مطلب حدیث جبریل سے صاف کھلتا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسافر کی شکل میں جبریل کو دیکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مجمع زیادہ ہو گا اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے مل کر بیٹھے ہونگے تو سب پر کشفی حالت طاری ہو گئی۔ اسی طرح تمہارے اور حضرت کے ایک دیوار بیچ میں تھی آپ کو بھی الہام ہو گیا اور تمکو بھی بہ برکت کشف و الہام حضرت کشف ہو گیا الحمد للہ علی ذالک

حضرت غرض سید احسن امر و ہوی سلمہ کا اعلام الناس اقدس نے فرمایا کہ

مولوی سید محمد احسن صاحب امر و ہوی کو بلاو دو چار قدم پر مولوی صاحب رہتے تھے میں مولوی صاحب کو بلا لایا تو منکر فرمایا حضرت مولوی صاحب آپ کا اس زورہ تمباکو کی نسبت کیا فتویٰ ہے۔ مولوی صاحب بہت ہنسے اور عرض کیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو زورہ کھاتے ہیں انہوں نے سوال بنایا ہو گا فرمایا ہاں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس تمباکو کی نسبت بہت فتوے علماء کے لکھے گئے ہیں اور کتابیں بھی لکھی ہیں کوئی حرام کہتا ہے کوئی مکروہ کوئی کچھ کوئی کچھ اور آج کل اس کا اسقدر زور ہے کہ کوئی بچا ہو گا۔ کوئی کھاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی سوگھتا ہے اس کا رواج اس زمانہ میں بہت ہے۔ مولوی درویش بھی بچے ہوئے نہیں۔ اور حضور کے سامنے میری کیا مجال کہ اس کا فتویٰ بیان کروں آپ نے فرمایا کہ آپ کی تحقیق زبردست تحقیق ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ الامر فوق الادب تمباکو میری تحقیق میں مفطر ہے جیسے افیون مخدر ہے حرمت کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی شریعت میں اس کا کوئی ذکر نہیں سوائے اس کے کہ اس کو

لغویات میں رکھا جاوے حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب کو آپ نے مفتی بنادیا تھا جو فتویٰ حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس آتا وہ مولوی صاحب کے پاس جواب کے لئے حضرت اقدس بھیج دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضرت اقدس نے اپنے دعوے مسیح موعود میں صرف ایک اشتہار مختصر نکالا تھا وہ مولوی صاحب کے پاس بھوپال پہنچ گیا اور مولوی صاحب نے تصدیق کی اور ایک کتاب اعلام الناس حضرت اقدس کے دعویٰ کے ثبوت میں لکھی اور چھپوا کر لدھیانہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں پہنچے تو حضرت اقدس نے مجھ سے فرمایا کہ پڑھ کر سناؤ چند ورق تو میں نے سنائے اور کچھ حصہ منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ نے سنائے اور باقی حصہ مولوی محمود حسن صاحب دہلوی حال مدرس مدرسہ پٹیانہ نے سنایا حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون کو سن کر فرمایا کہ اس مضمون میں ہمارا اور مولوی صاحب کا تو اردو ہو گیا اور جو ہم نے لکھا ہے وہی مولوی صاحب نے لکھا دیکھو کیسی صحیح فراست ہے اور مولوی صاحب کیسے راسخ فی العلم ہیں کہ جو ہمیں خدا تعالیٰ نے سمجھایا وہ مولوی صاحب بھی سمجھ گئے۔ حالانکہ نہ ابھی ہماری طرف سے کوئی کتاب شائع ہوئی اور نہ کوئی اشتہار مدلل نکلا ہے اور نہ کوئی اس بارے میں ہماری تصنیف دیکھی ہے یہ صرف روح القدس کی تائید ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میری عمر اتنی گزر گئی میں نے باوجود ہندوستان میں رہنے اور بھوپال جیسے شہر میں جو پانوں کی کان ہے اور کھانے والے شوقین ہیں کبھی پان نہیں کھایا صرف اس حالت میں کہ کہیں دعوت ہوئی اور داعی نے پان رکھ دیا تو کھالیا اور زردہ کا تو ذکر ہی کیا ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنس کر فرمایا کہ بڑا کمال کیا جو تم بچے رہے ہندوستان میں تو اس کا ایسا رواج ہے کہ تواضع ہی اس کی رہ گئی ہے علیٰ ہذا القیاس ہمارا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے گھر میں والدہ محمود ہندوستانی اور ہندوستانی کیسی دہلی کی اور دہلی کی بھی کیسی

خاص قلعہ والوں میں جنکے تعلقات نوابوں شہزادوں سے ہیں اور وہ پان کھاتی ہیں اور بہت سے ہندوستانی مرد عورتیں مہمان آتے ہیں اور پان کا استعمال کرتے ہیں اور ہمیں ان کے لئے پان امرتسراہور سے منگانے پڑتے ہیں پان کھانے کا خیال بھی نہیں آتا ہاں دو چار ماہ میں کسی ایسی حالت میں اتفاق ہو جاتا ہے کہ جو کبھی بیماری سے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے اور وہ بھی والدہ محمود دیدیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ پان کھالو منہ کا مزہ درست ہو جائے گا اور زردہ افیون کا تو کیا کام ہے ایک دفعہ بیماری میں ایک طبیب نے اور دو ایوں میں افیون شامل کر کے خفیف سی دیدی تھی سو ایک ہی دفع کھانے سے ہماری طبیعت ایسی بگڑی کہ قریب الموت حالت ہو گئی تھی۔ بات بچ کی بچ میں رہ گئی اور کچھ فیصلہ نہیں ہوا کس لئے کہ خواجہ کمال الدین صاحب لاہور سے آگئے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور خواجہ کمال الدین صاحب نے ملاقات کی اور ان سے گفتگو ہونے لگی۔

جوش تبلیغ و تواضع ایک روز کا ذکر ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی آپ لکھ رہے تھے اور اس کی کاپی غلام محمد کاتب امرتسری

لکھ رہا تھا مجھے بھی بلوایا اور فرمایا کہ تم کاپی لکھو تاکہ جلدی یہ قصیدہ چھپ جائے اور فرمایا کہ کاپی ہمارے پاس بیٹھ کر لکھو میں نے عرض کیا بہت اچھا آپ ایسا جلدی قصیدہ تصنیف کرتے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے کہ میں ابھی مضمون ختم نہیں کر سکتا تھا جو آپ اور مضمون دیدیتے تھے رات کے گیارہ بج گئے آپ کے لئے کھانا آیا فرمایا شام سے تو تم بیس لکھ رہے ہو کھانا نہیں کھایا ہو گا آؤ ہم تم ساتھ کھائیں۔ ہمیں تو اسلام کی خوبیاں اور قرآن شریف کے مناجات اللہ ہونے کے دلائل دیتے اور ثبوت نبوت محمد ﷺ میں یہاں تک استیلا اور غلبہ ہے کہ ہمیں نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پانی نہ نیند جب بھوک اور نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے تو ہم کھاتے ہیں یا سوتے ہیں۔ پھر میں نے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک دسترخوان پر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے فرمایا یہ دن بڑے ثواب اور جہاد

کے ہیں۔ اور اب تو لوگ مخالفت کرتے ہیں لیکن ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ آج کے دن کو یاد کریں گے اور افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے میں نے عرض کیا کہ حضور ہمیشہ یہی قاعدہ رہا ہے کہ اللہ والوں سے معاشرت کی وجہ سے لوگ مخالفت کیا ہی کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی بھی مخالفت اس وقت بہت کرتے ہیں لوگ مردہ پرست ہیں آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر پھول اور مٹھائیاں اور غلاف چڑھائیں گے اور نذر نیاں لائیں گے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهُ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاتُوبُ إِلَيْهِ ان نوں مجھے زکام کی وجہ سے کھانسی ہو رہی تھی بارہ بجے ہو گئے بار بار کھانسی اٹھتی تھی فرمایا آج صاحبزادہ صاحب آپ کو کھانسی ہو رہی ہے کیا سبب ہے میں نے عرض کیا کہ شام سے میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں پان نہیں کھایا مجھے حضور اجازت دیں تو میں گھر سے پان کھا بھی آؤں اور دو چار گلو ریاں ساتھ لے آؤں فرمایا جاؤ نہیں لکھے جاؤ کاپی کی ضرورت ہے پر میں چھاپ رہے ہیں دیر ہو جائے گی میں پان لاتا ہوں یہ فرما کر بالا خانہ سے نیچے کے مکان میں گئے مجھے آپ کے بولنے کی آواز آتی تھی فرماتے تھے جلد بتلاؤ محمود کی والدہ کہاں ہیں اتنے میں حضرت محمود صاحب کی والدہ جناب ام المومنین آگئیں حضور نے فرمایا صاحبزادہ صاحب کاپی لکھ رہے ہیں وہ گھر جائیں گے تو دیر ہو جائے گی آٹھ دس پان معہ مصالحہ لگا کر دو تو حضرت ام المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ نے دس پان ثابت لگا کر دئے اور ایک تھالی میں رکھ کر لائے میں نے پان تو منہ میں ڈال لیا الاچھی بھی کھالی اور چھالیہ بھی چونکہ زردہ نہیں تھا سوچنے لگا حضرت اقدس علیہ السلام ہنسے اور فرمایا سوچ میں کیوں پڑ گئے میں نے عرض کیا کہ زردہ نہیں ہے فرمایا زردہ کیا میں نے عرض کیا کہ تمباکو فرمایا تمباکو کو زردہ کیوں کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ چونکہ تمباکو حقہ میں پیا جاتا ہے جو کھاتے ہیں پینے سے کراہت کرتے ہیں اس کا نام رفع کراہت کے لئے زردہ رکھ لیا ہے۔ اس

نام میں ذرا تکلف اور نزاکت ہے اور اس کا رنگ بھی زرد ہوتا ہے اس لئے زردہ نام رکھ لیا۔ فرمایا ہندوستانی بھی تکلف اور نزاکت پر مرتے ہیں۔ ان کو معاد کا کوئی فکر نہیں ہے فرمایا اگر نہ کھاؤ تو کیا ہو میں نے عرض کیا کہ پہلے جب میں خالی بغیر زردہ کے پان کھاتا تھا تو زردہ ذرا سا بھی پان میں پڑ جاتا تھا یا چھالیہ میں مل جاتا تو چکر آ جاتا تھا اور اب جو دانتوں کے درد کے واسطے کھانے لگا تو بغیر زردہ کے مزہ ہی نہیں آتا ہے پان پھیکا بد مزہ معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں کھانے والے یہی کہا کرتے ہیں پھر دوبارہ حضور جلدی جلدی بالا خانہ سے نیچے زنانہ میں گئے اور حضرت ام المومنین سے فرمایا کہ پانوں میں زردہ تو نہیں ہے صاحبزادہ صاحب منہ میں پان لئے بیٹھے ہیں جلدی زردہ دو جلدی میں حضرت اقدس علیہ السلام ہاتھ ہی میں زردہ لے کر آئے اور فرمایا لو صاحبزادہ صاحب زردہ بھی لو کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی کو میں نے عرض کیا کہ روشنی کم ہے پھر حضور نیچے مکان میں تشریف لے گئے اور دس بارہ موم بتی لیکر آئے اور فرمایا تم لکھے جاؤ ہم روشن کر دیں گے سو حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے چار بتی یکدم روشن کر دیں اور باقی میرے پاس رکھ دیں اور آپ قصیدہ لکھنے میں مشغول ہو گئے۔

الغرض میرا چار روز تک لدھیانہ میں قیام رہا اور جہاں بھائی صاحب ٹھہرے ہوئے تھے وہیں میں بھی شرا چار روز کے بعد ہم دونوں بھائی سرسادہ کو روانہ ہوئے اور جو مقدمہ کی نسبت بات نکلی تھی وہ بھی درست ہو گئی۔

راسخ دہلی سرسادہ سے سارنپور سات کوس ہے وہاں گیا اسٹیشن پر ایک صاحب امیر کبیر کی عالیشان کوٹھی اور باغیچہ ہے ان سے میرا تعارف تھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ جب سارنپور آؤ تو مجھ سے ضرور ملنا۔ اور یہ وعدہ دارالایمان میں ہوا تھا ایک دفعہ وہ دارالامان معہ مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلی متوفی ہوئے تھے ان مولوی عبدالرحمن صاحب سے

بھی میرا اس وقت کا تعارف اور ملاقات تھی کہ جب میں بھی پڑھتا تھا اور یہ بھی پڑھتے تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں درد تھا یہ زیادہ بول نہیں سکتے تھے۔ اسی واسطے دوسرے صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے تھے اور یہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے۔ مگر مسیح موعود حضرت اقدس کو نہیں مانتے تھے اور نہ اب تک مانتے ہیں اور جب دہلی میں مولوی محمد بشیر متونی سے مباحثہ تھا تب بھی برابر اس مخالفت میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے دہلی میں مباحثہ سے ایک روز پیشتر قصیدہ نعتیہ مندرجہ براہین احمدیہ پارسی لب و لہجہ میں سنایا تھا اس وقت سے ان کی حالت ذوق و شوق زیادہ بڑھ گئی اور پھر دوسری بار دوسرے روز حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ایک دفعہ اور وہی قصیدہ اسی طرز میں سنائیں مولوی صاحب نے پھر سنایا مولوی صاحب کا پڑھنا عجیب و غریب پڑھنا ہوتا تھا فارسی پڑھتے تو بالکل فارسیوں کے لب و لہجہ میں کہ گویا کوئی ایرانی یا شیخ سعدیؒ و نظامیؒ وغیرہ بول رہے ہیں۔ اور جو اردو پڑھتے تو اسی لب و لہجہ میں اور جو عربی پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو پنجابی نظم و نثر پڑھتے تو ہوہو پنجابی ادا میں اور جو انگریزی پڑھتے تو عین انگریزی طرز میں پڑھتے تھے کہ گویا ایک یورپین انگریز بول رہا ہے اور جو قرآن شریف پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو وعظ یا خطبہ پڑھتے تو اس میں کمال تھا کہ سننے والے ذوق و شوق میں محو و مستغرق ہو جاتے تھے اور آپؐ کی تحریر تو بے نظیر تھی۔ وہ تو موجود ہی ہے اس کا بیان کیا ہو سکتا ہے۔ پڑھنے والوں پر خود ظاہر ہے دہلی کے مباحثہ کی بھی عجیب و غریب کیفیت ہے اس مضمون کو ختم کر کے لکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ایک عجیب و غریب تقریر دارالامان میں کی تھی جس کو سن کر مولوی راسخ بھی اور یہ صاحب بھی جن کا ذکر ہو رہا ہے عش

عش کر گئے۔ اور ان پر ایک عالم استغراق پیدا ہو گیا تھا۔ اور واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعروں کا شور ہو گیا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ان سے بہت محبت شفقت سے ملتے تھے انہوں نے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کا دعویٰ امتی ہونے کا بھی ہے اور نبی ہونے کا بھی اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ذرا سمجھا دیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تو نہایت آسان ہے لوگوں نے بے سمجھی سے اس کو مشکل بنا لیا پھر وہ تقریر کی جو الوصیت میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے سوا بہت سی باتیں ہوئیں۔

پس میں اس وعدہ کے مطابق سہارنپور گیا یہ سہارنپور میں مباحثہ صاحب نہایت بجا شد اور تواضع سے ملے ایک

مولوی صاحب بھی سہارنپور کے آگئے۔ وہ تو مخالفت سلسلہ میں پر جوش تھے اگرچہ ان صاحب نے جتنا ذکر خیر ہو رہا ہے حضرت اقدس علیہ السلام کی بہت سی تعریف کی۔ لیکن ان کی پیشانی کا بل نہ اترا۔ مجھے فرمانے لگے کہ مرزا صاحب کے مسیح موعود یا مہدی ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مولوی صاحب قاعدہ مناظرہ کا یہ ہے کہ بعض سوال جواب کا قایم مقام سمجھا جاتا ہے مولوی صاحب نے کہا ہاں پس میں نے کہا کہ اسی بنا پر آپ سے سوال ہے کہ آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت و رسالت کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے فرمانے لگے کہ قرآن شریف نازل ہوا قرآن شریف نے بتلایا ہے کہ آپ نبی و رسول ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ کو دلیل اور دعویٰ میں فرق نہیں معلوم ہوتا کہ دعویٰ کیا ہوتا ہے اور دلیل اور ثبوت کیا ہوتا ہے آپ دعویٰ کو بھی دلیل ہی جانتے ہیں میں نے دلیل پوچھی تھی اور ثبوت دریافت کیا تھا آپ نے اس کو چھوڑ کر ایک اور دعویٰ پیش کر دیا جو محتاج ثبوت ہے اب آپ کو دو مشکل پیش آئیں گی۔ ایک آنحضرت ﷺ کی نبوت کی دلیل۔ اور دوسری قرآن شریف منجانب اللہ اور کلام الہی ہونے کا ثبوت ہے۔ اور کس دلیل سے آپ اس کو کلام الہی

جانتے ہیں۔ اور اگر یہی دعویٰ آپ کے نزدیک دلیل ہے۔ تو آپ یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے لئے بھی یہی ثبوت کافی ہے کہ آپ پر بھی کلام الہی نازل ہوا۔ مولوی صاحب اس وقت کچھ ایسے حیران ہوئے کہ ششدر رہ گئے اس کا جواب تو نہ بن پڑا کچھ صرف نحو میں گفتگو کرنے لگے۔ میں نے کہا مولوی صاحب بات ٹھکانہ کی چھوڑ کر آپ صرف و نحو میں جا پڑے آپ یاد رکھیں کہ صرف و نحو اگرچہ ایک حد تک اچھا ہے لیکن اس سے استدلال پکڑنا صحیح نہیں ہے کس واسطہ کہ جتنے مذہب اسلام میں پیدا ہوئے وہ صرف و نحو کے ذریعہ سے ہی پیدا ہوئے ہیں اور صرف و نحو کی بنا ہی سماع پر زیادہ رکھی گئی ہے اور جہاں صرفی و نحوی رہ جاتا ہے تو مثلاً کہتا ہے اور اس کو قرآن شریف یا عرب کا کلام نظیر یا شعر یا مصرع قدیم شعر ا کا لانا پڑتا ہے پس بہتر ہے کہ میں آپ کے صرف و نحو کے جواب میں ایک آیت قرآن شریف کی اور ایک حدیث شریف پڑھ دیتا ہوں اس پر مولوی صاحب خفا ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ پھر کئی بار ملے لیکن کوئی بات چیت نہیں کی برابر سے ہو کر نکل گئے۔

دو سرا مباحثہ اور جھوٹی کرامتوں کے مدعی پھر میں شر میں گیا ایک صاحب محمد

شفیع سے شاہ ولایت کے محلہ میں ملاقات ہوئی اور یہ ہمارے رشتہ دار تھے۔ اور دکیل بھی اور مختار کاری کا پاس بھی کئے ہوئے مجھ سے السلام علیکم کی اور کہا کہ اب تو آپ قادیان میں ہی رہنے لگے اور سرسادہ سہارنپور چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ سرسادہ سہارنپور چھوڑا تو نہیں یہاں آتا جاتا ہوں۔ ہاں سکونت مستقل قادیان میں ہے۔ کہا قادیان کا کیا حال ہے میں نے کہا اچھا حال ہے دن دوئی رات چوگنی ترقی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے مباحثین کا سلسلہ روز بروز تحریری اور دست بدست حاضری جاری ہے۔ ہر ملک کے لوگ جنکا ہم نے نام بھی نہیں سنا تھا وہاں آتے ہیں اور بیعت ہوتے ہیں اور بعض بد بخت ویسے کے ویسے ہی

نامراد چلے جاتے ہیں۔ کہا کرامت بھی دکھاتے ہیں میں نے کہا ہاں کرامت بھی منہاج النبوت پر دیکھنے والے دیکھتے ہیں مگر بد قسمت اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے اور قسادت قلبی بڑھ جاتی ہے۔ کہا ہم تو جب جانیں کہ جو کرامت ہم چاہیں وہ دکھائیں میں نے کہا اقتراچی کرامت اور نشان جائز نہیں ہیں اور جنہوں نے اقتراچی نشان مانگا وہ بے نصیب رہے۔ مجھے یاد ہے کہ حیدر آباد دکن سے ایک مولوی شیعہ نے ایک خط حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور لکھا کہ کرامت دکھاؤ۔ اگر تم مسیح موعود ہو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے عاجزی سے فرمایا کہ صاحب ان کو جواب لکھ دو کہ نشان اقتراچی جائز نہیں۔ ہاں نشان یا کرامت مانگنا تو درست ہے مگر اس طور سے نشان طلب کرنا کہ فلاں بات ہو اور فلاں نشان یہ درست نہیں ہے۔ اور نہ یہ کسی نبی کے وقت میں ہوا۔ قرآن شریف اقتراچی نشان مانگنے والوں کی تکذیب کرتا ہے اور جس نے اقتراچی نشان مانگا وہ مردود رہا۔ اقتراچی نشان اس واسطے مکروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے مملوک نہیں ہے وہ جو چاہے اپنی قدرت کے متعلق یا اپنے رسول کے متعلق یا کسی اور کے متعلق نشان دکھلا دے۔ پس یہ اول الذکر سہارنپوری کہنے لگے کہ ہم تو جب ہی مانیں کہ جب ہماری مرضی اور ہمارے کہنے کے بموجب کرامت دکھادیں میں نے کہا تم تو حافظ قرآن شریف ہو اور پڑھے لکھے بھی ہو کوئی آیت ایسی پیش کرو جس میں یہی مضمون اقتراچی نشان کا ہو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ دیکھو حضرت شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند ایک عورتیں مسلمان اور ہندو آئیں انہوں نے کہا کہ حضرت ہمارے اولاد نہیں ہوتی ہے اولاد دد۔ قلندر صاحب اس وقت حلوہ کھا رہے تھے۔ اپنے آگے سے ایک لقمہ حلوہ کا سب کو دیا اور کہا لو تمہارے بیٹے ہی بیٹے ہوں گے۔ دختر نہیں ہوگی۔ ان سب عورتوں نے تو حلوہ کھالیا۔ لیکن ایک ہندو عورت نے حلوہ پس خوردہ نہیں کھایا اور واپس چلی گئی۔ اور ایک جھاڑ میں وہ لقمہ حلوہ کا

ڈال دیا قلندر صاحب کی توجہ اور عطیہ سے نو مہینے میں ان سب عورتوں کے جنہوں نے حلوہ کھایا تھا لڑکے ہو گئے۔ اور وہ عورت جس نے جھاڑ میں لقمہ ڈال دیا تھا فرزند نہ ہوا وہ عورت بہت پچھتائی جب وہ سب عورتیں اپنا اپنا بچہ لیکر قلندر صاحب کی خدمت میں چلیں وہ عورت بھی ان کے ہمراہ ہوئی اور جب اسی جھاڑ کے پاس آئی جہاں وہ لقمہ حلوہ پس خوردہ قلندر صاحب ڈال دیا تھا۔ تو اس جھاڑ میں سے بچہ کے رونے یعنی چیّاؤں چیّاؤں کی آواز آئی سب عورتوں نے تعجب سے اس جھاڑ میں غور سے دیکھا تو ایک بچہ خوبصورت رو رہا ہے اور انگوٹھا چوس رہا ہے اس عورت نے کہ جس نے لقمہ حلوہ کا ڈال دیا تھا کہنے لگی کہ ہائے ہائے بڑا غضب ہوا۔ حضرت قلندر صاحب کا جھوٹا حلوہ تم نے تو کھالیا تھا مگر میں نے چونکہ ہندو تھی یہ لقمہ ہاتھ میں لئے ہوئے چلی آئی اور اس جھاڑ میں ڈال گئی یہاں یہ اس جھاڑ میں ہی یہ بچہ پیدا ہو گیا اگر میں کھالیتی تو تمہاری طرح میرے بیٹ سے بھی یہ بچہ پیدا ہو جاتا پس اس نے وہ بچہ گود میں اٹھالیا اور چھاتی سے لگایا پس بچہ چھاتی سے لگانا تھا کہ دودھ پستان سے جاری ہو گیا۔ وہ عورت بھی خوش خوش سب عورتوں کے ساتھ قلندر صاحب کی خدمت میں نذر و نیاز لیکر حاضر ہوئی۔ میں نے کہا کہ ایسی لغو اور سراسر کذب افترا سے بھری ہوئی کرامتوں پر تمہارا ایمان ہے اچھا یہ بتاؤ کہ وہ ہندو عورت مسلمان ہوئی یا نہیں۔ کہنے لگے کہ مسلمان تو نہیں ہوئی پھر میں نے کہا کہ کرامت کے دکھلانے کا فائدہ کیا ہوا۔ کرامت یا نشان تو اسی موقع پر خدا تعالیٰ دکھلاتا ہے کہ جہاں اسلام کا فائدہ ہو یا اللہ جل شانہ کے وجود اور اس کی ہستی پر ایمان لایا جاوے یا جس کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو اس کی تصدیق مقصور ہو پس ایسے نشان کا فائدہ کہ نہ اللہ تعالیٰ اور اس کی ہستی اور ذات واجب الوجود اور توحید پر ایمان ہو اور نہ صاحب کرامت کی کوئی صداقت ظاہر ہو اور نہ اسلام لایا جاوے۔ جس پر مدار نجات ہے؟ وہاں سوائے نہیں نہیں کے اور کچھ جواب ہی نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ سارنپور کی

کچھ ایسی سخت زمین اور قساوت قلبی میں بڑھی ہوئی ہے کہ جس نے یہودیوں کو بھی طاق میں بٹھایا۔

سہارنپور کی قساوت اور اہل سہارنپور آپ پہلے پرانے عقیدوں پر ایسے قدم جمائے ہوئے ہیں کہ کسی قسم کی تبدیلی

ان میں نہیں ہوئی نہ یہ لوگ انبیاء سے واقف نہ سنت اللہ سے واقف نہ منہاج نبوت سے خبردار کچھ کند ذہن اور ایسے غبی اور پلید ہیں کہ سوائے مجنوںوں اور پاگلوں یا نفس پرست مولویوں کے اور کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اگر دلی ہیں تو یہ ہیں اور جو کچھ ہیں تو یہ ہیں۔ رات اور دن خوردنوش یا مقدمات کا فکر ہے جو شخص ایک قدم اٹھاتا ہے وہ دوسرا بھی اٹھا کر آگے رکھ لیتا ہے یہاں کے مولویوں کا یہ حال ہے کہ دوسروں کو کافر بنانے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں یہ لوگ ایسے دین کے معاملہ میں لنگڑے لوٹے ہیں کہ انہوں نے گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نکالا ہی نہیں جوں اندھیری کو ٹھری میں بند ہوئے تادم مرگ وہیں رہے اور مر کے اندھیری گور میں جا پڑے یہاں ایک وکیل صاحب ہیں مولوی بھی ہیں اور منطقی اور فلسفی بھی ہیں وہ ایک دفعہ حضرت اقدس امام علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ کسی قدر حسن عقیدت بھی ہوئی تھی۔ لیکن جب حضرت اقدس امام علیہ السلام نے کتاب نور الحق عربی میں لکھی اور توحید کی کہ اس کی مثل کوئی پیش کرے اور پانچ ہزار روپیہ انعام لے تو ان کا عقیدہ جاتا رہا کیوں عقیدہ جاتا رہا اس واسطے کہ کتاب کے نظیر لانے میں توحید کی بس قرآن شریف کی عزت گھٹا دی واہ واہ ہنر کو عیب جاننا اور بھلے کو برا سمجھنا سہارنپور والوں ہی کا کام ہے اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْ لُهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صَبَّ بِكُمْ عَمِي فَمَهُمْ لَا يَزِجُوعُونَ۔ مجھ سے ان کی اس طرح باتیں ہوئیں۔

تیسرا مباحثہ ایک وکیل سے
 وکیل صاحب : آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ سراج الحق : میں

دارالامان سے آرہا ہوں۔

وکیل صاحب : اب بھی آپ کا وہی عقیدہ ہے۔

سراج الحق : لاجل ولاقوۃ الا باللہ۔ عقیدت روز بروز درست ہونے کا موقع ہے اور زیارت کا خاص وقت ہے نہ عقیدہ جانے کا وہ کوئی بات ہے جس سے عقیدت واراوت میں فرق آئے۔

وکیل صاحب : ایک کتاب نور الحق مرزا صاحب نے جب سے لکھی ہے تب سے میں تو بے عقیدہ ہو رہا ہوں۔

سراج الحق : آپ کا پہلے عقیدہ کب تھا۔

وکیل صاحب : تھا تو سہی لیکن اب نہیں۔

سراج الحق : نہ پہلے تھا نہ اب ہے اگر تھا تو وہ ہونے میں شمار نہیں وہ نقش بر آب کا معاملہ ہے پھر میں نے وہ آیت جو ابھی لکھی گئی ہے پڑھ کر سنائی اور کما کتاب نور الحق میں ایسی کیا بات ہے جس سے عقیدت میں فرق آگیا۔

وکیل صاحب : ہمارے پاس اسلام میں کچھ نہیں تھا۔ لے دیکے ایک قرآن شریف تھا جس کو ہم غیر مذہب والوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور جب سے نور الحق کتاب مرزا صاحب کی نکلی قرآن شریف بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا ہم اس کو بھی پیش نہیں کر سکتے نور الحق کی تحدی کے ساتھ قرآن شریف کی تحدی بھی خاک میں مل گئی۔ (معاذ اللہ)

سراج الحق : استغفر اللہ قرآن شریف نہ پہلے آپ کے ہاتھ میں تھا اور اب تو بقول آپ کے کیوں ہونے لگا نور الحق سے تو قرآن شریف کی عزت دو بالا ہو گئی اور جہاں جہاں قرآن سے لوگوں کی آنکھوں میں خیرگی اور تیرگی تھی وہ اب نور الحق قرآن شریف کے نور نے اٹھادی جس چشمہ سے محمد الرسول اللہ

ﷺ نے پانی پیا اسی چشمہ سے احمد مہدی احمد مسیح علیہ السلام نے پانی پیا۔ جب ایک متحدہ ہمارے ہاتھ میں تھی اور اب دو اتحادیں ہو گئیں جو سردار ایک کام کرے اور اس کا غلام بھی کرے تو اس سردار کی عزت جاتی ہے یا بڑھتی ہے باپ بیٹے کا کام تو دو نہیں ہو سکتے بیٹے کے کام سے باپ خوش ہو گا یا ناراض آپ تو جانتے ہی ہیں کہ غلام دراصل بیٹے کو کہتے ہیں اور کسی کا مصرعہ ہے۔

اگر پدر نہ تو اند پر تمام کند

سو یہاں تو بیٹے نے بھی کیا اور باپ نے بھی اس میں نقصان کیا ہوا۔ آپ تو تصوف میں بھی دم بھرتے ہیں کیا متصوفین کا خصوصاً اور عامہ مسلمین کا عموماً یہ عقیدہ نہیں ہے کہ کُزَامَةُ الْوُلِيِّ مُفْعِزَةُ النَّبِيِّ۔ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے۔ اور جو معجزات اور خوارق عادات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں نہیں آئے وہ آپ کے متبعین اولیاء اللہ سے صادر ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔

وکیل صاحب : نہیں صاحب نہیں یہ تو ایسی مثال سمجھئے کہ جیسے کوئی کسی کی پگڑی عین بازار میں اتار لے اور کہے کہ میں تو تیرا دوست ہوں۔

سراج الحق : نہیں صاحب نہیں یہ تو ایسی مثال ہوئی کہ باپ نے ایک محل بنایا اور بیٹا بعد از وفات کھڑا ہوا اور اس کو اور عمدہ جلادی غور کیجئے کہ شاہ جہان بادشاہ نے جامع مسجد دہلی بنوائی اور مسجد تو تمام ہو گئی لیکن اس کے صحن کے دالان باقی رہ گئے تھے وہ اس کے بیٹے یا پوتے نے بنوادی اب آپ کہیں کہ مسجد خراب کردی برباد کردی شاہ جہان کا نام ڈبو دیا مسجد دیکھنے کے قابل نہیں رہی۔ بد صورت ہو گئی اور اب تھوڑے روز کا ذکر ہے کہ نواب رامپور کلب ملیخان نے اسی جامع مسجد کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ کے قریب بھیجا اور مرمت کرائی اب آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرمت نہیں ہوئی بلکہ ڈھالی پھوڑی فرش بگاڑ دیا۔ اور دیواروں میں جو اور عمدہ اور پہلے سے بھی خوشنما پتھر لگا دیئے یہ

بھدے اور خراب لگا دیئے آپ اسی سمجھ پر وکالت کرتے ہوئے مولویت اور فلسفیت تو آپ کی خوب معلوم ہو گئی

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب امت
 وکیل صاحب۔ اچھا صاحب: یہ تو فرمائیے کہ حسان بن ثابت اگر کوئی قصیدہ
 لکھتے اور تحدی کرتے تو نبوت ﷺ میں کوئی فرق آتا یا نہ آتا؟
 سراج الحق: نقص کیوں آنے لگا تھا بلکہ خوبی ہی خوبی ہوتی دیکھو جہاد ہوئے
 اور آپؐ کے جان نثار صحابہ نے کیا کیا کمال دکھائے اور کفار کو تہ تیغ کیا اور آپؐ
 نے ایک کو بھی قتل نہیں کیا تو کہئے کہ رسالت و نبوت آنحضرت ﷺ میں
 نقص آیا؟ پس اگر وہاں نقص نہیں تو یہاں بھی نہیں ہے نبی بھی معجزات دکھلاتے
 ہیں اور اس نبی کے متبعین ولی بھی کرامت دکھلاتے ہیں وہی اخلاق فائدہ نبی سے
 بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ویسے ہی اس نبی کے متبع ولی سے بھی۔ تو کیا اس سے
 نبوت میں نقصان آتا ہے یا نبوت اور نبی کی عزت و شان اور عظمت و جبروت
 بڑھتی ہے؟

وکیل صاحب: میں آپ سے جواب نہیں پوچھتا آپ مرزا صاحب سے
 دریافت کر کے بتلائیں۔

سراج الحق: پہلے جناب مرزا صاحب کے خادم سے تو نمٹ لیں پھر وہاں سے
 جواب منگایا جائے گا۔

پھر جو میں اتفاق سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو ذکر کیا حضرت
 اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہم اس کو خوب جانتے ہیں ایک بار وہ ہمارے
 پاس آئے تھے اور صرف دو گھنٹہ تک ٹھہرے کوئی بات چیت ہم سے ان کی نہیں
 ہوئی ان کے فائض طبیعت سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طبیعت میں شرح و وسط
 نہیں اور ان کا دل نورانی نہیں ہے اگر ہماری کتاب نور الحق سے ان کے خیالات
 میں قرآن شریف کی عزت جاتی ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے ولی امت

محمدیہ میں ہوئے اور ان سے کرامتیں ظاہر ہوئیں سب معجزات آنحضرت ﷺ کی بے عزتی ہوئی افسوس ہے کہ یہ لوگ نور سے ظلمت کی طرف جاتے ہیں اچھی چیز کو بری سمجھتے ہیں بات یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس کے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے میٹھی اور مزہ دار شے کڑوی اور کسلی معلوم ہوتی ہے اور وہ بیمار ہر ایک سے لڑتا ہے کہ یہ چیز اچھی نہیں پکائی خراب کڑوی بد مزہ ہو گئی حالانکہ وہ لوگ اوپر والے کیسی ہی سنوار کر پکائیں یہ لوگ بیمار ہیں اور اپنے آپ کو تندرست سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک قشر (چھلکا) ہے نہ مغزیہ مغز کو پھینکتے اور قشر پر راضی ہوتے ہیں۔

مجھے ایک لطیفہ اس وقت یاد آگیا اور وہ یہ ہے کہ میں ہانسی میں تھا جو دو چار شخص مجھے ملنے کے لئے آئے اور ان میں کچھ مجھ سے واقف تھے اور وہ ایک شخص کے مرید تھے میں نے کہا خیریت ہے کیسے آئے وہ کہنے لگے کہ ہمارے پیر و مرشد آئے ہیں آپ بھی ان سے ملیں بڑے بزرگ ہیں۔ خدا رسیدہ ہیں ولی اللہ ہیں بس ولی اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں میں نے کہا کہ اچھا تم کو مبارک ہو ہمیں تو ملنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جب امام زمان آگئے تو پھر دوسرے سے ملنا کیا۔ اور تم جو ان کے مرید ہوئے ہو تم نے ان میں ایسی کیا بات دیکھی کہ وہ ولی ہیں خدا رسیدہ ہیں کہنے لگے اور تو ہم کو سمجھ نہیں اتنی بات ضرور دیکھی ہے کہ ایسے سیدھے سادھے بزرگ ہیں کہ جس قسم کا کھانا ان کے آگے رکھ دو کھا لیتے ہیں پھیکا ہو نمک بد مزہ ہو کیلا ہو کڑوا ہو کبھی بھی اپنی زبان سے نہیں کہتے میں نے کہا اس میں خدا رسیدہ ہونے اور ولی ہونے کی کیا بات ہے۔ بلکہ اس سے تو معلوم ہوا کہ وہ مجنون یا دیوانہ ہے۔ یا وہ بیمار ہے جب اس کو کھانے کا مزہ ہی معلوم نہیں ہوتا تو مریض ہے اور سخت مریض ہے ان کا علاج کراؤ تاکہ وہ تندرست ہو جاوے۔ یہ تو ایسی مثال ہے کہ جس کو ادنیٰ آوی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی یوں کہے کہ ہمارے پیر و مرشد ایسے ولی ہیں جن کو آنکھوں سے دکھائی نہیں

دیتا یا کانوں سے سنائی نہیں دیتا یا پیروں سے چلا نہیں جاتا یا ہاتھ کام نہیں دے سکتے۔ پس یہ دلی ہوتا تو درکنار اس کو ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں کہہ سکتے ان کو تو یوں کہو کہ وہ اندھا ہے وہ بیمار ہے ☆ اس کو ہسپتال میں لے جاؤ اور علاج کراؤ یا میرے پاس لاؤ کہ میں اس کا علاج کروں تم جانتے ہو کہ میں طبیب ہوں یہ بات سن کر وہ ہنسنے لگے اور بعض نے برا مانا اور کچھ نہ کہا۔

چوتھا مباحثہ ایک حکیم سے پھر میں شہر سہارنپور میں پھرتا پھرتا محلہ

واقع ہے اس محلہ میں تمام شرفا اور اکثر امراء کے مکانات ہیں سنت جماعت زیادہ شیعہ کم لیکن یہ سب انصاری ہیں اور اس محلہ میں حکیم اور مولوی بہت رہتے ہیں۔ وکیل اور مختار اور اہل روزگار بھی ہیں اور زمیندار جن کی ملک میں کئی کئی گاؤں ہیں۔ اور اسی محلہ میں ہمارے نانا کا بھی مکان ہے اور اکثر ہمارے رشتہ دار ہیں۔ اس محلہ میں کئی مسجدیں ہیں لیکن ایک مسجد میں حضرت شاہ سید محمد اسحاق کا مزار ہے جو شاہ ولایت مشہور ہے اور ہماری نانی انہیں کی اولاد میں سے تھیں۔ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری جو مولانا شاہ اسحاق صاحب کے شاگرد تھے اسی محلہ میں رہتے تھے پھر وہ محلہ قاضی میں رہنے لگے یہ بھی ہمارے نانا ہیں وہاں دس بارہ آدمی بیٹھے تھے ان میں ایک حکیم مگر ایسے حکیم کہ جن پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ ایک حکیم کا گورستان میں گذر ہوا تو کہڑے سے منہ چھپا لیا لوگوں نے پوچھا کہ حکیم صاحب آپ نے منہ ڈھک لیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا مجھ کو ان مردوں سے شرم آتی ہے کہ میرے ہی یہ لوگ مارے ہوئے ہیں اور یہ صاحب مولویت میں بھی دم مارتے تھے۔ اور ان کا سر منڈا اور گھٹا ہوا تھا۔ وہ میری صورت دیکھ کر بہت بگڑے اور کہنے لگے کہ کدھر سے آئے عیسائی

☆ حضرت اقدس علیہ السلام بھی اس قسم کا ذریعہ یعنی یہی مثال بدعتی فقراء مصنوعی کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے

صاحب میں نے کہا کہ میں قادیان سے آیا ہوں یہودی صاحب انہوں نے کہا ہم یہودی کیسے ہوئے میں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمن یہودی تھے اسی طرح اب تم مسیح موعود احمد قادیانی علیہ السلام کے دشمن ہو علاوہ یہودی ہونے کے تم میں نفاق کی بھی بو آتی ہے اس واسطے کہ مومن کی صورت دیکھ کر بگڑتے ہو اور غضب میں آتے ہو وہ کہنے لگے کہ تم مومن کدھر سے آئے تم تو کافر ہو بے دین ہو اس کے جواب میں میں نے یہ کہا کہ مسیح اور مسیح کے حواریوں کو بھی بد بخت یہودی کافرو بے دین کہا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ایسا ہی کہتے تھے اور آپ کے مذہب اسلام کو صابی مذہب بتایا کرتے تھے تم ان بد بختوں کمذبوں اور کمفروں کے مثل ہو اور ہم اور ہمارے امام ہمام ماموروں صادقوں اور ان کے پیروؤں کے مثل ہیں حکیم صاحب مولوی صاحب نیم حکیم خطرہ جان نیم ملاحظہ ایمان۔ تم ہی کوئی مسلمانی کا جو ہر دکھلاؤ تم میں سوائے نفاق و شقاق اور کچھ بھی نہیں ہرچہ در دیگر باشد در چچہ آید فرمایا ہم کیونکر منافق ہوئے ہیں ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں حج بھی کرنے کو بشرط وسعت طیار ہیں اور احکام بھی بجالاتے ہیں میں نے کہا سب کچھ سہی لیکن پھر بھی تم منافق ہو جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ - يَخُذُ مَعُونَ اللّٰهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ مَا يَخُذُ مَعُونَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ - یعنی اور لوگوں میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے لیکر قیامت تک یعنی ملائکہ وغیرہ پر ایمان لاتے ہیں اور حال ان کا یہ ہے کہ یہ مومن نہیں ہیں اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور مومنوں کو بھی اللہ اور مومنوں کو تو کب دھوکا دے سکتے ہیں یہ خود ہی دھوکا خوردہ ہیں اور ان کو کچھ بھی شعور نہیں اور ایک جگہ فرماتا ہے - اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ لَدُ وَاَللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ

لَكَاذِبُونَ اے رسول ﷺ تیرے پاس منافق آتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ تو جانتا ہے کہ تو ضرور رسول ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ایک رسول اللہ کہنے والے کاذب ہیں۔ اب بتلائیے کہ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے یا اور کام اسلامی ادا نہیں کرتے تھے پھر کیوں منافق اور کاذب ان کا نام رکھا گیا اسی طرح ہم بھی تو اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور بشرط وسعت حج کے لئے بھی تیار ہیں پھر ہمیں کیوں بے دین اور کافر کہتے ہو یہود نصاریٰ بھی تو روزہ و نماز کرتے تھے انبیاء پر ایمان لاتے تھے وہ کافر کیوں ہوئے ابو جہل وغیرہ بھی تو حاجی تھے نماز روزہ کے پابند تھے لیکن وہ کافر کیوں ہوئے اس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے دل سے ایک مامور اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مانا۔ بعینہ اسی طرح تم نے ایک مامور معظم مثیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا ہم میں اور تم میں یوں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ تم مکذب ہم مصدق۔

منافق کی نشانی علاوہ اس کے ایک اور تین نشان تم میں نفاق کا موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا سر منڈا ہوا ہے اور سر اور واڑھی منڈانا منافق کی ایک علامت ہے اس کو سن کر وہ بڑے درہم برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ سر منڈانا تو سنت ہے میں نے کہا کہ یہی تو کھلم کھلا علامت منافق ہے کہ چوری اور سینہ زد ری نفاق کی علامت کا نام سنت رکھنا۔ اس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ بہت مولوی عالم بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی سر منڈاتے ہیں میں نے کہا کہ مولویوں کا فعل سنت ہے یا آنحضرت ﷺ کا فعل سنت ہے ایک مابلول اٹھے اچھا صاحب تم ہی بتلاؤ کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ سر منڈانا منافق کی علامت ہے۔ میں نے کہا کہ مشکوٰۃ شریف اور صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک وقت آنے والا ہے کہ لوگ دین سے نکل جائیں گے قرآن شریف پڑھیں گے مگر قرآن ان

کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی اس پر عمل نہیں کریں گے) نہ ان سے ملاقات کرنا چاہئے نہ ان کی صحبت اختیار کرنا چاہئے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی شناخت اور علامت فرمائیے تاکہ ہم ان سے بچیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سِمَاهُمْ التَّحْلِیْقُ أَوِ التَّشْبِیْذُ ان کی شناخت یہ ہے کہ ان کے سر کے بال منڈے ہوئے ہو گئے داڑھی بھی اسی میں شامل ہے۔

یہ حدیث دراصل حضرت اقدس امام علیہ السلام نے دارالامان میں بخاری شریف سے نکال کر دکھائی تھی اور اس وقت بالوں کا ذکر تھا۔ اور کئی بار فرمایا تھا کہ سر اور داڑھی کے بال منڈانا منافق کی علامت ہے پھر فرمایا کہ ہم کو کبھی بال منڈانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں وہی ہیں جو عقیقہ کے دن اترے آپ کے بال نہایت نرم اور نازک موندھوں تک رہتے تھے جیسے حدیثوں میں مسیح موعود کی علامت ٹھہرائی ہے۔

الغرض میری یہ بات سن کر حکیم صاحب اور مولوی صاحب مشکوٰۃ شریف اٹھائے اور کہا کہ میں اسی میں سے کئی حدیثیں نکال دوں گا کہ سر کے بال منڈانا سنت ہیں میں نے کہا کہ تم ایک ہی حدیث نکال دو۔ مولوی صاحب نے ساری کتاب مشکوٰۃ ٹٹولی۔ مگر ایک بھی حدیث بال منڈانے کی نہیں نکلی۔ پھر ایک اور مولوی صاحب تشریف لائے اور بڑے دعوے سے کہا کہ میں نکال کر دکھاؤں گا انہوں نے بڑی دیکھ بھال کے بعد حضرت عمرؓ کا قول نکالا کہ حضرت عمرؓ نے ایک صبی یعنی بچہ کو دیکھا کہ کچھ بال اس کے سر کے منڈے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بچہ کے باپ سے فرمایا کہ یا تو اس بچہ کے بال سر کے کل اتر دو یا تمام سر کے بال رکھو۔ اس سے مولوی صاحب نے یہ استدلال کیا کہ تمام سر کا رکھنا یا تمام سر کا منڈانا سنت ہے میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھی اور طلب کی ہے اور ہم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی مانتے ہیں لیکن اس میں یہ بات ہے کہ یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ کی نسبت ہے اور بچہ کے لئے اور حکم ہیں اور بڑے کے لئے اور حکم جیسے بعض وقت بچہ ننگا بھی پھر لیتا ہے اور اس کا پانچواں ایسا بتایا جاتا ہے کہ اس کے پانچواں میں رومال نہیں ہوتا مگر بول و براز کے لئے آسانی رہے اور بچہ ماں کے ساتھ اور بہن کے ساتھ بھی سو رہتا ہے لیکن بڑے اور بالغ ہو کر تو یہ جائز نہیں اور میں نے جو حدیث پڑھی ہے وہ بڑے آدمیوں اور بالغوں کے واسطے ہے اور اس حدیث میں لوگوں کے لئے منافق ہونے کی پیٹھ کوئی ہے اور یہودیت اور خروج عن الاسلام کا نشان ہے اتنے میں میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمان صاحب بھی سرسادہ سے آگئے۔ انہوں نے اور دو ایک اور شخصوں نے میرے کہنے کی تصدیق کی مولوی صاحب کھٹیا نے ہو کر بولے کہ اب میں بخاری لاتا ہوں میں نے کہا مولوی صاحب چاہے جو کتاب لاؤ سرمنڈانا و داڑھی منڈانا کبھی بھی جائز نہ نکلے گا یہ منافق کا نشان ہے جو منافق کا نشان ہوتا ہے وہ ایک مومن راہباز کا نشان کیوں ہونے لگا ہے۔

جب یہ حدیث شریف جس میں بال سروریش منڈانے والوں کے لئے وعید ہے دکھائی اور سنائی تو وہ حیران رہ گئے اور ہمارے سرسادہ میں بھی اس کا چرچا ہو گیا۔

گنگوہی کا نفاق سرسادہ میں بعض آدمی سرمنڈے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے اور بعض معتقد اور بعض درمیانی۔ تو انہوں نے کہا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تو سرمنڈا تے ہیں کیا وہ اس حدیث سے واقف نہیں ہیں میں نے کہا کہ وہ بھی منافق ہے۔ منافق کو اپنا نفاق کب سوچتا ہے وہ تو ہمیشہ ایماندار ہونے کا ہی دعویٰ رکھتا ہے اس سے ناراض ہوئے میں نے کہا کہ تم ناراض کیوں ہوتے ہو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا تم اس طرح جانچو کہ مولوی صاحب نے ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور

آپ کے مبالغین کے کافر ہونے کا دیا ہے اور اس اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا یوں سے بات کرنا مصافحہ کرنا ملاقات کرنا اور السلام علیکم کرنا نہیں چاہئے اب تم میرے ساتھ چل کر دیکھو کہ مولوی صاحب مجھ سے مصافحہ اور السلام علیکم کرتے ہیں یا نہیں۔ اور مولوی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ سراج الحق احمدی ہے قادیانی ہے اور بڑا پکا احمدی ہے اور علی وجہ البصیرت احمدی ہے اگر مولوی صاحب نے مصافحہ اور سلام کر لیا تو وہ منافق ضرور ہے اور جو نہ کیا تو تم سچے ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ہم دونوں بھائی یعنی شاہ غلیل الرحمن صاحب اور میں گنگوہ گئے تو مولوی صاحب سے بھی ملنے گئے مولوی صاحب نے ہماری تعظیم کھڑے ہو کر کی۔ اور پہلے ہی السلام علیکم کیا اور مزاج پر سی کے بعد کہا کہ پیر صاحب آپ نے تو قادیان میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ اور مولوی صاحب نے اسی روز سرمندایا تھا۔

ایک منافق مولوی اور ان مولوی صاحب سہارنپوری کا جو مشکوٰۃ شریف لائے تھے اور نفاق کی علامت کو سنت

بتلاتے تھے نفاق کھل گیا اور وہ یوں کھلا کہ مولوی حافظ احمد اللہ خان صاحب احمدی ناگپوری جو صالح اور راست باز ہیں جب وہ احمدی ہوئے تو حافظ صاحب نے ان کو دارالامان اور حضرت اقدس علیہ السلام کی بہت سی باتیں آپ کے دعویٰ کی نسبت سنائیں اور بہت کوشش کی کہ یہ موافق ہو جائیں اور منافق نہ رہیں تو انکو ذرا سی روشنی ہوئی اور ایک مدت کے بعد یہ مولوی صاحب دارالامان آگئے اور حافظ صاحب کی کوشش ٹھکانے لگی اور حضرت مولانا نور الدین صاحب دام فیض سے بھی تعارف رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح دام عنایت سے ملاقات ہوئی اس ملاقات کے بعد جب رات کو مولوی صاحب سوئے اور صبح کی نماز باجماعت ہمارے ساتھ مسجد مبارک میں پڑھی تو مجھے مولوی صاحب نے کہا کہ آج رات کو میں نے آنحضرت ﷺ کی خواب میں

زیارت کی اور رسول اللہ ﷺ میری طرف بڑے پیار کے ساتھ گوشہ چشم سے بار بار دیکھتے ہیں اس کے بعد ظہر کے وقت بعد نماز پھر حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کی۔

دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت اقدس علیہ السلام نے موافق

سنت الانبیاء علیہم السلام بہت کچھ حضرت مسیح موسوی علیہ السلام کی وفات اور عدم آمد اور آنحضرت ﷺ کی فضیلت و ختمیت اور اپنے دعوے مسیح موعود ہونے کی نسبت مدلل قرآن شریف اور توریت و احادیث و اجماع صحابہ اور علماء سلف کے اقوال سے تبلیغ کی اور پھر آپ نے بے شک مسیح موعود ہونے پر قسم بھی کھائی اور بتلایا کہ وہ موعود میں ہی ہوں جو چودھویں صدی کے سر پر خدا کی طرف سے آیا ہوں اور ساتویں ہزار کا سرا بھی میری شہادت دیتا ہے چاند اور سورج نے عین رمضان کے مہینہ میں میرے دعوے کی جی گواہی دی اونٹوں کی سواری بیکار ہوئی ستارہ ذوالسنین نہ ایک بار بلکہ کئی بار میرے لئے ظاہر ہوا اور ہزاروں انسانوں کو ہزاروں نشان میرے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے دکھائے تو یہ مولوی صاحب خاموش ہو کر سنتے رہے اور کچھ بھی نہ بولے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام اپنے مکان پر مسجد سے تشریف لے گئے تو مولوی صاحب وہاں سے میرے ہمراہ میرے مکان پر آگئے اور کہنے لگے کہ میں نے جو رسول اللہ ﷺ کی رات زیارت کی تھی۔ اور جس طرح آنحضرت ﷺ گوشہ چشم سے میری طرف دیکھتے تھے ہو ہو حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت کی تقریر کے وقت میری طرف دیکھتے جاتے تھے اور بعینہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک حضرت اقدس علیہ السلام کا سا تھا۔ جو سر مو فرق نہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ضرور راست باز صادق ہیں؟

ایک خواب کی تعبیر: جب مولوی صاحب قادیان سے رخصت ہو کر سارنپور کی سرزمین میں گئے تو ایک خط مجھے لکھا

کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے کہ مرزا صاحب کی شکل مجنوںوں اور پاگلوں کی سی ہے میں نے وہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو پڑھ کر سنایا حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو شخص راستہ از نبی یا رسول امام یا ولی اللہ کو خواب میں بری صورت یا کسی عیب میں دیکھے یا بیمار تو یقیناً وہ خواب میں اپنی حالت دیکھتا ہے اور یہ حال اسی کا ہوتا ہے نہ راست باز کا کیونکہ وہ شخص ان کے جمال کے آئینہ میں اپنی اندرونی صفت کو جیسا وہ ہوتا ہے دیکھتا ہے مولوی صاحب نے خواب سچا دیکھا ہے لیکن انہوں نے اپنی حالت جنوں اور اپنی صفات اندرونی کو دیکھا ہے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ آئینہ ہوتے ہیں اور آئینہ میں جو شخص منہ دیکھتا ہے ویسا ہی دکھائی دیتا ہے جیسا دیکھنے والے کا ہوتا ہے گویا اس کی اندرونی صورت اس کو دکھائی جاتی ہے اور یہ ایک قسم کی اتمام حجت ہے پھر فرمایا کہ ایک بد شکل آدمی نے ایک شیشہ اٹھا کر دیکھا تو اس شیشہ کو اس نے یہ کہہ کر زمین پر پھینک دیا کہ یہ شیشہ بہت ہی برا ہے جس میں ایسی بد صورت دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اپنا قصور اور اپنی شکل نہ دیکھی بلکہ شیشہ کو برا بتلایا۔ پھر فرمایا کہ یہی تعبیر مولوی صاحب کو لکھ بھیجو اور فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ ہماری شکل تو آنحضرت ﷺ کی شکل کے مشابہ دیکھی تھی تمہارا اس پر ایمان نہ رہا تو تمہاری بد بختی سے خدا نے یہ شکل تمہاری اصلی شکل دکھائی!

میں نے عرض کیا کہ حضرت جب وہ دارالامان میں تھے تو مولوی صاحب کو آنحضرت ﷺ کی شکل پر دکھائی دیئے۔ اور جب وہ سارنپور کی سخت زمین میں گئے تو ان کو اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ رہا۔ ان کی اصلی اور حقیقی صورت دکھائی گئی کیونکہ آپ کا چہرہ تو آنحضرت ﷺ کا چہرہ ہے اور سارنپور پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔

ایک حکایت

فرمایا وہ حکایت سناؤ تم کو حکایتیں خوب یاد ہیں میں نے عرض کیا کہ ایک شخص اپنی ضعیف والدہ کو حج کرانے کے لئے مکہ شریف گیا اور تمام راستہ کمر پر اٹھا کر لے گیا اور کمر پر ہی چڑھا کر حج کیا۔ اور اسی طرح واپس آیا جب وہ سارنپور کی سرحد پر پہنچا تو اپنی والدہ کو کمر سے اتار کر نیچے زمین میں پھینک دیا اور کہا کہ میں تجھے حج کرانے کیا لے گیا ایک سخت مصیبت میں پھنس گیا تو جہاں چاہے چلی جاؤں تو اب تجھے نہیں لے جاتا۔ اس ضعیف نے جان لیا کہ یہ اس زمین کی تاثیر ہے ورنہ میرا بیٹا تو نیک ہے اس بڑھیا نے بہت منت کی اور کہا بیٹا میں تیری والدہ ہوں تو میرے ساتھ ایسی بدسلوکی کرتا ہے مجھے گھر تو پہنچا دے اس نے والدہ کو بہت ہی برا کہا اور کہا کہ تو میری ماں ہی نہیں ہے اور نہ میں تیرا بیٹا ہوں میں تھک گیا میری کمر ٹوٹ گئی۔ اب میں تجھ کو نہ لے جاؤں گا یہ کہہ کر چل دیا؟ اس بڑھیا نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا لیکن مجھے اس شہر کی سرحد سے باہر کر دے اور جو تو چاہے مجھ سے مزدوری لے لے خیر مزدوری پر وہ راضی ہوا اور بڑھیا کو اٹھا کر لے چلا جب سارنپور کی سرحد سے باہر ہو گیا تو بڑھیا نے کہا کہ اب مجھے یہاں چھوڑ دے اور اپنی مزدوری لے لے میرا اللہ مالک ہے وہ شخص والدہ کی یہ بات سن کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ تو تو میری ماں ہے میری جان تجھ پر سے قربان ہو جائے میں بھلا اس جگہ ایسی بے کسی میں اور ایسے جنگل میں تجھے جواب دے سکتا ہوں اور تجھ کو تنہا اور اکیلا چھوڑ سکتا ہوں۔ کس کی مزدوری میری جان میرا مال سب تیرا ہے۔

حضرت اقدس یہ حکایت سکر ہنسے اور خاموش ہو رہے پھر میں نے حسب الارشاد ایک کارڈ مولوی صاحب کے پاس سارنپور بھیج دیا۔ اور وہی تعبیر بھی لکھ دی چونکہ مولوی صاحب کو ملہم اور خواب میں ہونے کا بھی دعویٰ تھا۔ مولوی صاحب نے اس خط کے جواب میں کوئی معقول جواب تو نہیں دیا مگر ایسی ہی بکواس اور کردی؟

اس مولوی صاحب مذکور کے متناقض ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ جب یہ سارنپور سے اور کسی شہر میں جہاں غیر مقلد ہوں جائیں تو بڑے پکے غیر مقلد اور مضبوط اہل حدیث بن جاتے ہیں اور نماز وغیرہ کا طریق غیر مقلدوں کی طرح رکھتے ہیں اور جب سارنپور میں جاتے ہیں تو بڑے پختہ حنفی مقلد بنے رہتے ہیں اور نماز وغیرہ کا طریق بھی حنفیوں کا سار رکھتے ہیں۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز پھر تھوڑی دیر میں دس بارہ آدمی لکھے پڑھے آگئے اور ایک مولوی حکیم محمد اسحاق بھی

آگئے۔ مجھ سے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ جماعت کی نماز کیوں نہیں پڑھتے میں نے کہا کہ آج کل ایک فتنہ برپا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم میں بہت فریق ہو گئے۔ وہابی۔ سنی۔ رافضی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ کون کافر ہے۔ اور کون مسلمان ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جب ایک کو ایک کافر کہتا ہے تو مسلمان کوئی بھی نہ رہا۔ لہذا ہماری نماز کافر کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اور تو یہ بات سن کر ڈر گئے اور خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ تو سچ ہے لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ تم بھی تو اسی زمرہ میں ہو اور کفر سے نہیں بچے۔ تم مسلمان کیسے ہوئے میں نے کہا کہ مولوی صاحب ہم ہی ایک دنیا میں مسلمان ہیں اس وجہ سے کہ ہم کسی کو اپنی طرف سے کافر نہیں کہتے یہی نشان ہمارے مسلمان ہونے کا ہے۔

پانچواں مباحثہ وفات مسیح پر پھر سب نے پوچھا کہ ہم میں یعنی عام مسلمانوں میں اور تم میں کیا فرق ہے؟

میں نے کہا کہ فرق کچھ بھی نہیں اور غور سے دیکھا جائے تو بہت بڑا فرق ہے نہیں تو یہ ہے کہ ہم عام مسلمانوں کی طرح وہی عقیدہ اسلامی رکھتے ہیں خدا بھی وہی رسول بھی وہی قرآن بھی وہی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ اور دیگر احکام وہی

اور جو فرق ہے تو یہ کہ بموجب حکم قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مانتے ہیں اور جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی اس امت محمدیہ میں خبر تھی وہ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں۔

مولوی صاحب: مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کیونکر ہو سکتے ہیں وہ تو آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔

میں: وہ زندہ نہیں ہیں مر گئے۔

مولوی صاحب: یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ مر گئے زندہ نہیں۔

میں: قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں جو سورہ مائدہ ہے اس کا آخری رکوع پڑھ لو تمہیں یاد نہ ہو تو قرآن شریف لاؤ میں پڑھ دوں۔

مولوی صاحب: قرآن شریف کی تفسیروں میں تو یہی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

میں: تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے؟

مولوی صاحب: ہم تو مفتی بہ قول کو مانیں گے۔

میں: مفتی بہ قول تو کوئی ہے ہی نہیں اختلاف موجود ہے۔

مولوی صاحب: مفتی بہ ہم تو یہی جانتے ہیں جو جمہور ہے اور جس پر اجماع ہو چکا ہے۔

میں: مولوی صاحب جمہور اور اجماع تو حیات عیسیٰ پر نہیں ہے اور اگر آپ اجماع پر ہی ایمان رکھتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع موجود ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک بھی اس اجماع سے باہر نہیں ہے۔

مولوی صاحب: وہ کہاں ہے؟

میں: بخاری شریف میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی

وفات ہو گئی تو صحابہ کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ وفات پر اور ایک حیات پر جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو فرماتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں اس کو قتل کروں گا اور ایک گروہ اس پر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ لیکن پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کو سزا دیں گے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر گئے اور حضرت کے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا اور کہا کہ تجھ کو خدا تعالیٰ دو موتیں نہیں دکھائے گا اور یہ آیت مجمع عام میں پڑھ کر سنائی مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خدا نہیں تھے جو ہمیشہ زندہ رہتے ہاں ایک رسول تھے اور آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو گئے اس پر سب کا اتفاق ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے تلوار میان میں کر لی اور فیصلہ ہو گیا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو کوئی تو بول اٹھتا یہ پہلا اجماع تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر ہوا اس اجماع صحابہ کو مان لیجئے اگر آپ کا اجماع پر یقین ہے؟

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی اجماع نہیں ہے پس اس اجماع اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑنا اور اپنی طرف سے دوسری قسم کا اجماع بنانا ٹھیک نہیں ہے خدا کے لئے سوچو سمجھو۔

اس میری تقریر کے بعد مولوی چھٹا مباحثہ ایک طالب علم سے صاحب کو سخت غصہ آ گیا اور

تکرار پر آمادہ ہو گئے اور کچھ جواب نہ بن پڑا پھر میں شیش ریلوے پر آیا چونکہ ٹکٹ ملنے میں دیر تھی۔ اور ظہر کی نماز کا وقت آ گیا تھا ایک چھوٹی سی مسجد چبوترہ نماشیشن کے قریب اور چنگی کی چوکی کے متصل بنی ہوئی ہے جس میں مسافر اور شہر سے آنیوالے نماز پڑھتے ہیں۔ میں بھی نماز پڑھنے کے لئے آ گیا وہاں پانچ چھ طالب علم بیٹھے پائے وہ اختلاف مذہبی میں کچھ باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

دیکھو کیسے کیسے مذہب دنیا میں پھیل گئے اور اب ایک مذہب اور قادیانی نکلا ہے جو سب سے بڑے گمراہ ہے بھلا قادیان کا نام اور مذمت سن کر سراج الحق کو کہاں تاب تھی کہ چپ رہ جائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخر س یعنی جو حق گوئی سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے۔

میں: (ان طلبہ سے مخاطب ہو کر) کیا قادیانی کوئی مذہب ہے۔

طالب علم: ایک مذہب ہے جو پنجاب میں نکلا ہے۔

میں: قادیانی کسی کا نام ہے یا مذہب کا نام

طالب علم: یہ تو ہمیں خبر نہیں ہے۔

میں: جب تم کو خبر نہیں تو کیسے کہتے ہو کہ مذہب ہے اور گمراہ مذہب ہے تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے کہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو معاذ اللہ صابی کہتے تھے۔ بہت سی پرانی باتیں ایسی ہیں کہ اگر اب بیان کی جاویں تو وہ نئی معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح قادیانی طریق سمجھو۔

طالب علم: ہم نے تو اپنے استادوں مولویوں سے ایسا ہی سنا ہے

میں: تم بھی گمراہ تمہارے مولوی اور استاد بھی گمراہ۔

طالب علم: ہم اور ہمارے استاد کیوں گمراہ ہونے لگے تھے انہوں نے تو ایک یہ بھی بات بتلائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قادیانی مذہب کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے۔

میں: تم نے اپنے استادوں سے پوچھا بھی کہ کہاں لکھا ہے حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔

طالب علم: کہیں تو لکھا ہی ہو گا جو مولوی کہتے ہیں اگر نہیں ہے تو تم ہی بتلاؤ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔

میں: قرآن شریف میں ہے یَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اے عیسیٰ میں تجھے وفات

دینے والا ہوں اور دوسری جگہ فرماتا ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اَب تَم بَلَاؤُکَ مُتَوَفِّیْکَ کی جگہ مُجِیْبُکَ اور تَوَفِّیْتَنِیْ کی جگہ مُجِیْبُیْ ہے؟

طالب علم: متوفیک اور توفیتی کے معنی ہی حیات کے مفسرین نے لکھے ہیں۔
 میں: ایک معنی تو کسی آیت کے مفسرین کریں اور ایک معنی رسول ﷺ اور
 آپ کے اصحاب کریں تو کون سے معنی معتبر مانے جاویں۔
 طالب علم: وہی معنی صحیح اور معتبر مانے جائیں گے جو رسول اللہ ﷺ سے
 ثابت اور مروی ہوں

میں: اس کتاب بخاری شریف جو صحیح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس کی کتاب
 التفسیر میں خاص رسول اللہ ﷺ سے توفیتی کے معنی وفات اور عبد اللہ ابن
 عباس سے اسی مقام اور اسی باب میں مُتَوَفَّيْتُک کے معنی مُمِيتُک لکھے ہیں
 اب کہئے کہ کون سے صحیح ہوئے۔

طالب علم: ہم کیا کریں ادھر علماء کا گردہ بہت ہے کیا انہوں نے بخاری شریف
 نہیں پڑھی۔

میں: اس طرف بھی علماء ہیں اور انہوں نے بخاری شریف پڑھی اور تمہارے علما
 نے بخاری شریف نہیں پڑھی اگر وہ پڑھ لیتے تو اس قدر مغالطہ اور گمراہی میں نہ
 پڑتے۔

طالب علم: قادیانی کوئی مولوی نہیں۔

میں: (چونکہ وہ ہندوستانی تھے ان کو ہندوستان کا حوالہ دینا تھا میں نے کہا کہ) ایک
 عالم فاضل محدث مولوی سید محمد احسن صاحب امر وہی قادیانی ہیں اور ان کے
 سوا اور بھی بہت سے عالم و فاضل ہیں۔

طالب علم: تو بہ تو بہ مولانا صاحب ممدوح ہرگز قادیانی نہیں بلکہ وہ تو سخت مخالف
 ہیں اور میں تو خاص امر وہہ کا ہوں۔

میں: اس میں تو بہ کی کیا بات ہے مولوی صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں اور
 ان کی کتاب اعلام الناس تین حصوں میں ان کی تصنیف اور مطبوعہ ہے جو قادیانی
 مذہب کی تائید اور ان کے مخالفوں کی تردید میں ہے دریافت کر لو۔

طالب علم: جی یہ کتابیں کسی اور نے مولانا کے نام سے لکھ دی ہوں گی۔

انہیں باتوں میں وقت گزر گیا اور ریل گاڑی آگئی میں ٹکٹ لینے چلا گیا اور طالب علموں کی اس پہ پہودہ بات پر تعجب کرتا رہا کہ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب زندہ ہوں اور ان کے نام سے اور کوئی شخص کتاب تصنیف کر کے چھاپ کے مشترک کر دے اور مولوی صاحب کو خبر نہ ہو آخر کار میں سرسادہ چلا آیا اور دو چار روز کے بعد سہارنپور جانے کا اتفاق ہوا۔

ایک ہندو شیشن ماسٹر کا خیال جب میں سرسادہ کے شیشن پر آیا تو شیشن ماسٹر سے ملاقات ہوئی وہ ہندو

تھے چونکہ ریل گاڑی کے آنے میں وقفہ تھا دو چار شخص کچھ ہندو کچھ مسلمان آگئے شیشن ماسٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ کوئی اخبار قادیان سے آیا ہو میں نے کہا ہاں اخبار بدر قادیان سے حکیم مرزا عباد اللہ بیگ کے پاس آتا ہے ماسٹر صاحب نے بڑی منت سے کہا ضرور میرے پاس اخبار بھیج دیا کرو میں اس کو بڑے غور سے پڑھوں گا اور جو رسالہ یا اشتہار یا کتاب کسی مضمون کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا ہو مجھے ضرور دکھا دیا کرو جب تک میں پنجاب میں رہا اکثر کتابیں اور اشتہارات حضرت مرزا صاحب کے دیکھتا رہتا تھا جب سے سرسادہ کے شیشن پر آیا ہوں کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی ایک کتاب نماز کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے اس کا ایک جملہ ایسا اعلیٰ درجہ کی فلاسفی سے پر ہے کہ جب تک کوئی انسان برگزیدہ اور مرسل نہ ہو ایسا جملہ اس کی زبان اور قلم سے نہیں نکل سکتا۔ اور وہ یہ کہ نماز دراصل تعلق باللہ عبادت کا نام ہے جس سے انسان خدا سے تعلق پیدا کر لیتا ہے یہ کوئی فرض نہیں ڈیوٹی نہیں کہ چار و کچار اس کے پورے کرنے کے لئے کھڑا ہو بلکہ نماز اس ذوق و شوق اور طلب سے پڑھی جاوے کہ جیسے انسان کو بھوک پیاس کے وقت کھانے اور پانی کی تلاش ہوتی ہے اور انسان ایسی حالت میں سب کام چھوڑ کر خورد و نوش کے لئے اٹھ

کھڑا ہوتا ہے یہ اس ہندو شیشن ماسٹر نے اپنے الفاظ میں مطلب ادا کیا اور کہا کہ اس جملہ کے پڑھنے سے مجھے ایک لذت پیدا ہو گئی خیر اس ہندو کو تو صداقت سے پر جملہ سے لذت پیدا ہو گئی۔ لیکن اس راقم خاکسار کو تو از سر نو لطف آگیا؟

پھر میں ریل گاڑی میں سوار ہو کر
ساتواں مباحثہ پیشگوئیوں پر سہارنپور پہنچا اور شیشن کے قریب

ان امیر صاحب کی کوٹھی پر آیا تو وہاں ان امیر صاحب کی اور ایک مولوی صاحب سہارنپوری کی حضرت اقدس علیہ السلام کی پیٹھگوئیوں پر گفتگو تھی کہ ”بہت سی پیٹھگوئیاں حضرت مرزا صاحب کی پوری نہیں ہوئیں۔“

امیر صاحب: مجھ سے مخاطب ہو کر: جناب یہ پیٹھگوئیاں جو حضرت مرزا صاحب کی پوری نہیں ہوئیں ان کا کیا جواب ہے۔

میں: وہ کون سی پیٹھگوئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔

امیر صاحب: بہت سی ہیں۔

میں: ایک ہی کا نام لیں اب وہ خاموش ہوئے اور جان گئے کہ پیر صاحب ضرور ثابت کر دیں گے پھر میں نے کہا کہ کتاب نور الحق کرامات الصادقین جو کتابیں تحدی کے ساتھ تمام ملکوں میں شائع ہو گئیں اور تحدی سے پیٹھگوئی کی گئی کہ ان کی نظیر کوئی بتادے مسلمان عیسائی سب ان کی نظیر لانے سے عاجز رہے اور ایک کے ساتھ پانچ ہزار کا انعام اور دوسری کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کا انعام ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہ نطفہ حرام ہے جو نظیر لانے کے لئے کھڑا نہ ہو اور پھر ایک ہزار لعنت لکھی ہے ماسوائے اور ملکوں کے ہندوستان ہی میں تقریباً ایک لاکھ مولوی ہو گا اگر ایک ایک سطر بھی لکھتے تو نور الحق جیسی دس کتاب فصیح و بلیغ لکھی جاسکتی تھیں اور یہ کتاب نور الحق ایسی چھوٹی سی کتاب ہے کہ اگر متوسط قلم سے لکھی جائے تو کریمہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی کس نے اس پیٹھگوئی کو غلط کر کے دکھایا یہ علمی نشان اور علمی پیٹھگوئی قیامت تک کے لئے ثابت ہوئی اور یوں تو

عیسائیوں کی طرح خواجواہ زبان سے فضول بات کہہ دینی کہ حضرت محمد ﷺ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا سو یہ آپ کا قول کہ حضرت امام موعود علیہ السلام کی کوئی پیٹھ کوئی جچی نہیں نکلی عیسائیوں کے قول سے زیادہ وقعت رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ بات یہیں رہی اور میں شہر میں چلا گیا۔

وجہ تصنیف نور الحق کتاب نور الحق جو حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھی ہے اس کے لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ ایک دفعہ میں سرسوادہ میں تھا کہ پادری عماد الدین امرتسری ہماری ملاقات کے لئے سرسوادہ آیا اور توزین الاقوال اور تعلیم محمدی اور دو ایک کتاب اپنی تصنیف لایا۔ مجھے یہ کتابیں اسلامی رد میں پڑھ کر سخت رنج ہوا میں نے توزین الاقوال کتاب مذکورہ پلندہ کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کر دی پھر پندرہ سولہ روز کے بعد میں خود حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت اقدس علیہ السلام نے بعد سلام و مصافحہ فرمایا کہ پادری عماد الدین کی کتاب جو آپ نے بھیجی تھی رکھی ہے آپ کے آنے پر ملتی کیا تھا ہاتھ میں کتاب لے اور باہر مکان کے تشریف لائے اور اس جگہ ٹھلنے لگے جہاں اب مدرسہ ہے پہلے وہاں صرف پلیٹ فارم تھا اور وہ حضرت مولانا نور الدین خلیفہ المسیح علیہ السلام نے کچی اینٹوں کا بنوایا تھا آپ ٹھلے تھے اور پادری عماد الدین کا ذکر فرماتے تھے کہ اتنے میں جناب چودہری منشی رستم علی صاحب مرحوم کورٹ انسپکٹر یکہ میں آگئے۔ حضرت اقدس ان کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور اس کتاب عماد الدین کا ذکر فرمایا۔

بلد شاہ کا حال منشی صاحب مرحوم مغفور نے عرض کیا کہ میں بھی وہ کتاب لایا ہوں کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے مجھ کو سخت رنج ہے کہ پادری عماد الدین نے وہ باتیں لکھی ہیں جو اسلام سے ان کو کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں صرف افترا اور بہتان سے پر ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت اسی کتاب

میں عماد الدین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی دلی نہیں ہوا۔ ہاں ایک شخص کو شاپے کہ بلہ شاہ قصور میں ہوا ہے۔ اس کی کافیاں سننے اور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو کوئی چیز نہیں سمجھتا ہے اور برے لفظوں سے یاد کرتا ہے اور شراب اور اباحت کو پسند کرتا ہے اور اسلام کی جا بجا کافوں میں توہین کرتا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے ہی لوگوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے یہ لوگ درحقیقت تنک اسلام اور عار ایمان ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود بدنام کنندہ صلحاء ہے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے عبرت پکڑنی چاہئے کہ نہ ایسے لوگ ہوتے اور نہ اسلام پر دھبہ لگتا۔ اگرچہ اسلام تو ایسا منور ہے کہ اس پر کسی قسم کا داغ و دھبہ نہیں لگ سکتا۔ لیکن ایسے لوگوں سے بجائے نفع کے نقصان پہنچا اور جن کے دلوں میں زلیخ اور کجی ہے وہ ایسی ایسی باتیں پیش کر دیتے ہیں اور عمدہ پاک لوگوں کو چھوڑ کر ایسے بیہودہ لوگ چھانٹ لیتے ہیں ورنہ اسلام نے تو اپنی پاک تاثیرات سے ہزار ہزار اور کرد و در کرد و انسانوں کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ وہ درجہ مسیح کو بھی حاصل نہیں ہوا۔

پھر میں نے عرض کیا کہ پادری عماد الدین وحدت الوجود کا سخت دشمن ہے حضرت اقدس یہ بات سن کر ہنسے اور فرمایا کہ اس کو دشمن ہونا ہی تھا کیونکہ انہاں دیاں جڑاں پٹیاں جان دیاں نے پنجابی زبان میں جملہ فرمایا اس کا بیان شرح کے طور پر یہ فرمایا کہ ان کے مصنوعی اور وہمی عقائد الوہیت اور انہیت اور کفارہ خاک میں مل جاتا ہے اور انہاں اگکھ نہیں رہندا یعنی ان کا ایک تنکا بھی باقی نہیں رہتا ہے جب ہر شے خدا ٹھہری اور ذرہ ذرہ وہی ہو تو تیشلیٹ ری نہ انہیت ری نہ الوہیت ری سب یک دم تہس تہس ہو گیا جیسے کو تہسا ایسوں کے مقابلہ پر اس قسم کے لوگ بھی کام دیجاتے ہیں جیسے شیعوں کے مقابلہ پر خوارج اَلْغَبِیْثَاتُ لِلْغَبِیْثِیْنَ۔

آخر کار منشی صاحب مرحوم نے چند جگہ سے مضمون کتاب کا سنایا۔ اور کچھ

میں نے سنایا پھر فرمایا کہ ہم اس کو اول سے آخر تک پڑھ کر کافی جواب لکھیں گے پھر فرمایا کہ پادری عماد الدین جو کہتا ہے کہ اسلام میں ولی نہیں ہوا ہے اس کو خبری کیا ہے کہ ولی کیسے ہوتے ہیں اور کن پر ولایت کا اطلاق آتا ہے اب پادری عماد الدین آنکھ کھول کر دیکھے اور نقد دیکھے کہ کیسے ولی ہوتے ہیں اور اب تو ولی الاولیا موجود ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت امیر الضعفاء جناب میر ناصر نواب صاحب نے ہنس کر مجھے پیران پیر فرمایا میں نے میر صاحب سے عرض کیا کہ یہ جملہ تو صحیح نہیں ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ایک پیر کے بہت سے پیر ہاں پیر پیراں درست ہے سو یہ دونوں جملے میرے لئے ٹھیک اور درست نہیں کیونکہ میرا تو ایک ہی پیر ہے جو پیر پیراں ہے اور پیر پیراں میں نہیں اس کے مصداق حضرت اقدس علیہ السلام ہیں۔ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں گیا ہاں خوب یاد آگیا اس واسطے گیا تھا کہ چونکہ خطوط کے جواب اس زمانہ میں میں لکھا کرتا تھا اور مباحثین کار جسر بھی میرے پاس تھا جو خطوں کے ذریعہ بیعت ہوتے وہ میں رجسٹر میں درج کر لیتا تھا اور جو حاضر ہو کر بیعت کرتا تو میں حاضر ہوتا اور جو کبھی حاضر نہ ہوتا تو آپ مجھ کو بلوالیتے اور فرماتے کہ ان کا نام معہ پتہ سکونت وغیرہ درج رجسٹر کرو اور بعض دفع خود بیعت کنندہ سے بعد بیعت فرماتے کہ تم اپنا نام صاحبزادہ صاحب کو لکھواؤ۔ پس میں حضرت اقدس کی خدمت میں بے تکلف تھا۔ حاضر ہوا فرمایا کیسے آئے ہو صاحب زادہ صاحب! میں نے عرض کیا کہ خطوط کے جواب کے لئے آتے ہوں تو عنایت فرما دیجئے فرمایا ہاں ہیں اور بیعت کنندوں کے بھی خطوط ہیں پھر فرمایا کہ پیراں پیر اور پیر پیراں پر کیا گفتگو تھی میں سمجھ گیا کہ شاید اس وقت حضور کو کشف سے معلوم ہو گیا ہو گا میں نے تمام گفتگو عرض کر کے کہا کہ حضور تو پیراں پیر ہیں فرمایا پیر پیراں جملہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہوا اور کشف میں

ہست سے فرشتے دیکھے کہ ہمت خواہ صورت لباس فاقہ اور مکتف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں اور ہر چکر میں ہماری طرف لبہا تہ کر کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں اور اس مصرعہ کا آخری لفظ ہمیں ہر اں ہے وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کرتے ہیں ہمیں ہر اں۔

اب اس پادری کو معلوم ہو جاوے گا کہ اسلام کیا بابرکت مذہب ہے کہ جس سے ایک نہ دو نہ دس بلکہ لاکھوں کروڑوں ولی بن گئے محمد ﷺ خاتم الانبیاء کی پیروی اور اتباع سے ایسے ولی کمال ہوئے کہ جن کا شمار نہیں اور ہست سے مسیح علیہ السلام سے بڑھ چڑھ کر ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مَلَمَّا أَمْعَنَ كَأَنِّي بِنَبِيِّ إِسْرَآئِيلَ یہ اس کا ترجمہ ہے کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْفِرْ لَكُمْ اللہ تعالیٰ کا ہے کسی زیادتی اور ترقی کے لئے اور کسی برابری کے لئے بھی آتا ہے اور تعداد میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور انبیاء بنی اسرائیل میں مسیح بھی داخل ہیں جیسے آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ ہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کے علماء خلفاء موسیٰ علیہ السلام کے علماء خلفاء سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کیا جب دو صفحے کتاب کے لکھے تو باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحب زادہ صاحب ہم نے اس کتاب کا نام تمہارے نام پر نور الحق رکھ دیا ہے ابھی پانچ چار صفحے کتاب کے لکھے گئے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو سخت تکلیف اور دوران سر لاحق ہوئی جس سے تین روز تک نماز کے لئے مسجد میں نہ آ سکے چوتھے روز حضرت اقدس صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے اور بمشکل بیٹھ کر نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور میں آپ کے ساتھ اول صف میں کھڑا تھا جو حضرت اقدس بیہنہ میں فرق تھے میں سمجھا کہ آج ضرور وحی کا دن ہے اور چہرہ ایسا منور ہوا کہ فوٹو

اتارنے کے قابل تھا اور ساتھ ہی ضعف بھی اس قدر تھا کہ بعد نماز حضرت اقدس بیٹھ نہ سکے۔ اور وہیں لیٹ گئے سردی کا موسم تھا اور حضرت مولانا مولانا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور منشی رستم علی صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب اور دیگر احباب موجود تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں اس وقت تکلیف بہت ہے ذرا کمر دباؤ۔ پس میں بموجب ارشاد کروانے لگا کوئی دس منٹ گزرے ہوں گے کہ حضرت اقدس علیہ السلام یکایک اٹھ کر بیٹھ گئے اور تمام تکلیف جاتی رہی اور فرمایا اس وقت ہم کو اس کتاب نور الحق کی نسبت یہ الہام ہوا ہے کہ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ زَیْبٍ مِّمَّا اٰیَّدْنَا عَبْدًا فَاَنْتُمْ اَوْ اِیَّكَ تَابِ مِنْ قَبْلِیْ اَلَمْ تَكُنْ لَیْسَ بِہُمْ نے اپنے بندہ کی تائید نہیں کی تو تم بھی اس کتاب کی مثل بناؤ اس الہام پر آپ کو ایسی خوشی ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور بہت دیر تک اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اور فرمایا کہ خدا نے ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں فیصلہ کر دیا اب دیکھیں کون اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں عیسائیوں سے کھڑا ہو کر ہمارے دعوے کو توڑتا ہے جب یہ کتاب قریب قریب ختم کے پہنچی تو فرمایا کہ ہمارا منشاء ہے کہ مثل نہ لانے والوں کے لئے ایک ہزار لعنت بھی لکھ دیں تاکہ وہ برا نگہیں نہ ہو کر ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہوں میں نے عرض کیا کہ حضور پوری شمار کر کے ایک ہزار لعنت لکھیں اگرچہ اس میں کئی صفحے خرچ ہوں فرمایا یہ صلاح ٹھیک ہے اور علاوہ لعنتوں کے یہ بھی لکھا کہ جو شخص اب بھی اس کتاب کے بعد مقابلہ پر نہ آئے اور ہمارے الہام پر یقین نہ لائے اور گھر میں بیٹھ کر تکذیب کرے یا باتیں بنائے تو وہ حلال زادہ نہیں ہے اور ساتھ ہی پانچ ہزار روپیہ کا انعام بھی دینے کا وعدہ لکھ دیا۔

اب یہ راقم سفر نامہ لکھتا ہے کہ جو شخص اقدس علیہ السلام کے دعوے کی تکذیب کرے اور اس کتاب نور الحق کا مقابلہ کر کے نہ دکھائے اور ایک ہزار

لعنتوں کی وعید سے بھی نہ ڈرے وہ حلال زادہ نہیں گویا اس مکتب نے اس
خباثت کو اپنے حق میں تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ میری ہٹ دھرمی میرے لئے اس
خطاب قبیحہ کی باعث ہوئی۔

بہت سے لوگوں اور مولویوں سے اس بارہ میں بات چیت ہوئی مگر وہ ارے
ہٹ دھرمی اور تعصب کسی نے بھی اس کا اقرار نہ کیا کہ ہم اس کتاب کی نظیر
پیش کریں گے۔ ہزار لعنتیں ہیں حلال زادگی میں پڑے اور اس خطاب کے ورود
سے نہ ڈرے صرف زبان سے کہتے رہے کہ ہم اگر چاہیں تو اس کی مثل بنا سکتے
ہیں انہوں نے قرآن شریف میں نہیں پڑھا کہ یہی کفار عرب کہا کرتے تھے کہ
لَوْ نَشَاءُ لَفُتْنَاهُمْ مِثْلَ هَذَا اَگَر ہم چاہیں تو اس قرآن جیسی کتاب بنادیں۔

علماء حلال کے نام نور الحق کی روانگی جب یہ کتاب چھپ کر طیار
ہو گئی تو حضرت اقدس علیہ

السلام نے عاجز کو فرمایا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے عالموں کی ایک فرست طیار
کرو اور جو عرب اور شام اور روم اور مسقط و ایران اور بغداد اور کربلا کے علماء
ہیں ان سب کے نام یہ کتاب رجسٹری کر اگر سمجھو سو میں نے ایسا ہی کیا اور موافق
فرست حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھا کر کتابیں روانہ کیں اور سب کی دستخط
رسید آگئی بعض علماء نے اس کو تسلیم کیا چنانچہ ان میں سے ایک مولوی عبداللہ
خراسانی ہیں انہوں نے لکھا کہ میں عجیب سے عجیب مہارت عربی لکھ سکتا ہوں
لیکن میں اس کتاب نور الحق کا جو واقعی الحق ہے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ اسی
چشمہ اور اسی نور سے نکل ہے کہ جس چشمہ سے قرآن شریف نکلا ہے کذاب
ہے وہ جو اس میں کلام کرے اور حلال زادگی میں فرق ہے اس کی جو واقعی نور کی
طرف سے منہ پھیر لے اور صادق اور راست باز ہے جس کے منہ اور قلم سے یہ
بے نظیر کلام نکلا اور ناپیا ہے وہ کہ باوجود روشنی کے اس کو دکھائی نہ دے میں
سخت مخالف تھا اور اندھا تھا اگر یہ بے مثل کلام میری نظر سے نہ گذرتا تو میں

جسمی ہو چکا تھا۔ اب عنقریب میں انشاء اللہ تعالیٰ خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔

منمحلہ ان کے ایک جناب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب ہیں جب میں کتابیں روانہ کرتا تھا تو حضرت مولانا مولوی نور الدین اسم باسینی (آپ کا نام نامی اور اسم گرامی میں کبھی لکھتا ہوں تو القاب کے لئے مجھ کو فکر ہوتا ہے آخر یہی دل شہادت دیتا ہے کہ آپ کے اس مقدس نام کے ساتھ کسی القاب وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ کا اسم ہی وہ مبارک ہے کہ کسی القاب کا محتاج نہیں بلکہ خود القاب کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ ہو ایک دفعہ کسی بے ادب نے آپ کے نام کفر کا فتویٰ بھیجا۔ حضرت نور الدین صاحب نے فرمایا جو نور الدین ہو وہاں کفر چسپاں نہیں ہو سکتا) نے مجھ کو فرمایا کہ ایک کتاب مولوی محمد یحییٰ صاحب کے نام روانہ کر دو۔ میں نے مولوی صاحب کے نام کا پلندہ باندھا تو اس پر میں نے ان کے نام کی بجائے یَا یَحْیٰی خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ لکھ دیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پلندہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تم ان کو جانتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو نہیں جانتا لیکن حضرت مولانا نور الدین صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک کتاب ان مولوی صاحب کے نام بھی بھیج دو۔ فرمایا بہت اچھا پھر فرمایا کہ یہ آیت کس نے لکھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے لکھی ہے اس پر فرمایا کہ خوب ہی کیا۔ اگر ہم اپنے ہاتھ سے یہ پلندہ لکھتے تو یہی آیت ضرور لکھتے چونکہ ہمارے قلب اور تمہارے قلب کا توارو ہو گیا۔ تمہارا لکھا ہمارا لکھا ہو گیا۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ پیر مرشد کا فیض مرید پر اور استاد کا شاگرد پر ایسا اثر پڑ جاتا ہے اب تم ہمارے منشاء کو خوب سمجھنے لگے ہو کتاب روانہ کر دو اور کتاب کی روانگی کے وقت دعا کی جب مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاس یہ کتاب پہنچی تو اس پلندہ کو دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئے اور بشرح صدر اس کتاب کو ایسا لیا اور ایسا پکڑا کہ جو حق پکڑنے کا ہوتا ہے۔

الحاصل جب کبھی حضرت اقدس علیہ السلام کو تکلیف ہوتی تھی تو میں سمجھ

جایا کرتا تھا کہ حضرت اقدس مبطل انوار رحمانی اور مصدر فیوض ربانی علیہ السلام پر آج کل میں وحی کا نزول ہونے والا ہے اور وحی والہام کے نزول سے کئی روز پہلے بیمار ہو جاتے تھے اور جس وقت وحی ہو چکتی تو فی الفور توانا و تندرست ہو جاتے تھے۔ یہ تکلیف و راصل ہماری نظر میں تکلیف تھی اور یہ ضعف ہماری سمجھ میں ضعف تھا مگر درحقیقت نہ وہ کوئی تکلیف تھی اور نہ ضعف تھا بلکہ وہ ہزار راحت اور لاکھوں توانائی سے بہتر تھا الہی عظمت و جبروت کے سامنے خدائی ہیبت و سطوت کے دروبرو بشریت کیا چیز ہے اور کیا حقیقت رکھتی ہے جب انسان سورج کی تپش اور آتش کی سوزش کی تاب نہیں لاسکتا تو تجلی الہی کی کب تاب ہو سکتی ہے اس حقیقت کو وہی محسوس کرتے ہیں جنہوں نے اس نور سے حقیقی روشنی حاصل کی ہے۔ اور جنہوں نے اس جمال الہی سے اپنی آنکھوں کو منور کیا! حضرت اقدس نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ایسے وقت میں ہمارے تمام قویٰ اور تمام حس ذہن قوت حافظہ باصرہ شامہ سب تیز ہو جاتے ہیں اور وہ حالت اس حالت کے مشابہ ہوتی ہے کہ جیسے کوئی اندھیرے مکان میں ہو اور کچھ بھی نظر نہ آتا ہو اور یکدم اس مکان میں روشنی ہو جائے تو اس کی نظری نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوت بڑھ جاتی ہے۔

ایک کشفی حالت کا بیان ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو دوران سر ہو امیان قطب الدین مرحوم ساکن کوٹلا فقیر کو بلوایا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا سردار ہاتھ فرمایا تیل لگا کر ہماری پنڈلیوں کی مالش کرو۔ سر میں درد بہت ہے سو ہم دونوں آپ کی پنڈلیوں کی مالش کرنے لگے۔ اسی عرصہ میں شیخ نور احمد صاحب ضلع جالندھر کے رہنے والے آگئے ان کو خواب بہت آیا کرتے ہیں اکثر سچے ہوتے ہیں اور وہ بھی آپ کی پنڈلیوں کی مالش میں شامل ہو گئے میاں قطب الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں ریل میں جہلم سے آ رہا تھا ایک شیش ریلوے پر میں نے حضور کو ٹہلنے

ہوئے دیکھا اور میں نے گاڑی سے اتر کر آپ سے مصافحہ کیا اور آپ نے مصافحہ کر کے فرمایا جلد گاڑی میں سوار ہو جاؤ تو کیا آپ وہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا یہ ایک قسم کا کشف ہوتا ہے اور بعض وقت کسی پر کشفی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اس کو مطلق خبر بھی نہیں ہوتی ہے پھر فرمایا کہ یہاں قادیان میں ایک شخص تھا اس نے ہم سے بیان کیا کہ آج میں قبرستان چلا گیا تو میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا کہ اپنی اپنی قبر پر بیٹھے ہیں۔ انسان تو قبر میں نہیں رہتا لیکن روح کی ایک ایسی بھول الکنہ کیفیت ہے کہ اس کو بجز صاحب کشف تجربہ کار کے دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے آریوں عیسائیوں اور دیگر مذہب والوں نے روح کے بارہ میں بڑی ٹھوکر کھائی ہے اور بہت سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک بزرگ کو فلاں مقام پر دیکھا۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں مقام پر دیکھا اور یہ رویت بزرگ بمقام مختلفہ ایک وقت واحد میں ہی ہوئی ہے سو یہ سب دیکھنے والے کی کشفی حالت ہے اور وہ بزرگ سب پر وقت واحد میں ہی ظاہر ہو جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت وفات یافتہ انسان کی روح خواب میں زندہ کے پاس آتی ہے یعنی ہم جو خواب میں متوفی کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آیا اور باتیں بھی ہوئیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں روح نہیں آتی بلکہ اس زندہ خواب میں کی روح متوفی کی طرف جاتی ہے اور اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ کوئی شخص کشتی میں بیٹھا ہو اور پرلے کنارہ پر آدمی کھڑے ہوئے ہوں تو کشتی کے بیٹھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو کنارے پر کھڑے ہیں ہماری طرف آرہے ہیں حالانکہ وہ ایک مقام پر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کو کچھ بھی حرکت نہیں ہے ریل میں بیٹھنے والوں کو بھی یہ منظر پیش نظر ہوتا ہے پھر میاں قطب الدین نے عرض کیا کہ کیا حضور کو جب تکلیف ہوتی ہے تو الہام ہوتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام مسکرائے اور کچھ جواب لائے

و نعم نہیں فرمایا پھر نور احمد صاحب متذکرہ بالانے عرض کیا اور انکو اس واسطے عرض کرنے کا موقع ملا کہ یہ کسی کام کو چلے گئے تھے اور یہ سوال ان سے پہلے ہو چکا تھا۔ ان کے جواب میں فرمایا ”ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔“

کچھ اپنا حال خاکسار راقم سفرنامہ کو بھی کشف میں بہت کچھ تجربہ تھا لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے ہمارا کشفی تجربہ ایسا ہے

جیسے کہ آفتاب کے روبرو ایک کرم شب تاب۔ اگر میں کشفی معاملات میں تجربہ نہ رکھتا ہوتا تو اس امام مامور مقدس مرسل اللہ کی شناخت میسر نہ ہوتی اول تو پیر زادگی اور صاحب زادگی ایسی میرے ساتھ لگی ہوئی تھی کہ سوائے اپنے منوانے کے دوسرے کا ماننا محال تھا دوسرے یہ کہ ہم عظیم الشان امام حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں اور جب سے لیکر اب تک خدا کے فضل سے صاحب ارشاد اور صاحب علم و فضل ہوتے رہے۔ یہ بھی ایک حجاب تھا۔ سوم یہ کہ میرے ہاتھ پر ہزاروں آدمیوں نے جن میں شیخ سید مغل پٹھان اور پیر زاوے اور مولوی بیعت تھے ادنیٰ لوگوں میں یا جلا میں بہت ہی کم تھے ورنہ سب پڑھے لکھے خواندہ جاگیردار بڑے بڑے عمدہ دار اور تاجر ہی تھے چہارم یہ کہ کشف میں بھی تجربہ تھا یہ ایسی باتیں تھیں کہ بڑی بھاری رکاوٹ تھی لیکن میں بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ کو محض اپنے فضل و کرم سے اس مامور اعظم و مرسل معظم کی شناخت اور شناخت سے زیادہ اتباع اور اتباع سے زیادہ معیت اور معیت بھی پچیس چھبیس برس کی لگاتار معیت اور اس سے زیادہ رات اور دن اور صبح و شام کی صحبت اور صحبت میں بھی شاگردی عطا فرمائی الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَذَا نَا لِهَذَا وَ مَا كُنَّا لِنَنْتَهِدِیْ لَوْلَا اَنْ هَذَا اَنَا اللّٰہُ۔

جب میں حضرت اقدس امام موعود خلیفہ معبود علیہ الصلوٰۃ منی و من اللہ الودود کی صحبت میں رہا تو وہ میری پہلی حالت جاتی رہی اور میں سخت پریشان ہوا

کہ یہ کیا بات ہوئی۔ ایک روز میں اتفاق سے تذکرۃ الاولیاء دیکھ رہا تھا کیونکہ حضرت اقدس علیہ السلام اس کتاب کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور اپنی دورانِ تقریر میں کوئی حکایت کسی بزرگ کی فرماتے تو یہ فرمایا کرتے کہ تذکرۃ الاولیاء میں ایسا لکھا ہے پس میں نے اس کتاب میں ایک حکایت دیکھی کہ ایک بزرگ کے ملنے کے لئے اتفاق سے کوئی بزرگ آگئے۔ ان مقامی بزرگ نے ان مسافر بزرگ کی بڑی خاطر و مدارات کی اور فرمایا کہ چند روز ہمارے پاس آپ قیام فرمادیں پس انہوں نے منظور کیا ابھی دو چار روز ہی ان کو ہوئے تھے جو ان کی سب کیفیتیں اور کشف اور باطنی قوتیں سلب ہو گئیں وہ حیران ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں رہ کر اور ترقی ہوتی نہ کہ تنزل اور تنزل بھی چھوڑ سب کچھ سلب ہو گیا ان بزرگ عظیم القدر نے فرمایا کہ یہ حالت تمہاری سنت سے کچھ جدا نہیں اور شیطانی دخل اس میں ہو گیا تھا۔ میں نے یہ ناقص حالت تمہاری دیکھ کر تم پر رحم کیا اور یہی غرض تمہارے مہمان رکھنے کی تھی اب تم گھبراؤ مت انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں اس پہلی حالت سے یہ حالت بدرجہا بہتر ہو جائے گی اور جو کچھ اس میں شیطانی لمونی تھی وہ رحمانی نور سے مصفا ہو کر پر ہو جائے گی۔ اس حکایت کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر کیا اور واقعی یہ حالت جب میسر ہوئی تو زیادہ موجب تسکین اور زیادتی ایمان ہوئی جو جو میں نے حضرت اقدس کی صحبت میں پایا وہ خدا نے چاہا اپنے اپنے مقام پر لکھوں گا۔

پھر میں دوبارہ اللہ جل شانہ کا شکر اور اس کی حمد بجالاتا ہوں کہ جس نے اس مامور و مرسل کی جو ہمارے زمانہ میں ہمارے ملک میں ہمارے قریب مبعوث ہوا شناخت اور صحبت کی توفیق اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی فعل کے بدلے میں عنایت فرمائی۔

دہلی میں جو مباحثہ حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی محمد بشیر بھوپالی اور لودھیانہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین ٹالوی سے ہوا اسکی کیفیت بھی سننے کے

قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب رسالہ فتح اسلام اور اس کا دوسرا حصہ توضیح مرام اور تیسرا حصہ ازالہ اوہام یعنی یہ تینوں حصے پچھک شائع ہو گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام دہلی تشریف لائے اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے رسالہ فتح اسلام سے پہلے لودھیانہ میں ایک اشتہار دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کی روح دوسرے آسمان پر معہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کے خالہ زاد بھائی کے ساتھ موجود ہے اور جس مسیح کا اس امت میں آنے کا وعدہ تھا وہ میں ہوں اس اشتہار کا لکھنا تھا اول لودھیانہ شہر میں اور پھر تمام پنجاب اور ہندوستان میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اور غل اور شور مخالفت و معاندت کا اٹھ کھڑا ہوا اور جس روز یہ اشتہار چھپا اسی روز ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے میرے پاس مقام کوٹ پوتلی علاقہ جے پور بھیج دیا کیونکہ میں اس زمانہ میں وہیں تھا اور مجھے یہاں چھ سات مہینے تک قیام کرنا پڑا تھا اس لئے کہ اس شہر کا ہر ایک شخص عورت و مرد سب میرا مرید تھا اور ان دنوں مولود شریف اور وعظ کا اس قدر چرچا تھا کہ ایک ایک دن چار چار پانچ پانچ جگہ مولود شریف کی مجلس ہوتی تھی اور اس عرصہ تک یہ بھی ذکر ہوتا رہا کہ امام مہدی پیدا ہو گئے۔

اور جیسا کہ مشہور ہے کہ
مسیح و مہدی کی نسبت عوام کا عقیدہ ان کا نام محمد ہو گا اور ان

کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہو گا۔ اور وہ نصاریٰ سے لڑیں گے اور جنگ و جہاد ہو گا اور ان کے وقت میں رمضان کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہو گا اور تمام روئے زمین پر نصاریٰ کا راج ہو گا۔ قرآن شریف اٹھ جائے گا خیر و برکت محبت و الفت جاتی رہے گی اولاد ماں باپ کی نافرمان ہو گی ماں باپ اولاد کی پرورش میں کوتاہی کریں گے جو روئیں خاندانوں کی نافرمان اور خاوند عورتوں سے متفرق ہوں گے علم کم ہو جائے گا جہالت بڑھ جائے گی ہمدردی کا

نام نہیں رہے گا مسجدیں بہت ہونگی لیکن نمازی کم ہوں گے اور جو ہونگے تو ان کے دلوں میں ایمان و اسلام نہیں ہوگا۔ ایمان و عرفان دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ دنیا کے ہتھکے لگ کے دین سے غافل ہو جائیں گے۔ اسلام کا محض نام اور نماز ایک رسم ہو جائے گی علما اس زمانہ کے خراب ہونگے علم دین دنیا کے لئے سیکھیں اور سکھائیں گے اور پڑھیں اور پڑھائیں گے دہریت پھیل جائے گی اور یہود خصلت ہو جائیں گے زنا بدکاری ریا بہت ہو جائے گی دنیا کی نمود اور نام کے لئے مال خرچ ہوگا۔ اسراف بیجا اور نام آوری میں لوگ گرفتار ہونگے صدقہ و خیرات بھی اگر کریں گے تو نام اور ناک کے لئے کریں گے۔ خدا تعالیٰ کا کچھ خوف ہوگا نہ شریعت سے کوئی کام ہوگا طرح طرح کے باجے نکلیں گے عورتیں بے حجاب اور بے پردہ ہوں گی۔ صوفی درویش سجادہ نشین ہر قسم کے آدمی بدتر حالت میں ہونگے اور حضرت امام مہدی کے زمانہ اور دور خلافت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زرد کپڑے پہنے مسجد کی چھت یا دمشق کے سفید منارہ پر اتریں گے اور سب آدمی آسمان سے اترتے ہوئے دیکھیں گے اور جب منارہ یا چھت پر اتریں گے تو زینہ طلب کریں گے پھر لوگ زینہ لگا کر صحن مسجد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتاریں گے اور حضرت امام ہونگے پھر دجال آدے گا جو ایک آنکھ سے کانٹا اور گدھے پر سوار ہوگا۔ اور ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہونگے اس کا گدھا ستر باغ یعنی ایک سو چالیس ہاتھ لمبا ہوگا۔ اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے وقت ایمان سلامت رکھیں اور سورہ کف کی اول یا آخر کی آیتیں پڑھیں اور پھر حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ دونوں رل مل کر دجال اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کریں گے اور نصاریٰ سے جنگ ہوگا اور نصاریٰ سے تین دفعہ شکست کھائیں گے غرض کہ ایسی باتیں بیان کرتا رہا ایک روز ایک شخص کے ہاں میری دعوت تھی جس وقت میں کھانا کھانے بیٹھا دو

چار شخص اور بھی تھے اتنے میں چٹھی رساں آیا اور پانچ سات خط مجھ کو دیئے اور ایک اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کا بھی تھا حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جو اشتہار چھپتایا کتاب وہ میرے نام جہاں میں ہوتا ضرور بھیج دیا کرتے تھے پس میں نے وہ صحیفہ عظمیٰ حضرت اقدس علیہ السلام کھولا تو اس میں یہ لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک اشتہار آپ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے آپ اس کو غور سے پڑھیں اور دوسروں کو بھی سنا دیں۔ اور اشتہار کے متعلق ایک کتاب لکھی گئی ہے جو امر ترچھپ رہی ہے وہ خدمت میں روانہ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار مرزا غلام احمد از مقام لودھیانہ مکان شاہزادہ غلام حیدر خان۔

حضرت اقدس کا دعویٰ مسیحیت اور میری تصدیق پھر اشتہار دیکھا تو

اس اشتہار کی سرخی یہ تھی لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَ يُحْيِيَ مَنْ حَيَّيْنَا عَنْ بَيِّنَةٍ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر اور صفات مسیحی لے کر روحانی طور سے میں آیا ہوں۔ جس مسیح کے آنے کا اس امت میں وعدہ تھا سودہ موعود میں ہوں اس اشتہار کے پڑھتے ہی میری بھوک خوشی کے مارے جاتی رہی۔ اور شادی مرگ کی سی حالت مجھ پر طاری ہو گئی۔ ایک طرف تعجب اور ایک طرف خوشی کھانا کھانا تو جاتا رہا اس اشتہار کو بار بار پڑھتا رہا نور محمدؐ اور اللہ بندہ ہانسوی اس دعوت میں شریک تھے انہوں نے جو میری یہ حالت دیکھی تو وہ بھی متعجب ہو گئے اور حال دریافت کیا اور نیز صاحب خانہ نے بھی پوچھا کہ اس اشتہار میں ایسی کیا بات ہے کہ جس سے کھانا چھوڑ دیا اور چہرہ پر آثار خوشی اور تعجب کے پائے جاتے ہیں میں نے وہ

صحیفہ گرامی اور اشتہار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا کہ کئی مہینے سے تو آپ یہ بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ ہیں اور پھر آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور امام مہدی پہلے موجود ہونگے میں نے کہا کہ وہ پہلا بیان غلط تھا اور یہ صحیح ہے جو اس اشتہار میں ہے پہلے بے تحقیقی محض کہانی کے طور پر سنایا تھا اور یہ حق ہے میرے پاس اس وقت اور کوئی دلیل نہیں صرف یہی دلیل کافی ہے کہ حضرت اقدس اپنے اس دعویٰ میں صادق ہیں ایک مدت سے میں آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا ہوں اور ۱۲۹۸ھ سے مجھ کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں باریابی ہے صادق انسان کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہ منہ ہی جھوٹوں کا نہیں ہے جس کی صداقت اور صداقت کے نشان کئی سال سے دیکھے گئے اس کا خلاف واقعہ کوئی بیان نہیں سنا تو اب کیسے یکایک اس کا بیان کذب پر محتمل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ دن دکھایا اور اس مبارک زمانہ اور ان پر شرف ایام میں ہمیں پیدا کیا۔

میرا وعظ
رواں خوشی سے لذت و سرور میں بھر گیا رات کو وعظ تھا اس وعظ میں تخمیناً پانسو سے زیادہ آدمی ہوں گے منجملہ ان کے سید محمد اکبر علی اور سیف الرحمن سجادہ نشین سید بہادر غازی رحمۃ اللہ علیہ سید منور علی شیخ محمد بخش۔ محمد رمضان خان سرہنچ محمد نجف خان سرہنچ۔ محمد کالینان سرہنچ۔ محمد ہوشدار خان سرہنچ محمد حمید خان سرہنچ محمد عنایت خان رئیس اعظم بہورہ خان رئیس اعظم رسالدار نواب محمد عیسیٰ خاں محمد گلاب خان تھانہ دار محمد مشرف بیگ و اعظم بیگ و عبدالصمد خان سرشتہ دار مولوی غلام محی الدین سجادہ نشین۔ سید عبدالرحمن ملا غلام احمد خان۔ خدا بخش ملا عبدالوہاب۔ شیخ محمد موسیٰ۔ پیر جی کمال الدین و پیر جی جمال الدین و ملا مستعان و مرزا محمد امین بیگ و مرزا حسن علی بیگ و عبدالواحد

خان وغیرہ ہر قوم کے لوگ تھے میں نے بیٹھتے ہی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایان کی اور کہا کہ میں اس وقت حاضرین کو ایک عجیب بات سناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل و احسان کا بیان کرتا ہوں جو اس نے ہم پر اور تم پر فضل فرمایا۔ اور سینکڑوں برس کی امید کو پورا کیا ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں اولیاء ابدال غوث و قطب عابد زاہد امام علماء فضلاء اور بیشمار مومن اور مسلمان اس نعمت بے بہا اور فضل و احسان کے امیدوار گذر گئے کہ ہم اس نعمت کو پائیں اور ایک دوسرے کو یہ وصیت کرتا رہا کہ جس کو یہ نعمت ملے وہ اسکی قدر کرے وہ نعمت کیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف اور حدیثوں میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں امام مہدی پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جیسا کہ میں کئی مہینے سے تم سے بیان کر رہا ہوں اور تم نے اور جگہ بھی سنا ہو گا سو وہ آنے والا مہدی امام آخر الزمان اور عیسیٰ موعود آگیا مبارک ہو اور سعید ہے وہ جو اس کو مانے اور بڑائی بد بخت اور بد قسمت ہے جو اس کا انکار یا اس سے روگردانی کرے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو قصبہ قادیان کے رئیس ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر میں نے آپ کا اشتہار سب کو پڑھ کر سنایا کچھ لوگ یہ بیان سن کر تعجب میں پڑ گئے اور بعض نے انکار کیا اور بعض خاموش رہے اور بتوں نے صریح تکذیب کی۔ بعد اس کے دوسرے روز یہ عریضہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

از خاکسار محمد سراج الحق نعمانی و جمالی۔ سرج اللہ وجہ الرحمن بخد مت مبارک مسیح الزمان مہدی دوران حبیب الرحمن حضرت اقدس مرزا غلام احمد رئیس قادیان دام عنایتہم۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا نامہ عنایت مکرمت معہ اشتہار شرف صدور لایا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے زمانہ میں اور اس پر فتن زمانہ میں حضور منصب مہدویت اور درجہ

مسیحیت لیکر مبعوث ہوئے لاکھوں کروڑوں پدموں علماء فضلاء اولیاء ابدال غوث
 و قطب اسی تمنا اور اسی آرزو میں چلے گئے کہ مہدی و مسیح ہمارے وقت اور
 ہمارے زمانہ میں ہو لیکن ان کی یہ آرزو یہ تمنا یہ امید پوری نہ ہوئی۔ اور وہ یہ
 خواہش دل کی دل میں ہی لے گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کو بھی انتظار
 رہا لیکن آپ اپنے صحابہ کو وصیت کر گئے کہ جو اس مبارک وجود مہدی معبود
 مسیح موعود کو پائے میرا اس کو سلام کہدے۔ سو حضور عالی میرا سلام تو ہمیشہ خط
 اور ملاقات کے ذریعہ پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اب میں خاص طور پر اپنی طرف سے
 اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حسب الارشاد سلام پہنچاتا ہوں
 اللہ تعالیٰ نے بموجب فرمودہ نور وعدہ معذرہ قرآن مجید کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی
 نَفْسِہِ الرَّحْمَۃِ ہم نابکاروں گنہگاروں کے اوپر رحمت کی نظر فرمائی اور آپ کو
 ہماری رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور ہم لوگوں کو گرتے ہوئے تھام لیا
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اب میں بھی عنقریب خدمت والا میں حاضر ہوتا
 ہوں والسلام

اس عریضہ کے ذاک میں ڈالنے کے بعد ایک رسالہ فتح اسلام کا اور توضیح
 مرام بھی مرسل حضرت اقدس مجھے مل گیا ان دو رسالوں کے دیکھنے سے آنکھیں
 کھل گئیں اور میں لائق ہو گیا کہ مخالف کو کافی دشانی جواب دے سکوں دماغ کی
 قوت ذہن کی رسائی اور دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی اب تو زور شور سے کھلم
 کھلا یہی وعظ ہونے لگا مولوی غلام محی الدین سجادہ نشین جو کوٹ پوتلی میں ہمیشہ
 سے رہتے تھے ان کا اثر بھی سکناء کوٹ پوتلی پر بہت تھا وہ ایک روز علیحدگی میں
 مجھے ملے اور انہوں نے اشتہار اور دونو رسالے دیکھے اور پڑھے کہنے لگے
 صاحبزادہ صاحب یہ کوٹ پوتلی تمام شہر تمہارا مرید ہو گیا ہے گو ظاہر میں آپ کے
 دباؤ اور لحاظ سے کچھ نہیں بولتے لیکن دل میں مخالف ہیں یہ رسالے ہیں تو
 درست اور مدلل و مبرہن پر آپ کے یہ مرید برگشتہ ہو جائیں گے یہ بات دل

میں رکھو اور ظاہر مت کرو میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں منافق بنوں اور جو فضل خدا نے ہم پر کیا اس کو اوروں کو نہ سناؤں مخالف ہوں تو ہوا کرو بندہ کو اس کا کچھ خوف ہے اور نہ غم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پس اس کا کفران نعمت کیونکر کیا جائے مجھ سے تو اس مولوی نے یہ باتیں کیں اور لوگوں سے کہا کہ سراج الحق نے نیا عقیدہ بنایا ہے اس کی پیروی و مریدی ناجائز ہے بہتر ہے کہ اس سے الگ ہو جاؤ مولویوں کا یہی حال ہے کہ منہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ تب ہی تو اس عظیم الشان مصلح کی ضرورت پڑی کسی صادق مامور مرسل کی پہچان ضرورت زمانہ سے خود بخود ہو جاتی ہے ضرورت زمانہ مامور مرسل کے لئے بہت بڑی شہادت ہے۔

ان دونوں رسالوں مذکورہ میں یہ بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے رقم فرمایا ہے کہ بعض لوگ بد بخت کاٹے جائیں گے اور وہ ہیزم جنم ہوں گے میں نے اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ میں ایسے لوگوں میں نہ ہوں اور مجھ کو اللہ تعالیٰ مستقل اور مستقیم رکھے کہ تادم واپس مرا ایمان آپ پر سلامت رہے اور دنیا و آخرت میں آپ کی معیت نصیب رہے ایسا نہ ہو کہ میں کاٹا جاؤں اور میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ چاہتا ہوں میں صدق دل اور صحیح ارادت سے آپ کو آپ کے دعویٰ میں ایسا ہی سچا مانتا ہوں جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا مانتا ہوں اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے مجھ کو یہ تحریر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ تم کو کوئی ابتلا پیش نہیں آئی اور میں دل سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے پھر جب یہ عاجز حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لودھیانہ حاضر ہوا اور اس کے سوا اور کئی بار اس کا ذکر فرمایا کہ خدا نے تمہاری دعا قبول کی اور محفوظ کر لیا اور فرمایا کہ الا قدم فاقدم۔

ایک روز میں نے مشکوٰۃ کھول کر باب نزول عیسیٰ علیہ السلام دیکھا تو اس

باب میں نزول عیسیٰ بن مریم کی کئی حدیثیں دیکھیں میں نے جانا کہ شاید یہ حدیثیں صحیح نہ ہوں لیکن نزول عیسیٰ والی حدیث میں حَکَمًا عَذْلًا دیکھا تو یہ انشراح صدر سے دل نے مانا کہ وہ عیسیٰ تو حکماً عذلاً بالکل نہیں ہو سکتا اور اپنی عقل کے مطابق دیکھا کہ وہ مسیح مردوں کو زندہ کرتا تھا اور ان حدیثوں میں ہے کہ اس کے سانس سے زندہ مریں گے اور مرے ہوئے زندہ ہو گئے اور پھر اس مسیح کا حلیہ اور ہے اور اس مسیح کا حلیہ اور اور باقی یہی دل نے فیصلہ کیا کہ اب اسی کی خدمت میں چلو یہ سب عقدے اسی حکم وعدل سے حل ہوں گے پھر میں کوٹ پوتلی سے روانہ ہو کر مقصد زیارت حضرت اقدس علیہ السلام دہلی آیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہاں جاتے ہو میں نے کہا لودھیانہ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ملتا میں اس کو یہی کتا جو میرے منہ سے یہ بات سنتا تو حیرت سے میرا منہ تنکنے لگتا اور کتا کہ لودھیانہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ کیونکہ لوگوں کی نظروں میں تو دمشق یا مکہ معظمہ بسا ہوا تھا اور اس کے سوا مرزا غلام احمد علیہ السلام کا نام سن کر متعجب ہوتے مثل مشہور ہے کہ سوال از آسمان جواب از رسیمان ان کی نگاہ آسمان پر اور ہماری نظر زمین ہند پر اور وہ ادھار پر مرے ہوئے اور ہم نقد پر ندادہ مردہ پرستی میں غرق اور ہم زندہ کے خواستگار وہ سنی سنائی باتوں کے ولدادہ اور ہم حقیقت اور آنکھوں دیکھی کے آشنا ہم میں اور لوگوں میں بعد المشرقین ہو گیا اتنے میں ایک شخص حافظ طفیل احمد برنی اور میرے بڑے برادر شاہ محمد خلیل الرحمان صاحب نعمانی وجمالی سجادہ نشین بھی اسی روز دہلی آگئے حافظ صاحب سے بھی یہی باتیں ہوئیں لیکن انہوں نے سخت مخالفت کی۔

مرزا صاحب کیونکر عیسیٰ علیہ
آٹھواں مباحثہ ایک حافظ سے
 السلام ہو سکتے ہیں۔
 سراج الحق: اسی طرح ہو سکتے ہیں جس طرح عیسیٰ علیہ السلام ہو گئے۔

حافظ: وہ ابن مریم یہ ابن مرتضیٰ۔

سراج الحق: یہی تو خوبی ہے اور اسی میں تو بھید ہے کہ خدا نے ابن غلام مرتضیٰ کو مسیح ابن مریم بنادیا اسکی قدرتیں غیر محدود وہ مالک الملک جس کو جو چاہے بنادے۔ اور یہ تمہاری غلطی ہے کہ ابن مریم کے معنی مریم کے بیٹے کے سمجھتے ہو ابن مریم نام ہے حضرت مسیح کا چنانچہ قرآن شریف میں ہے إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ یعنی اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو اے مریم جو اس کی طرف سے کلمہ ہے اور نام اس کا مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اس ترجمہ کا خلاصہ تو یہی ہوا کہ اے مریم ہم تجھے ابن مریم کی بشارت دیتے ہیں کہنا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم تجھ کو بشارت دتے ہیں کہ ایک بیٹا عیسیٰ نام دیا جاتا ہے مریم کو ابن مریم بیٹا دیا جاتا ہے۔

حافظ صاحب: یہ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔

سراج الحق: جب کسی کی عقل ماری جاتی ہے تو سچی بات کبھی بھی سمجھ میں نہیں آتی تم تو اگر حضرت مسیح یا حضرت رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی سمجھ میں نہ آتے حافظ صاحب تم تو صوفی ہو صوفیوں کی سمجھ میں تو یہ بات پہلے آنی چاہئے تھی۔

حافظ صاحب: مسیح اور مہدی دو شخص ہیں۔

سراج الحق: حافظ صاحب دو نہیں ایک ہی کے دو نام ہیں تم حافظ بھی ہو اور طفیل احمد بھی یہ دو نام تمہارے کیسے ہوئے حدیث شریف میں آیا ہے لَا مَهْدِي إِلَّا عِيسَى جو ترجمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے وہی ترجمہ اسی ترکیب سے لَا مَهْدِي إِلَّا عِيسَى کا ہے یوں سمجھو کہ وہ عیسیٰ ہیں ایک وہ عیسیٰ جو ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو سال پیشتر ہو چکے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو برس بعد جن کا حلیہ آنحضرت ﷺ نے یہ بتلایا کہ وہ سرخ رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہے اور دو سرا وہ عیسیٰ ہے جو رسول اللہ ﷺ سے چودہویں صدی میں آنے والا

ہے کہ گندم گوں اور سیدھے لٹکواں بالوں والا۔ وہ اس پہلے کا شیل اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا شیل ہے گویا یہ دو نبیوں کا منظر اور دو رسولوں کے اوصاف سے متصف ہے اس واسطے مہدی بھی ہوا اور مسیح بھی جب دو حملے الگ الگ بیان ہوئے اور پھر علاوہ اس کے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ فرمادیا جو بخاری شریف میں موجود ہے تو پھر یہ دو نام ایک کے ہوئے یا دو کے اور ایک وفات بیان کر دی۔

حافظ صاحب: حدیث میں درمیانہ قد آیا ہے اور مرزا صاحب بخلاف اس کے طویل القامت ہیں۔

سراج الحق: بالکل غلط ہے حضرت کا درمیانہ قد ہے ایک اور شخص: حافظ صاحب تم نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے حافظ صاحب: نہیں میں نے نہیں دیکھا پر سنا ہے۔

دعی شخص: سنی سنائی بات کا کیا اعتبار۔ اعتبار پیر صاحب کی بات کا ہونا چاہئے (مجھ سے مخاطب ہو کر) کیوں حضرت پیر صاحب آپ نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے؟

سراج الحق: میں نے دیکھا اور دیکھنا کیسا ۱۲۹۸ ہجری سے مجھ کو حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں نیاز حاصل ہے۔

دعی شخص: بمقابلہ حافظ صاحب کے تمہارا کہنا سچا ہے۔

ہانسی میں تبلیغ پھر میں دہلی سے روانہ ہو کر ہانسی آیا اور اپنے جدا مجد چار قطب کی خانقاہ شریف میں ٹھہرا تمام شہر میں یہ صدا کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی موعود تشریف لے آئے پہنچائی گئی۔ چونکہ تمام لوگوں کی نظریں آسمان کی طرف یا مکہ معظمہ کی سرزمین میں تھیں اس واسطے لوگوں کو اس صدا سے حیرانی ہوئی سینکڑوں آدمی ملنے اور اس خبر کو سننے کے لئے آئے ان کو سمجھایا گیا کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ آسمان سے آئے۔ تمام نبی رسول اور اولیاء اسی طرح پیدا ہوئے جو آتا ہے وہ ہمیں سے آتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت فرماتا

ہے اَفْکَلَمَّا جَاءَ کُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوٰی اَنْفُسُکُمْ اَسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ جب آئے تمہارے پاس رسول وہ چیز (کلام الہی شریعت معرفت اصلاح توحید وغیرہ) لیکر مگر تمہاری خواہشوں کے برخلاف تو تم نے تکبر کیا اور باوجود تکبر کے ایک فرقہ کو جھٹلایا اور ایک فرقہ کے قتل کے درپے ہوئے اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ جو رسول آتا ہے وہ برخلاف لوگوں کی خواہشوں کے آتا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ تمام لوگوں کی آرزو امیدوں سے علیحدہ ہی آئے نصاریٰ اور یہود وغیرہ کیا کیا امیدیں باندھے بیٹھے ہوں گے اور اصل شریعت کو چھوڑ کر اپنے مفہوم اور سمجھ کے مطابق کیا کیا آرزوئیں دل میں رکھتے ہوئے اپنی ناقص عقل اپنی ناکارہ سمجھ اپنے ناکارہ اور وہی اور مخدوش علم پر اترا اترا کر کیا کیا گھمنڈ رکھتے ہوں گے سو اس خیر المرسلین ﷺ نے تشریف لا کر سب کی آرزوؤں کو خاک میں ملادیا

یکطرف حیراں ازدشہاں وقت یکطرف مبہوت ہردانشورے

تمام عالموں اور درویشوں احبار رہبان قیسمین امراء و رؤسا کی امیدوں پر یک لخت پانی پھیر دیا۔

بعینہ اس زمانہ کا بھی یہی حال تھا اور ہے کہ وہ شریعت اور وہ تقویٰ اور طہارت وہ معرفت اور سچے علوم سے دنیا غافل تھی صوفی عالم امیر غریب سب نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی شریعت بنا رکھی تھی اور وہ جو حضرت محمد مصطفیٰ سید الانبیاء سرور اولین و آخرین ﷺ اللہ کی طرف سے نور لیکر آئے تھے اس کو سب نے بھلا دیا اور تم کر دیا تھا حق کو ناحق اور ناحق کو حق بنا رہے تھے رسوم پرستی مردہ پرستی کی حد نہ رہی تھی اور پھر یہ غضب کہ ہر فرقہ یہی سمجھتا تھا کہ ہم میں سے ہی وہ امام آئے گا بلکہ بعض نے یہود کی طرح فقہ کی کتابیں بھی لکھ دیں۔ کہ وہ امام اس پر عمل کرے گا سو وہ امام موعود خلیفہ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عین وقت پر آیا سب کی آنکھیں چونہ دھیا گئیں علم سلب ہو گئے قلم ٹوٹ گئے

ودات کی سیاہی جہاں کی تہاں دھری دھری سوکھ گئی انگلیاں منہ میں لب خشک کسی نے خوب کہا ہے کہ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَاتِبٌ جو ہونا تھا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو کرنا تھا کر دیا جس کو وقت پر بھیجنا تھا بھیج دیا اور وہ دیکر بھیجا کہ جو سب کی نعم علم سمجھ ہر ایک شے سے بالاتر تھا کل دنیا اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔

یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک صوفی بھی تھے اور علم پر بہت ناز کرتے تھے آگئے فرمایا کہ ہم کو کسی امام یا مسیح کی کیا ضرورت ہے ہم کو قرآن شریف کافی ہے رسول بس ہے میں نے ان سے کہا کہ تمہاری اس بات اور اس کلمہ کفر کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن مجید میں دیا ہے کہ جب کہ یہود اور نصاریٰ کے علماء صوفیاء نے یہ کہا کہ ہمارے پاس کتب آسمانی موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی شریعت سے واقف ہیں اور ہم مقدس و مطہر انسان ہیں وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں جیسے ایک شے غلاف میں رکھی ہو تو گرد و خاک سے مصفیٰ رہتی ہے اسی طرح ہمارے دل مصفیٰ و مجلیٰ ہیں ہم کو کسی رسول کی کیا حاجت ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کے جواب میں فرماتا ہے بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ بلکہ لعنت کی ان کو اللہ نے بسبب ان کے کفر کے پس یہ تھوڑا ہی ایمان لائیں گے یعنی ان کے دلوں پر لعنت الہی کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں ایسے لوگ ہر گز ایمان نہیں لاتے جو رسول کی عدم ضرورت مانتے ہیں وہ لعنت اللہ کے نیچے ہوتے ہیں وہ سیاہ دل مسخ شدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دور اور شیطان کے قریب ہوتے ہیں وہ فنانی الشیطان ہوتے ہیں آگے اس کے فرمایا وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور جب آئی ان کے پاس کتاب (قرآن) اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والی ان کتابوں کی جو ان کے پاس تھیں اور تھے وہ پہلے اس کتاب اور رسول کے آنے سے ایسے کہ فتح مانگا کرتے تھے کافروں پر فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پس جب وہ رسول ان کے پاس آیا انہوں نے اس کو نہ پہچانا اور اس کا انکار کیا پس لعنت کی اللہ نے انکار کرنے والوں پر اسی طرح حضرت امام مہدی کے انتظار میں تھے اور رات دن دعائیں مانگتے تھے اور خصوصاً شیعوں کا تو یہ ہر وقت وظیفہ تھا مگر جب امام الزمان آیا تو پہچانا تو کیسا انکار اور کفر کر بیٹھے۔

پھر میں نے لوگوں سے کہا کہ انکار میں جلدی مت کرو جیسا کہ فی الحال تمہارے پاس ماننے اور اقرار کے وسائل اور دلائل نہیں اسی طرح انکار کا بھی کوئی قرینہ اور ثبوت نہیں کم سے کم خاموشی اور کف لسان اختیار کرو اور اسوہ حسنہ انبیاء اور اولیاء سے تحقیق کرو تم پر تحقیق لازم ہے اگر تم بے تحقیق جلدی سے انکار کرو گے تو بعد حق کھل جانے کے اقرار مشکل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ یہود سے خطاب فرماتا ہے وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلُ كٰفِرٍۭ بِہٖ۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو نازل کیا ہے جو مصدق ہے تمہارے رسولوں اور کتابوں کا (اور اگر فی الحال ایمان نہ لاؤ تو یہی کرو) کہ مت ہو جاؤ پہلے ہی منکر اس کے کیونکہ انکار کے بعد حق کے قبول کرنے اور اقرار میں سخت مشکل پیش آ جاتی ہے۔

پھر میں دو تین روز کے بعد ہانسی سے سید خالد ہیانہ پہنچا اور قیام لدھیانہ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جمہوری کے مکان پر ٹھہرا بعد قیام نور محمد ہانسی کو جو میرے ساتھ تھا حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں بھیجا اس غرض سے کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ آئے اور میرے حاضر ہونے کی اطلاع کر آئے اور وقت بھی دریافت کر آئے تو پھر اس مجتبیٰ مثیل مصطفیٰ ﷺ کی شرف زیارت سے بہرہ اندوز سعادت ہوں نور محمد آپ کی خدمت میں آپ کے مکان پر جا کر جلد واپس چلا آیا اور کہا کہ حضرت اقدس مردانہ میں تشریف رکھتے ہیں اور پانچ سات آدمی اور بیٹھے مسیح

علیہ السلام کی وفات کا ذکر کر رہے ہیں میں صرف دو منٹ حضور اقدس کی بارگاہ معلیٰ میں بیٹھ کر چلا آیا اور رعب سے کچھ عرض نہ کر سکا پھر میں معہ نور محمد ہانسوی اور نواب اشرف علی خان اور عبدالقادر شاہ عرف پھول شاہ اور ایک دو اور شخص حضرت اقدس حبیب اللہ الصمد ممدی موعود مسیح معبود علیہ السلام کی خدمت والا مرتبت میں حاضر ہوا تو حضرت اقدس علیہ السلام (نذہ ای والی وجانی والی) نے مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھا اور ہنسنے اور کھڑے ہو گئے اور دو چار قدم آگے بڑھے اور مصافحہ کیا اور فرمایا۔ اسباب کہاں ہے میں نے عرض کیا کہ نواب علی محمد خان صاحب جھجری مرحوم کے مکان پر ہے فرمایا ساتھ کیوں نہ لائے میں نے عرض کیا کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام لے آؤں گا فرمایا کب آئے میں نے عرض کیا کہ آج ہی حاضر ہوا ہوں فرمایا ٹھہرو گے میں نے عرض کیا کہ آمدن بارادت و رفتن باجاست جب تک حضور کی خوشی ہوگی اور اجازت جانے کی نہیں ملے گی تب تک ٹھہروں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور ہاتھ پکڑے پکڑے بیٹھ گئے اور احباب بھی موجود تھے وہ بیٹھ گئے قاضی خواجہ علی صاحب اور شاہزادہ عبدالحمید صاحب اور بھی احباب حاضر تھے الغرض بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور سفر کے حالات دریافت فرماتے رہے فرمایا الحمد للہ آپ کو کوئی ابتلا نہیں آیا اور آپ اس وقت میں ثابت قدم رہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خدا کے بھیجے کو اس کی آواز سنتے ہی قبول کر لیا۔ اور فرمایا مجھے ہمیشہ سے آپ سے محبت ہے اور میں دل سے تم کو دوست رکھتا ہوں عباس علی لدھیانوی بھی اس وقت تھا یہ شخص بڑا ہی پر غضب تھا ان دنوں یہ حضرت اقدس سے معتقد تھا لیکن میری طبیعت اس سے متفرق رہتی تھی اور جب میں ان کو دیکھتا تو خدا جانے مجھے کیوں نفرت ہو جاتی تھی میں آپ کی خدمت میں تین مہینے تک رہا اس زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام سخت بیمار تھے اور نماز باجماعت کا اس حالت بیماری اور ضعف میں نہایت التزام رکھتے تھے۔

نماز باجماعت کی پابندی میں ۱۸۸۲ء سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت کچھ

کسی قدر ریش وروت آیا تھا تب سے وفات کے کچھ ماہ پیشتر تک حاضر خدمت رہا ہمیشہ نماز باجماعت کا حضرت کو پابند پایا اور جب حضرت اقدس علیہ السلام نماز پڑھتے خواہ مسجد میں یا مکان میں یا جنگل میں اذان ضرور کھلاتے۔ حالانکہ لودھیانہ میں جس مکان میں حضرت کا قیام تھا اس کے قریب ہی مسجد تھی اور اس مسجد میں برابر اذان ہوتی تھی لیکن پھر بھی آپ اذان نماز کے وقت دلولیتے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت مسجد میں اذان ہوتی ہے اور اس کی برابر آواز یہاں اس مکان میں پہنچتی ہے وہی اذان کافی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا نہیں اذان ضرور دو۔ جہاں نماز وہاں اذان ضروری ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کیوں دیتے ہیں فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ کان میں انگلی دینے سے آواز کو قوت ہو جاتی ہے پہلے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان بغیر کانوں میں انگلی دئے دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بلالؓ کی آواز میں آپ نے ضعف پایا تو فرمایا بلال کانوں میں انگلی دے کر اذان کو سو بلال نے ایسا کیا تو آواز میں قوت پیدا ہو گئی اور ضعف جاتا رہا پھر یہ فعل حسب فرمودہ آنحضرت ﷺ سنت ٹھہر گیا۔ پھر فرمایا کہ اکثر گویوں اور کلامتوں کو دیکھا گیا ہو گا کہ وہ گانے کے وقت جو اونچی اور بلند آواز اٹھاتے ہیں تو کان پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں تاکہ آواز کی کمزوری جاتی رہے اور قوت پیدا ہو جائے یہ کہہ کر اور میری طرف دیکھ کر ہنسے شاید اس واسطے ہنسے کہ میں اس زمانہ میں قوالی سنا کرتا تھا۔

ان دنوں جناب شاہزادہ عبد المجید صاحب دوزر دچادروں کی تعبیر امامت کرایا کرتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام نہایت کمزور نحیف اور ضعیف ہو رہے تھے رنگ آپ کا ایسا زرد تھا

کہ جیسے ہلدی میں کپڑا رنگا ہوتا ہے اور دوران درد سر اور پیشاب کی کثرت تھی جب آپ پیشاب کرتے تو پانی کا لوٹا پاخانہ میں ساتھ لے جاتے اور پاخانہ سے باہر آکر کبھی تو اسی پانی سے جو استنجہ سے لوٹے میں پچتا اور کبھی اور پانی لیتے اور بایاں ہاتھ مٹی سے مل کر دھوتے تھے اور ان دنوں باعث ضعف و کمزوری بیٹھ کر اور گاؤں تکلیف پر سر اور بانہ رکھ کر سجدہ کرتے تھے اس ضعف و ناتوانی اور شدت مرض میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے اور جب مردانہ مکان سے زنانہ میں تشریف لے جاتے تو ایک آدمی ساتھ ہوتا تھا کہ کبھی راستہ میں باعث دوران درد سر چکر کھا کر نہ گر پڑیں اکثر ضعف سے پسینہ پسینہ ہو جاتے لیکن تقریر اور تحریر کے وقت خدا جانے کہاں سے طاقت آ جاتی تھی اور دماغ میں قوت اور آنکھوں میں روشنی پیدا ہو جاتی تھی یہ سب روح القدس کی تائید تھی ایک اور بالا ہستی تھی جو یہ کام ایسے ضعیف اور ناتواں انسان سے لے رہی تھی حدیث دمشق میں جو صحیح مسلم میں ہے آیا ہے کہ مسیح موعود زرد رنگ کپڑوں میں نزول فرمائے گا اور وہ جب نیچی گردن کرے گا تو قطرات موتی کے دانوں جیسے اس کے چہرے سے گریں گے یعنی وہ بیمار ہو گا اور اس قدر نقیہ اور ضعیف ہو گا کہ پسینہ کے قطرے باعث ضعف اس کے چہرے سے ٹپکیں گے اور جب وہ منہ اوپر اٹھائے گا تو اس کے چہرے سے نور نمایاں ہو گا اور کافر اس کے سانس سے مرس گے یعنی اوپر منہ کرنے سے توجہ الی اللہ اور دعا کا مطلب ہے اور سانس سے کافروں کا مرنا اس کے کلمات طیبات ہیں کہ اسکی دلائل بینہ اور براہین ساطعہ سے مطلب ہے سوا یہی ہوا۔

کئی بار حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ اللہ کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ ہم کھڑے ہو کر نماز ادا کریں گے سو وہ دن بھی خدا نے دکھایا کہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور وعظ اور عید کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے اور بیان کرتے تھے چنانچہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے مسیح

موجود کو ایسے حال میں دیکھا کہ غسل کئے ہوئے ہے اور بالوں سے پانی ٹپکتا ہے اور بالوں میں شانہ ہوا ہے یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ سو خدا نے ہمیں دونوں کے دیکھنے کا موقع دیا ہے۔

ایک روز عباس علی نے کہا کہ آپ زیادہ باتیں کرتے ہیں اور مخالفوں کی نسبت ایسے لفظ کہتے ہیں کہ جن سے ان کی پردہ دری ہوتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ حق بات تو کہی جاتی ہے اس میں اگر کسی کی پردہ دری ہو تو ہم کیا کریں ہم پر اللہ تعالیٰ کی دو قسم کی وحی ہوتی ہے ایک خفی اور دوسری جلی۔ جلی وحی تو وہ ہے جو صاف صاف الفاظ میں ہوتی ہے اور دوسری وحی خفی وہ ہے جو ہر وقت ہوتی ہے جس سے ہمارا چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا۔ بات کرنا ہے ہم ہر وقت اسی کے بلائے بولتے ہیں اور اسی کے چلائے چلتے ہیں اور اسی کے بٹھائے بیٹھتے ہیں غرض ہر ایک حرکت و سکون اسی سے اور اسی کے حکم سے ہے۔

بعد نماز مغرب میں نے اپنے جائے قیام پر جانے کی اجازت چاہی حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اور نہایت اصرار سے فرمایا کہ وہاں جا کر کیا کرو گے تم تو صاحبزادہ صاحب ہمارے مہمان ہو ہم سے ملنے آئے ہو خاکسار نے عرض کیا کہ اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت دیدیں۔ حاضر خدمت ہر روز ہوتا رہوں گا حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور یہی مقصد ہے دوسری جگہ ٹھہرنے سے میری یہ غرض ہے کہ وہاں ہر ایک طرح کا شخص ملنے کے لئے آئے گا۔ بخلاف حضور کے در دولت کے تو وہاں حضور کی بعثت کا بیان اور جناب کے مقاصد کی تبلیغ بھی ہوتی رہے گی۔ پس آپ نے مجھ کو اجازت دے دی اور میں خدمت والا سے رخصت ہو کر نواب علی محمد خان صاحب مرحوم کی کوٹھی پر چلا گیا۔

نواب صاحب موصوف
نواب علی محمد خان مرحوم لودھیانوی حکمت اور تصوف میں

اور علوم شرعیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور خصوصاً تصوف میں ایسی معرفت رکھتے تھے کہ میں نے سینکڑوں درویش صوفی دیکھے مگر یہ معلومات اور یہ دستگاہ نہیں دیکھی۔ نواب صاحب اہل اللہ کے بڑے معتقد تھے اور آنحضرت ﷺ کے عاشق جانناز تھے ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے۔ باوجود اس قدر وسیع معلومات اور تصوف میں ماہر ہونے کے حضرت اقدس علیہ السلام سے اعلیٰ درجہ کا عشق تھا اور پورا اعتقاد رکھتے تھے۔ نواب صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ جو بات میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں دیکھی وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعد آنحضرت ﷺ کے اگر کوئی شخص ہے تو یہی ہے اس کی تحریر میں نور اور ہدایت اس کے کلام میں اس کے چہرہ میں نور ہے ایک روز میں نے نواب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا جو آگے آئے گا تو اس کو سن کر نہایت خوش ہوئے اور وہ کشف لوگوں سے بیان کیا اور وہ کشف حضرت اقدس کی تصدیق میں تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی کبھی نواب صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے اور نواب صاحب کے انتقال کے وقت حضرت اقدس علیہ السلام لودھیانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ بوقت انتقال نواب صاحب نے دعا سلامتی ایمان اور نجات آخرت کے لئے ایک آدمی حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا اور جوں جوں وقت آتا جاتا تھا آدھ گھنٹہ اور دس دس منٹ کے بعد آدمی بھیجتے رہے اور کہتے رہے کہ میں بڑا خوش ہوں کہ آپ میرے آخری وقت میں لودھیانہ تشریف رکھتے ہیں اور مجھے دعا کرانے کا موقع ملا۔ پھر بے ہوشی طاری ہو گئی لیکن جب ذرا بھی ہوش آتا تو کہتے کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں آدمی جائے اور عاقبت بخیر اور اچھے انجام کے لئے عرض کرے اور جب حالت نزع طاری ہوئی تو یہ وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز حضرت مرزا صاحب پڑھائیں تاکہ میری نجات ہو۔ ادھر حضرت اقدس بھی نواب صاحب کے لئے بہت دعائیں کرتے رہے اور ہر بار آدمی سے بھی فرماتے رہے کہ ہاں ہاں تمہارے واسطے

دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں اور یہ وصیت نماز جنازہ بھی حضرت اقدس تک پہنچا دی اور نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا جب نواب صاحب کا انتقال ہوا تو نواب صاحب کے اقربا انکی اولاد اور بھائی مولویوں کے زیر اثر اور مرعوب تھے۔ اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز یہ تینوں حضرت اقدس علیہ السلام کے کفر اور کمفرین اولین میں سے تھے تینوں یہودی صفت بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے اور اس وقت سے کفر اور سخت مخالف تھے کہ جب سے براہین احمدیہ شائع ہوئی تھی تمام مولوی خاموش یا موافق تھے مگر یہ بد قسمت اور ایک بد بخت مولوی غلام دستگیر قصوری مخالف تکفیر کے علاوہ سب و شتم کرنے والے تھے اور ان مولویوں کی یہ عادت تھی کہ جو مولوی درویش لودھیانہ میں آئے اور ان سے مل لیا تو خیر اور جو نہ ملا تو بس اس کو کفر کا نشانہ بنایا یہ تینوں ثلاث مولوی اس آیت کے مصداق تھے کہ **اِنْطَلِقُوا اِلٰی ظِلِّ ذِی ثُلُثٍ شُعْبٍ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ الْهَبِّ** چلو اس تین رنے سایہ کی طرف جس میں نہ سایہ ہے نہ ٹھنڈک ہے اور نہ گرم لپٹ سے بچاؤ کی کوئی صورت ہے۔

انہوں نے اس زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی ان مولویوں کو بھی خبر نواب صاحب کی وصیت نماز جنازہ پہنچ چکی تھی۔ ان مولویوں اور معتقدوں نے نواب صاحب کے اقربا کو کہلا بھیجا کہ اگر مرزا (امام موعود علیہ السلام) جنازہ پر آیا تو ہم اور کوئی مسلمان جنازہ پر نہ آئیں گے اور تم پر کفر کا فتویٰ لگ جائے گا اور آئندہ تم میں سے جو مرے گا تو نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے گا وہ بیچارے ڈر گئے اور یہ خیال نہ کیا کہ ان یہود صفت مولویوں کی کیا مجال ہے کہ ایسا کر سکیں کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا اور کوئی بندہ خدا کا نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملے گا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید لودھیانہ میں نہیں ہیں۔ ان کی کمزوری اور ضعف ایمانی نے ان کو ڈوب دیا۔ وہ مرحوم بھی ان سے متنفر تھا اور جب ان مولویوں کا ذکر کبھی مرحوم کے روبرو کوئی

کرتا تو مرحوم کی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے اور وہ انگوہد تر سے بدتر خیال کیا کرتا تھا۔ ان اشرف الناس مولویوں کی نماز سے تو بے نمازی جنازہ رہتا تو بہتر تھا اس لئے کہ صبح وقت علیہ السلام خود دعائیں کر چکا۔ اور مرحوم دعائیں کر چکا۔ اور نماز جنازہ بھی تو ایک دعائی ہے ایمان ایک ایسی شے ہے کہ کوئی شے اس کو دور نہیں کر سکتی۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہو تو کوئی اس کو بول و برازیں میں بھیسکدے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اور اگر کوئی بے ایمان مرے تو کیسے ہی اس کو عطر و گلاب میں رکھے تو اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ پھر یہ حدیث شریف پڑھتے الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَحُفْرَةٌ مِّنْ حُفْرِ النَّبِيِّ اِنْ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اختصار اپنی کتاب اخبار الاخیار میں اور حضرت خواجہ نظام الدین ولی الاولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نے آپ کی زبان مبارک سے سکر سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانوسی (راقم کے جد امجد) تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث پڑھنی شروع کی تو جب یہ حدیث پڑھی کہ الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ تو اس قدر روئے کہ رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے اور جب تک زندہ رہے اس حدیث کو پڑھتے اور روتے اور اللہ سے پناہ مانگتے جب ان کا انتقال ہوا تو مدفن کرنے کے بعد گنبد کی بنیاد کھودی گئی اور قبر کے قریب ایسی اور اس قدر خوشبو آئی کہ لوگ اس کی برداشت نہ کر سکے۔

نماز جنازہ الغرض حضرت اقدس نے نواب صاحب کے جنازہ کی نماز اپنے مکان پر پڑھی اور دعا مغفرت و رحمت بہت کی۔ جنازہ کی نماز جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ کیسی عمدہ اور باقاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے سینکڑوں دفعہ آپ کو نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھانے اور آپ کے پیچھے پڑھنے کا اس خاکسار کو اتفاق ہوا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

میاں جان محمد مرحوم و مغفور قادیانی فوت ہو گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام جنازہ کے ساتھ ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مرحوم آپ کے معقدوں اور عاشقوں اور فدائیوں میں سے تھا۔ خوش گلو تھا اس پر بوجہ اعتقاد حضرت اقدس بڑی بڑی ناقابل برداشت ابتلائیں آئیں ماریں تک مخالفوں سے کھائیں وجوہ معاش تک بند ہوئیں اور طرح طرح کی اذیتیں اور قسم قسم کی تکلیفیں مخالفوں کی طرف سے پہنچیں جو بیان سے باہر ہیں مگر اللہ اللہ مرحوم ایسا ثابت قدم رہا کہ جو حق ثابت قدمی کا ہوتا ہے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ہم عمر تھا مجھ سے بڑی محبت رکھتا تھا اور عجیب عجیب باتیں حضرت اقدس کی سنایا کرتا تھا ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب اس زمانہ میں دیکھا تھا کہ جب براہین نہیں لکھی گئی تھی اور اس کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا کہ ہمارے گھر میں یعنی میری والدہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے گھر میں بڑی خوشیاں کر رہے ہیں اس خواب سے جب آنکھ کھلی تو کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی اور مجددیت کا دعویٰ کیا تو اس خواب کی یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے سے مراد مجدد اور امام وقت سے ہے جو عیسوی قلب اور مسیحی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ یہی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں اور ہمارا گھر اور مرزا غلام مرتضیٰ کا گھر دو گھر نہیں ہیں اور میں حضرت اقدس علیہ السلام کی والدہ کو بچپن سے ماں کہا کرتا تھا یہ تعبیریوں پوری ہوئی یہ خواب بیان کر کے مرحوم بہت ہی خوش ہو جاتا اور خوشی سے پھولانہ سماتا۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا کہ یہ خواب بیان کر کے وجد میں آ جاتا۔

جان محمد مرحوم قادیانی کا جنازہ حضرت اقدس امام موعود علیہ السلام بھی میاں جان محمد مرحوم سے بہت محبت رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام کیسے ہی عدیم الفرست ہوتے

مگر جب یہ مرحوم آتے تو آپ سب کام چھوڑ کر مرحوم سے ملتے۔ الغرض جب مرحوم کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو میں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اوریوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا کیونکہ ہم نے تو دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے پھر تو میں مستقل ہو گیا اور ایک لذت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اور نماز لمبی کریں درحقیقت یہ صادقوں کے صدق کے نشان ہوتے ہیں اور یہ بھی کرامت کا نشان ہوتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کونوا مع الصادقین معیت صادقین اگر کوئی شے نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ امر کے صیغہ سے نہ فرماتا صادق میں صدق و راستی کی طرف جذب و کشش کا ایک روحانی اثر ہوتا ہے جس کے اثر سے انسان یوں کھینچ جاتا ہے کہ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھینچ جاتا ہے غرض کہ نماز میں اس قدر دیر لگی ہوگی کہ ایک آدمی ایک میل تک چلا جائے اور اگر اس کو مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میں بلا خوف کہہ سکتا ہوں کہ جانیوالا بے شک واپس آجائے جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس علیہ السلام مکان کو تشریف لے چلے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور! (علیک الصلوٰۃ والسلام) اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہوگا۔ یعنی آپ بھی تھک گئے ہونگے۔ حضرت اقدس علیہ السلام: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے اس سے اس مرحوم کے لئے مغفرت مانگتے تھے مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے

اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں وہ معطی ہے وہاب ہے رحمن ہے رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور تس پر عزیز۔

دوسرے صاحب: حضور نے کیا دعائیں کیں دعاء ماثورہ تو چھوٹی سی دعا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام: دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں وہ دعاء کا طرز اور طریق سکھانے کے لئے ہیں یہ تو نہیں کہ بس یہی دعائیں کرو اور اس کے بعد جو ضرورتیں اور پیش آئیں ان کے لئے دعائے کرو۔ دعا کا سلسلہ قرآن شریف نے اور حدیث شریف نے چلا دیا۔ اب آگے داعی پر اس کی ضرورتوں کے لحاظ سے معاملہ رکھ دیا کہ جیسی ضرورتیں اور مطالب اور مقاصد پیش آئیں دعا کرے۔ ہم نے اس مرحوم کے لئے بہت دعائیں کیں اور ہمیں یہ خیال بندھ گیا کہ یہ شخص ہم سے محبت رکھتا تھا ہمارے ساتھ رہتا تھا ہمارے ہر ایک کام میں شریک رہتا تھا اور اب یہ ہمارے سامنے پڑا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ اس وقت ہم شریک حال ہوں اور یہ وہ ہے کہ اس کے واسطے جناب باری میں دعائیں کی جائیں سو اس وقت جہاں تک ہم میں طاقت تھی دعائیں کیں۔

سراج الحق: (راقم سفر نامہ) کچھ بولنا چاہتا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام بول اٹھے۔

نور الدین یعنی خلیفۃ المسیح دام فیض نے عرض کیا کہ جناب مجھے اس وقت یہ خیال آیا اور اس وقت بھی کہ جب مرحوم کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا کہ یہ جنازہ میں ہوتا۔

حضرت اقدس علیہ السلام: ہنس کر فرمایا آپ مولوی صاحب نیکیوں میں سابق بالخیرات ہیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ انسان کو نیت صحیح کے مطابق اجر مل جاتا ہے اور آپ تو نور الدین اسم بامستی ہیں۔

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس مرحوم کی خدمت اور وفاداری کا ذکر

کیا میں جو بولنا چاہتا تھا یہ بات بولنی چاہتا تھا کہ جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب دامن فیض بول اٹھے پھر میں خاموش ہی رہا کہ بازی تو حضرت مولانا نور الدین لے گئے اب تیرا بولنا ٹھیک نہیں اور خلاف ادب بھی ہے۔

بات میں بات یاد آجاتی ہے ایک دفعہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب غلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ فوت ہو گیا اور اس کے جنازہ میں بہت احباب شریک تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑی دیر لگی بعد سلام کے آپ نے تمام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس وقت ہم نے اس لڑکے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی بلکہ تم سب کی جو حاضر ہو اور ان کی جو ہمیں یاد آیا نماز جنازہ پڑھ دی ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب ہمارے جنازہ پڑھنے کی تو ضرورت نہیں رہی حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع نہ ملے تو یہی نماز کافی ہو گئی ہے اس پر تمام حاضرین احباب کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت علیہ السلام نے جو سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے تم سب کی نماز جنازہ پڑھ دی ایسے پر شوکت اور یقین سے بھرے ہوئے الفاظ میں یہ فرمایا کہ جس سے آپ کے الفاظ اور چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم سب آپ کے سامنے جنازہ ہیں اور یقیناً ہماری مغفرت ہو گئی اور ہم جنت میں داخل ہو گئے اور آپ کی دعا ہمارے حق میں مغفرت کی قبول ہو گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہا۔

اللہ اکبر آپ کی ہم گنہگاروں پر کیسی شفقت تھی کہ ہر وقت ہمارے لئے بخشش اور مغفرت کے لئے بہانہ ڈھونڈتے تھے اور ہر وقت اسی فکر میں لگے رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے کسی قسم کا بہانہ ہاتھ لگے اور مغفرت کی دعا مانگی جائے۔

ایک نوجوان مرحوم کی نجات
ایک اور شخص کا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام نے پڑھایا لیکن

میں اس وقت نہیں تھا اس متوفی مرحوم کے رشتہ داروں نے اس واقعہ کا بیان کیا تھا کہ اٹھارہ بیس برس کا ایک شخص نوجوان تھا وہ بیمار ہوا اور اس کو آپ کے حضور کسی گاؤں سے لے آئے اور وہ قادیان میں آپ کی خدمت میں آیا چند روز بیمار رہ کر وفات پا گیا صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھی حضرت اقدس علیہ السلام نے حسب عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی بعض کو باعث لبی لبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آگیا اور بعض گھبراٹھے (یہ گھبرانا اور چکرانا تھا کہ جانا دراصل ابتدائی حالت ہے ورنہ بعد میں جو اس تعلیم حقہ اور صحبت کے یقینی رنگ میں رنگے گئے پھر تودوق و شوق کی حالت ہر ایک میں ایسی پیدا ہو گئی کہ دیر بھی غلٹ معلوم ہوتی تھی اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ ابھی اور لبی نماز کی جائے اور نماز اور دعاؤں کو طول دیا جائے روز بروز ہر ایک کا قدم ترقی پر تھا اور وقتاً فوقتاً سلوک کی منازل طے کرتا تھا اور یقین کا درجہ حاصل کرتا تھا اور یہی کُنُونَا مَعَ الصَّادِقِینَ کا نتیجہ اور علت غائی ہے) بعد سلام کے فرمایا کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کر کر چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا یہ شخص بخشا گیا اس کو دفن کر دیا رات کو اس کی والدہ ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانا کیا گو کہ اس کی والدہ کو اس کی موت سے سخت صدمہ تھا لیکن اس مبشر خواب کے دیکھتے ہی وہ ضعیفہ خوش ہو گئی اور تمام صدمہ اور رنج و غم بھول گئی اور یہ غم مبدل بہ راحت ہو گیا کاش کوئی شیعہ ہو اور اس سے سبق لے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام تمام عمر صابرا رہے اور عیش و آرام سے عمر گزاری اور ایک دن تکلیف اٹھا کر یقیناً جنت میں داخل ہو گئے اب جو شخص پہلی پچھلی حالت آرام راحت سرور و فرحت کو بھلا دے اور صرف ایک دن کی

تکلیف کو جو وہ بھی کوئی باخدا کے لئے تکلیف نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہید فی سبیل اللہ کو اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تکلیف کہ ایک چوٹی کے کاٹنے کی ہوتی ہے یاو کر کے روتا رہے اور ماتم کرتا رہے تو اس جیسا دنیا میں کون بیوقوف ہو گا وہ تو ایک دشمن قرار پائے گا اور سمجھا جائے گا کہ یہ ہمیشہ کے دکھ سے راضی ہے اور سکھ نہیں چاہتا اس قدر رنج و غم دشمنی پر دلالت کرتا ہے۔

ایک مکالمہ ایسا ہی ایک اور واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ شیخ یوسف علی نعمانی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ ساکن قصبہ توشام ضلع حصار کے رہنے والے

تھے اور وہ ریاست جیند میں ملازم تھے سترہ اٹھارہ برس کی ان کی عمر تھی جب وہ مجھ سے مرید ہوئے تھے اور وہ مجھ سے نہایت گرم اور پر جوش عقیدت و ارادت رکھتے تھے۔ جب میں حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت ہوا تو ان کو خبر ہوئی اور میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت پیر و مرشد آپ نے بڑا غضب کیا۔ کہ آپ نے آبائی سلسلہ اور پیری کو داغ اور دھبہ لگایا اور مرزا صاحب سے مرید ہو گئے اور اپنے اس خاندان کو جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا اور اب تک سلا بعد نسل و طناً بعد بطن بلا فصل چلا آ رہا ہے اور ان میں امام غوث اور قطب اور اولیاء اور ابدال آپ کے خاندان میں ہوتے رہے کیوں چھوڑا۔

سراج: چھوڑا کیا۔ کیا ان اپنے بزرگوں کی بزرگی سے انکار کیا ان کی گستاخی و بے ادبی کی یا ان کی ولایت میں شک کیا یہ تو ہدایت اور تعلیم الہی ہے جہاں مل جائے انسان کو لے لینی چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں الْحُكْمَةُ ضَالَّةٌ الْيَوْمِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی حکمت جو ہدایت راہ راست ایمان عرفان وغیرہ ہے مومن کی گم شدہ چیز ہے کیا مومن کا یہ کام ہے کہ اپنی گم ہوئی چیز کو اگر پاوے نہ لے دنیا کی چیز کو تو انسان چھوڑتا ہی نہیں پھر ہدایت و ایمان و عرفان کی چیز مومن کیسے چھوڑ دے۔

یوسف: اچھا مانا لیکن آپ کے خاندان میں کس شے کی کمی تھی۔

سراج: ہمارے خاندان میں تو کمی نہیں تھی۔ لیکن مجھ میں تو کمی تھی میں تو اس بات کا محتاج تھا اب تم یہ بتاؤ کہ اب تم سو روپیہ ماہوار کے ملازم ہو اور تم کو پانسو روپیہ ملنے لگے تو تم پانسو لو گے یا سو پر ہی راضی رہو گے۔

یوسف: بیشک میں پانسو روپیہ ملتے سو پر کب راضی ہوں گا۔

سراج: بس یہی مثال ہماری ہم تو ترقی کے خواہاں اور معرفت کے دلدادہ ہیں جہاں سے ملے لے لیں گے جب دنیا کے لوگ دلدادہ دنیا ہیں تو ہم دین کے خواہاں اور خوشنشد کیوں نہ ہوں ترقی تو کسی نے نہیں چھوڑی نبی و رسول بھی ترقی چاہتے اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دعا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سکھائی اور پھر تاکید فرمائی قُلْ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کہ اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دہ کہیں مکتب میں تو نہیں گئے یہ علم تو علم نبوت و رسالت ہی تھا پھر ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیروؤں کو حکم دیا کہ آپ کے لئے درود و سلام پڑھیں اور خود بھی آپ نے اپنی امت کو درود کا حکم دیا اور درود سبقاً سکھائی۔ نماز پنجوقتہ میں جنازہ میں عیدین میں اور ہر ایک موقع میں درود پڑھنے کی تعلیم دی خود بھی پڑھی اور سب لوگوں سے بھی پڑھوائی یہ ترقی کی تعلیم ہے یا کیا ہے۔

ہمارے جد امجد حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانوسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان امام اعظم کی اولاد تھے وہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے کیوں مرید ہو گئے حالانکہ فرید الدین گنج شکر حنفی اور مقلد امام اعظم تھے یہی مثال ہماری سمجھو صوفیائے کرام میں بہت سی ایسی نظریں ہیں کہ انہوں نے کئی کئی جگہ بیعت کی۔

یوسف: پھر مرزا صاحب سے کیوں بیعت کی اور کسی صوفی و درویش سے جو دنیا میں بہت ہیں بیعت کر لیتے۔

سراج: یہ سوال تمہارا پھر بھی قائم رہتا کہ اس سے کیوں مرید ہوئے اس کو جانے دو مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر وہ امام مہدی جو تمہارے ذہن اور خیال میں ہیں ان سے ہر ایک کو خواہ ولی ہو غوث ہو پیر زادہ صوفی ہو عالم و فاضل ہو بادشاہ ہو مرید ہونا پڑے گا یا نہیں۔ اور میرے تمہارے زمانہ میں وہ امام آجاوے تو بتاؤ مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟

یوسف: بے شک اس امام کا مرید ہونا چاہئے اس امام کے ہوتے پھرتے کسی کی بیعت اور مریدی جائز نہیں اب آمد تہم برخواست۔

سراج: ہاؤ بوا بکرم فہو بوا بوا۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام دہی امام مہدی ہیں اور سچ سچ دہی امام موعود ہیں تو اب آپ سے میرا بیعت کرنا ٹھیک ہوا یا نہیں۔

یوسف: یہ تو درست ہے اگر یہ درحقیقت امام مہدی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کب آویں گے یہ تو لکھا ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

سراج: اگر کیا ہوتا ہے درحقیقت یہی وہ امام مہدی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم فوت ہو گئے نہ وہ آسمان پر گئے اور نہ آسمان سے اتریں گے اور نہ تو کلام مجید میں نہ حدیث میں ہے کہ مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک زمانہ میں ہوں بلکہ بخاری اور مسلم میں تو ایک بھی حدیث امام مہدی کی نہیں عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں چنانچہ صحاح ستہ کی حدیث ابن ماجہ میں ہے کہ لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

یوسف: یہ بات خوب ہوئی کہ امام مہدی بھی مرزا صاحب اور عیسیٰ بھی مجدد بھی سب کچھ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

سراج: سمجھو تو سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے دیکھو آنحضرت ﷺ نبی تھے اور رسول بھی تھے اور مجدد تھے اور پھر آپ ناظم البیتین بھی ہوئے حضرت ابو بکر

صدیقؑ صدیق پھر امیر المومنین بھی ہوئے علیؑ ہذا القیاس حضرت سید عبدالقادر جیلانی قطب ہوئے اور پھر غوث بنے جیسا جیسا کام ویسا نام اس کی بہت سی مثالیں ہیں اس پر آشوب اور آخری زمانہ میں امام کی ضرورت تو تھی ہی کیونکہ بوجہ تفرقہ ہونے کے اور اور گروہ گروہ بن جانے کے ایک امام چاہئے تھا تاکہ اس کے پیچھے سب لوگ چلیں اور تفرقہ سے بچیں اور امام بھی ایسا ہونا کہ جو مہدی ہدایت یافتہ ہو یعنی منہاج نبوت پر اس کا قدم ہو اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے ہوئے ہو تاکہ تفرقہ اور اختلاف سے لوگوں کو الگ کر کے ایک راہ پر لگا دے۔ یہ اندرونی تفرقوں اختلافوں کی اصلاح کے لحاظ سے ہے پھر وہ مسیح ہو جن کا علم براہ راست خدا سے مسیح کئے ہوئے ہو یعنی اس کا علم زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی اور دہی اور لدنی ہو نہ کسی اور اس وجہ سے بھی مسیح ہو کہ جب ایک مسیح عاجز انسان خدا بنایا گیا اور خالق السموات والارض مانا گیا اور زندہ حی قیوم عالم الغیب محی میت سمجھا گیا تو ضرور تھا کہ اس کے مقابلہ میں وہی صفات مسیحی رکھتا ہو بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہو آوے کیونکہ جب تک کہ اس مسیح سے بڑھ کر قوت قدسیہ میں علم میں تاثیرات میں معجزات و نشانات میں نہ آئے تب تک وہ غلط فہمیاں اور غلطیاں جو پھیلی ہوئی ہیں دور نہیں ہو سکتی ہیں مسیح موسوی ایک قوم کی اصلاح اور وہ بھی گنتی کی چند باتوں کی اصلاح کے لئے آیا جیسا کہ اس کا مرشد یحییٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اور یہ مہدی اور مسیح تمام دنیا کے مفاسد دور کرنے کے لئے آیا جیسا کہ اس کا پیشوا اور رہنما افضل الرسل خاتم النبیین ﷺ کل دنیا اور اسود احمر کالے اور گوردل کے لئے آیا تھا مسیح موسوی نے حضرت یحییٰ سے اصطباغ لیا اور اس مسیح محمدی نے خود اپنے رہنما سے بلا واسطہ غیرے اصطباغ پایا چنانچہ آپ کی وحی اس پر شہادت دیتی ہے کہ من علم و تعلم اور اس کا نام محمد احمد اور اس کا نام غلام احمد وہ حمد کئے گئے اور یہ حمد کرنے والا اور پھر غلام یعنی پسرِ غلام کا ترجمہ ہو اولد احمد یا ابن احمد۔

یوسف: غلام احمد کیوں نام ہوا ولد احمد یا ابن احمد کیوں نام نہ ہوا
 سراج: غلام احمد نام رکھنے میں یہ خوبی ہے کہ ولد کی نسبت غلام زیادہ مناسبت
 رکھتا ہے ولد تو نافرمان بھی ہو جائے اور ہوتا ہے مگر غلام فرمانبردار اور مطیع اور
 باپ کے نقش و نگار اپنے اندر رکھتا ہے اور باپ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے
 حضرت ابراہیم ذکریا حضرت مریم وغیرہ ہم علیم السلام کو بشارتیں اولاد کی دی
 گئیں سب جبکہ غلام ہی فرمایا اور وہ مطیع بھی ہوئے۔

یوسف: خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا مگر ہمارا تماشا جو ایک سال خوش کن تھیر اور
 عجیب منظر تھا اور تمام لوگوں کا حضرت مرزا صاحب نے اور آپ نے خاک میں
 ملا دیا کیسا سماں نظروں میں سایا ہوا تھا کہ پہلے امام مہدی آویں اور خزانے بانٹیں
 روپیہ دیں اشرفیاں لٹائیں لشکر جبار اور سپاہ بے شمار تیار کریں اور ادھر آسمان
 سے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہتھیلیاں رکھے لٹکتے ہوئے اور زرد کپڑے
 پہنے ہوئے مسیح آرہے ہیں اور مسجد کی چھت پر آ بیٹھتے ہیں پھر سیڑھی منگو کر اس
 کے ذریعہ سے نیچے اترتے ہیں مہدی و مسیح گلے ملکر باتیں کرتے ہیں ادھر سے
 نصاریٰ ادھر سے دجال جنگی باجے بجاتے ہوئے معہ خدم و حشم لڑنے کے لئے
 آرہے ہیں اور جنگ ہو رہے ہیں اب نہ جنگ ہے نہ تیر و تشنگ ہے مسکینی ہے
 فقیری ہے درویشی ہے ہماری تمام امیدوں آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ہے۔

سراج: یہ تو سب ادہام باطلہ کا ایک تودہ طوفان ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے
 پہلے رومیوں کی ایک چھوٹی سی سلطنت اور تھوڑے سے یہودیوں کے مقابلہ پر
 کچھ نہ کر کے دکھایا پکڑے گئے ماریں کھائیں سولی پر چڑھائے گئے ملک در ملک
 بھاگے پھرے اور وہ جوانی کے دن تھے اور اب پیر فروت ہو کر نہ منہ میں دانت
 اور نہ پیٹ میں آنت کیا کر لیں گے کسی نے یا علی مدد یا علی مدد کے نعرے لگائے
 ایک شخص نے کہا کہ آپ ابن ملجم کے مقابلہ میں اپنی مدد نہ کر سکے کر بلا میں مکانا
 دزمانا جو واقعہ گذر امدنہ کر سکے اب تیرہ سو برس بعد تیری کیا مدد کریں گے بات

یہ ہے کہ مذہبی جنگ تو اب بھی ہے اور رات دن جنگ ہو رہا ہے صورت جنگ بدلی ہوئی ہے سیف و سنان کی جگہ نیزہ (قلم) و لسان ہے۔

یوسف: اب بتلائیں میں کیا کروں

سراج: تم بھی میری طرح ان سے بیعت ہو جاؤ پہلے پیری و مریدی کا ہمارا تمہارا تعلق تھا اب پیر بھائی کا رشتہ ہو جائے گا لیکن یہ یاد رہے کہ میری تقلید سے حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت نہ کرنا بلکہ تحقیقی بیعت کرنا کہ جو پختہ ہوتی ہے اور کسی قسم کی اس میں خامی نہیں رہتی تقلید کام ظنی ہوتا ہے اور تحقیقی یقینی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي عَنْ الْحَقِّ شَيْئًا جیسی اور جس یقین کے ساتھ تمہارے پیر بھائی مرزا محمد امین بیگ صاحب مرحوم مغفور ساکن موضع بھالوجی علاقہ کوٹ پوتلی ریاست کھیرٹوی متعلقہ ریاست سوای جے پور نے بیعت کی تھی۔

اس مرحوم نے جب میری زبانی سنا کہ امام مہدی اور مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں اور وہ مسیح ابن مریم صاحب انجیل وفات پا گئے چونکہ مجھ سے عقیدت راسخ رکھتے تھے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مصدق ہو گئے اور خود قادیان حاضر ہوئے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کی اور ایک مہینہ کامل دارالامان میں رہے حضرت اقدس علیہ السلام بھی ان سے بہت محبت رکھتے تھے اور وہ ایک ظریف اور بزلہ سخاوی تھے بات بات میں ان کی ظرافت تھی وہ دن فرصت کے تھے اس زمانہ میں مرزا خدا بخش مصنف کتاب عمل مصفی بھی وہاں تھے گھنٹوں تک حضرت اقدس علیہ السلام مرزا امین بیگ مرحوم سے باتیں کرتے اور ان کی ظرافت آمیز باتوں پر ہنستے ایک ماہ کی صحبت حضرت اقدس علیہ السلام کی اس میں یہ تاثیر ہوئی اور ایسا انشراح صدر ہوا کہ وہ بے پڑا تھا لیکن کوئی مولوی گفتگو میں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا اور ہر وقت حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا ہی ذکر کرتا رہتا تھا گویا

اس کی زندگی حضرت اقدس کی صداقت کے ساتھ تھی ایک روز میں نے ایک مجلس میں یہ نعت پڑھی کہ۔

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی وہ نہ آئے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی
بخت ناساز ہے ہوتا جو مقدر اچھا میری قسمت میں مدینہ کی گدائی ہوتی
کیا کروں مانع ہجرت ہے شہابِ رحیمیاں ورنہ در پر ترے دھونی ہی رہائی ہوتی
گر جمال کے مقدر میں نہ ہوتا تھا وصال خواب ہی میں کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

جب میں یہ نعت خوش الحانی سے پڑھنے لگا تو مرزا صاحب مرحوم کو خوش نہ پایا حالانکہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت سے پہلے اس نعت کو بڑے شوق سے سنا کرتے تھے جس وقت یہ نعت ختم ہوئی تو اچانک مرزا صاحب مرحوم کھڑے ہو گئے اور باؤ از بلند اس مجلس میں مجھ سے کہا کہ حضرت پیر و مرشد اس نعت کو پھر کبھی آپ نہ پڑھیں اب ہجر کیسا اور جدائی کے کیا معنی جب بروز و میل محمد مصطفیٰ مدنی ﷺ احمد مجتبیٰ قادیانی تشریف لے آئے (علیہ السلام) تو پھر ہجر میں موت مانگنا فضول ہے یہ تو وصل کے اور خوشی کے دن ہیں۔ اب آپ ہمیں وصل کی باتیں وصل کی غزلیں وصل کی نعیتیں سنایا کریں۔

اللہ اکبر اس مرحوم کا کیسا زبردست ایمان تھا کہ ایک ماہ کی صحبت حضرت اقدس علیہ السلام نے کیا سے کیا اس کو بنا دیا کسی نے خوب کہا ہے

مکان سے مجھے لامکان لے گئی یہ الفت کہاں سے کہاں لے گئی
یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی معجزانہ صحبت کا اثر تھا اور وہ شخص مرتے دم تک اس ملک اور اس گاؤں میں کہ جہاں کوئی احمدی نہیں جس طرف نظر ڈالو سوائے مخالفوں کے اپنے ہوں یا پرانے دکھائی نہیں دیتے ثابت قدم رہا اور وہ ثبوت اپنی ثابت قدمی کا دکھلایا کہ کسی ابتلا پیش آمدہ تزلزل نہیں ہوا اور روز بروز آگے ہی آگے قدم بڑھتا رہا۔ جب کوئی مولوی واعظ مخالفت میں کچھ بولا تو

مرزا صاحب مرحوم نے اسی وقت مجلس ہو یا غیر مجلس فوراً جواب معقول دیا جس سے اس واعظ کا ناظمہ بند ہو جاتا چونکہ اس گاؤں میں مغل رہتے ہیں اور مرحوم کے سب رشتہ دار یک جہی ہیں سب پر اس مرحوم کا اثر تھا۔ اور اگر یہ مرحوم کبھی کسی وقت اس گاؤں میں نہ ہوتا اور کوئی مخالف مولوی آجاتا اور مخالفت میں وعظ یا کلام کرتا تو تمام مغل کہہ دیتے کہ جناب ہم کو قادیان اور مرزا صاحب قادیانی سے واقفیت پوری نہیں لیکن ہم میں ایک مولوی مرزا محمد امین بیگ قادیانی ہیں اس سے دو دو بات کرلو۔ پھر ہم صدق و کذب کا فیصلہ کریں گے ہم نادان نہیں ہیں بات کو خوب سمجھتے ہیں اور ہم میں بہت سے لوگ وکیل ریاست اور خواندہ بھی ہیں بس مولوی نے مرزا صاحب مرحوم کا نام سنا اور بھاگایا مخالفت کا کلام اور وعظ چھوڑ دیا۔ مولویوں نے مرحوم کی زندگی میں اس گاؤں کا آنا چھوڑ دیا تھا بات دور نکل گئی اس مرحوم نے یہاں تک ترقی کی اور احمدیت کے رنگ میں اندر باہر سے رنگا گیا کہ ایک روز کسی شخص نے کہا کہ مرزا امین بیگ تمہارا مرشد اول سراج الحق تو قادیان سے پھر گیا اور حضرت اقدس سے روگردان ہو گیا۔ اب تم بتاؤ کیا کرو گے تو مرزا صاحب مرحوم مغفور نے کیا لطیف اور حق و صواب سے پر جواب دیا کہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مومن اور عبد الرحمن کا یہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

سراج الحق پھر گیا میں تو نہیں پھرا

یہ جملہ لطیف اور ایسا پیارا اس کے منہ سے نکلا کہ اس جملہ کی قدر میرے دل اور اہل دل سے پوچھئے۔ سو یوسف علی صاحب اس قسم کی بیعت اور ایسی عقیدت و ارادت ہونی چاہئے۔

شیخ یوسف علی مرحوم کا بیعت کرنا حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت منہاج نبوت کی بیعت

اور آپ کی بعثت انبیاء والی بعثت ہے ولیوں مشائخوں کی سی بیعت نہیں ہے۔ آپ سے روگردانی خدا سے روگردانی اور آپ سے بیعت خدا سے بیعت کرنی ہے یہ ایمان کا معاملہ ہے شیخ یوسف علی مرحوم میرا بیان سن کر خاموش ہو گئے اور چار پانچ ماہ کے بعد معہ تحائف دارالامان حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اور پندرہ سولہ روزہ کر اور شرف زیارت حاصل کر کے وطن کو چلے گئے اور پھر دوبارہ آکر حضرت اقدس علیہ السلام سے بڑی پختگی کے ساتھ بیعت کی چونکہ خواندہ اور زیرک اور ذہین و فہیم شخص تھے اس سرگرمی سے بیعت کی کہ بلا خوف لومۃ لائم تبلیغ سلسلہ حقہ میں رات دن مشغول رہے نہ کسی اعلیٰ افسر سے خوف کھایا نہ کسی مولوی پیر و فقیر سے دبے نہ تقریر میں ہارے اور نہ تحریر میں پسپا ہوئے۔

مخالفیتیں بھی ہوئیں عداوتیں بھی ہوئیں لیکن یہ ہر وقت اور مرتے دم تک صادق الیقین رہے اور ایسے مستقل اور مستقیم رہے کہ جو ایک مومن صالح صادق کے مناسب حال ہونا چاہئے ان کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں دختر کے رشتہ کے پیغام ان کی برادری میں سے آئے لیکن مرحوم نے غیر احمدیوں میں رشتہ کرنا پسند نہ کیا ایک شخص ان کی برادری میں سے احمدی ہو گیا تب انہوں نے اپنی دختر دی مگر افسوس وہ بد قسمت بعد وفات مرحوم مرتد ہو گیا لیکن وہ نیک بخت لڑکی اب تک احمدی ہے اور اپنے شوہر پر افسوس کرتی رہتی ہے سگرور۔ جیند۔ سفیدون۔ ہانسی۔ تو شام دادر ی چرخی رہنک یا اور جہاں جہاں تک ان کے رشتہ برادری یا ملازمت کا تعلق تھا تبلیغ سلسلہ احمدیہ کرتے رہے اور بہت لوگ ان کی وجہ سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے یہ بار بار دارالامان آتے رہتے تھے۔

مسح موعود کی دعا کا اثر یہ مرحوم اپنے روزگار کی ترقی کی جو مخالفوں کی طرف سے روک پڑ گئی تھی دعا حضرت اقدس علیہ السلام سے کراتے اور عریضہ بھی لکھتے رہے اور ایک عریضہ حضرت

مولانا عبدالکریم سیالکوٹی مرحوم مغفور کی خدمت میں اور ایک میرے پاس دعا کے لئے لکھتے رہے پھر تیسرے روز لکھتے رہے اور حضرت اقدس علیہ السلام جواب میں فرمادیتے تھے کہ ہاں دعا کی ہے اور کریں گے مطمئن رہو اور یاد دلاتے رہو اور فرمایا کہ جو یاد دلاتا رہتا ہے اور تھکتا اور مایوس نہیں ہوتا وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور جو تھک کر رہ جاتا ہے وہ اپنے مطلب میں رہ جاتا ہے یہی ارشاد عالی میں نے یوسف علی مرحوم کو لکھ دیا اس مرحوم نے ایسی یاد دہانی کی کہ ہر روز ایک خط حضرت اقدس علیہ السلام اور ایک مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ اور ایک میرے نام روانہ کرنے لگے ایک مہینہ برابر اسی طرح لگاتار ہر روز خط آتے رہے مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ ایک روز مجھ سے فرمانے لگے کہ پیر صاحب تمہارے یوسف نے توحہ کردی ہر روز ایک خط بلا تاخیر آتا ہے میں تو پڑھتے پڑھتے تھک گیا جب چار ماہ برابر اسی طرح گزرے تو ایک روز مولانا عبدالکریم مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب یوسف علی نے تو خط کیا لکھے کھپ پادی ڈاک میں خطوں کا تار باندھ دیا خدا کے لئے اب تو اس کے لئے خاص دعا کر دیجئے کہ وہ اپنے مطلب و مقصد کو پہنچ جاوے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہاں روزانہ خط ہمارے پاس بھی آتے ہیں اور پرسوں سے ہمیں بھی خیال ہے آج ہم دعائے خاص کریں گے دوسرے روز حضرت علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب اور صاحبزادہ صاحب ہم نے دعا کردی ان کو لکھ دو کہ دعا کی گئی اور قبول ہو گئی اب انشاء اللہ جلد تم اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے یاد دہانی ہو چکی اب سوائے خیریت کے اس قدر خطوط کی ضرورت نہیں ہے حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم اور میں نے یہی لکھ دیا ابھی تین روز نہ گزرے ہوں گے کہ امید سے زیادہ ترقی روز گار ہو گئی اور کوئی صورت ترقی کی نہیں تھی چاروں طرف سے روک تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیہ السلام کی دعاء سے سب روکیں دور کر دیں الحمد للہ

اس ترقی کے بعد مرحوم دارالامان آئے اور جس وقت یہ آئے تو حسن اتفاق سے حسب عادت شریف خاکسار کو حضرت اقدس نے بلوایا اور فرمایا جلد آؤ ہم لکھتے لکھتے تھک گئے کچھ مضمون لکھوانا ہے میں نے یہ موقعہ مرحوم کے حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں باریاب کرانے کا غنیمت جانا اور مرحوم کو ساتھ لیکر حاضر ہوا حضرت اقدس علیہ السلام مرحوم کی صورت دیکھ کر ہنسے اور مصافحہ کیا بعد مصافحہ مرحوم نے آپ کے قدم پکڑ کر منہ سے چوم لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں چاہئے صرف مصافحہ کافی ہے جو مسنون طریق ہے پھر فرمایا کب آئے مرحوم نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا اچھا وقت اور فرصت کا وقت ملاقات کے لئے ملے گا۔ صاحب زادہ صاحب کو بلوایا تھا آپ سے بھی دیر تک ملاقات کا وقت نکل آیا ایسے وقت کم ہی ملتے ہیں۔

حضرت اقدس دو گھنٹہ تک مضمون عربی کا لکھواتے رہے اور ٹہلتے رہے۔ اور اس وقت جو زبان مبارک سے حضرت اقدس فرماتے تھے میں لکھتا جاتا تھا۔ ایک ہفتہ مرحوم دارالامان میں رہ کر واپس ملازمت پر مقام سگور چلے گئے کوئی تین مہینے کے بعد مرحوم کا خط میرے پاس آیا کہ میں سخت بیمار ہوں۔ اور میری زندگی کی کوئی صورت نہیں یہاں کے طبیعوں سے علاج کرایا کچھ فائدہ نہیں ہوا اور میرا ارادہ ہے کہ میں دارالامان حاضر ہوں اور حضرت مولانا نور الدین سے علاج کراؤں۔ اور حضرت سے دعا اس خط کے دو تین روز بعد اچانک آدھی رات کو مرحوم معہ فیض اللہ صاحب خالدی ہمشیرہ زادہ اور حاجی حکیم اللہ جیندی اور خسرہ پورہ اودھ سپاہی سرکاری ریاست سگور کے ڈولی میں سوار آگئے اس وقت میں نے ان کو مہمان خانہ میں ٹھہرایا اور صبح کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں خاکسار نے عرض کیا کہ شیخ یوسف علی نعمانی سخت بیمار ہو کر آئے ہیں چل پھر نہیں سکتے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے کہاں ٹھہرایا میں نے عرض کیا فی الحال مہمان خانہ میں بر لب تالاب ٹھہرا دیا ہے فرمایا ٹھہرو ہم بھی ان سے

ملنے کے لئے چلتے ہیں وہ بیمار ہیں عیادت بھی ہو جائے گی پھر حضرت اقدس علیہ السلام معہ چند احباب جو اس وقت حاضر تھے مہمان خانہ میں مرحوم کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دیکھا اور مرض کا حال دریافت فرما کر خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس کے مکان میں لے جاؤ تاکہ ہم ان کو ہر روز دیکھتے رہیں یہ جگہ دور ہے اور فرمایا کہ کھانے کے واسطے اطلاع دیتے رہو جیسا کھانا چاہیں وہ تیار ہو جایا کرے اور کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔

مرحوم نے عرض کیا کہ غریب نواز میں حضور کے قدموں میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ یہاں دعا اور دوا دونوں ہیں اور یہ ارادہ کر کے آیا ہوں کہ اگر شفا ہو تو حضور کے روبرو ہو اور جو موت مقدر ہے تو حضور کے قدموں میں ہو جمال یار گر پیش نظر ہو کسی کا کس طرح دامن پر گزر ہو مزہ آجائے مرنے میں بھی ہم کو قدم ہوں یار کے اور اپنا سر ہو پس مرحوم کو حسب الارشاد قریب کے مکان میں ٹھہرایا گیا اس زمانہ میں حضرت اقدس سیر کے لئے ہر روز ایک دو میل بعد طلوع آفتاب تشریف لے جایا کرتے تھے اور بعد واپسی اگرچہ تکان بھی ہوتا۔ تب بھی یوسف مرحوم کے پاس جاتے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح دام اللہ فیضہ کا علاج ہونے لگا۔ اور روز بروز فائدہ کی صورت نظر آنے لگی اور جناب ذاکر خلیفہ رشید الدین صاحب حسب الارشاد علیہ السلام معالجہ میں مشورہ دیتے رہے اور مولوی قطب الدین صاحب اور مفتی فضل الرحمن صاحب نے بھی جزا ہم اللہ خیر الجزا بڑی مدد دی۔ اور وقت پر ادویات پہنچاتے رہے۔

ایک روز بارہ بجے رات کے مرحوم کا **شیخ یوسف علی کی صحت یابی** اتفاقاً تنگ حال ہو گیا اور قضاء و قدر کے ماتحت موت کے آثار ہو کر جان کندن شروع ہو گئی میرے مکان پر شیخ فیض اللہ احمدی ہمشیرہ زادہ مرحوم آئے اور یہ حالت بیان کی میں سن کر حیران ہو گیا

اور ششدر رہ گیا اور دل میں کہا کہ یا الہی یہ کیا ماجرا ہے رات دس بجے کے وقت میں اچھی طرح چھوڑ کر آیا ہوں خیر میں مرحوم کے پاس گیا دیکھا تو حالت غیر ہے اور جان کندن شروع ہے۔ موت کے آثار نبض کا چھوٹ جانا۔ غیر منظم ہونا جسم کا ٹھنڈا ہونا۔ منہ کھلا رہنا وغیرہ سب موجود ہیں۔ میں سیدھا حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر گیا۔ اب ساڑھے بارہ بجے ہیں ادھر مریض کا تنگ حال ادھر مکان کے دروازے بند اور سب سوتے ہیں میں ادھر کے حصہ مکان کی طرف گیا جس طرف حضرت اقدس علیہ السلام سویا کرتے یا لکھا کرتے ہیں میں نے ایک آواز بڑے زور سے گہراہٹ میں دی تو پہلے جو بولے تو حضرت بولے کہ صاحبزادہ صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور سراج الحق ہے۔ فرمایا: اس وقت کیسے آئے ہے۔

سراج نے عرض کیا کہ یوسف علی کی حالت غیر اور قریب الموت ہے اور جان کندن شروع ہے۔ تمام جسم سرد اور نبض غیر منظم کوئی صورت اچھی نہیں۔ زندگی سے قطعی مایوسی ہے۔

حضور کے اخلاق کا ایک نمونہ فرمایا شام تک تو ہم نے خبر منگائی اچھے تھے اندر آؤ اور اندر ایک

خادمہ سے فرمایا کہ جلدی دروازہ کھول دو ثواب ہو گا اور ایک لائین ساتھ لے جاؤ خادمہ سے یہ کہنا کہ دروازہ کھول دو ثواب ہو گا ایسے پیارے لب و لہجہ سے فرمایا کہ میرے جیسے انسان کا کام نہیں کہ اس کا اندازہ کر سکے۔ حالانکہ آپ آقا ہیں اور وہ خادمہ ہے اور ہر طرح سے تابعدار اور فرمانبردار ہے آپ چاہتے تو امرار و سادالی شان سے اس کو خادمہ سمجھ کر یا دھمکا کر یا کڑی اور سخت آواز سے حکم کر سکتے تھے لیکن اس لب و لہجہ اور دھیمی اور مسکینی طریق سے فرمانا ”دروازہ کھول دو ثواب ہو گا“ کیسا دل کو بھائیوالا جملہ ہے کہ دباؤ نہیں ختی نہیں یہ اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ اس امام موعود کے تھے علیہ الصلوٰۃ

السلام یہ اس رسول ہاشمی قرشی افضل المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ ہے جس نے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ الحسنۃ کا نقشہ کھینچ کر دکھایا اور سچ فرمایا آپ نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب فیروں کے نقش جب سے نقش ہے ترا دل پہ جمایا ہم نے
وَلَوْ كُنْتُ فَظًّا غَلِيظًا لَأَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ رَاتٍ كَ اِيَكِ
بجئے کے قریب ہے نیند کا آرام کا وقت ہے خاکسار کا سخت آواز سے پکارنا ہے۔
اور نرمی سے دریافت حال فرمانا اور ایک خادمہ اور ادنیٰ عورت کو جو اسی کام اور خدمت کے لئے بے عذر رہتی ہے اس کو فرماتے ہیں کہ دروازہ کھول دو
ثواب ہو گا ہم جیسے ہزاروں خادم اور آپ ایک مرشد اور مرشد ہی نہیں مسیح موعود اور مسیح ہی نہیں بلکہ جبرئیل اللہ فی حلل الانبیاء اور ماسوا اس کے
آپ رئیس ابن رئیس اور امیر ابن امیر اور دونوں جیشیتیں ایک سے ایک بڑھی
ہوئی پھر نرمی اور عاجزی اور مسکینی سے فرماتے ہیں کون ہے صاحبزادہ صاحب
ہیں اور پھر کسی قسم کا مال طبعیت پر نہیں اے احمد قادیانی مثیل محمد مدنی تجھ پر اور
تیرے متبوع پر ہزاروں لاکھوں کروڑوں بے انتہا درود سلام وَصَلَّى اللہ
عَلَيْكَ وَ عَلَى مُحَمَّدٍ يَحْمَدُكَ اللہ مِنْ عَرْشِهِ وَ مُبَشِّرُكَ اللہ ادھر آپ
کی یہ حالت ادھر حضرت ام المومنین ☆ علیہا السلام جاگ اٹھیں اور کہنے لگیں

☆ حضرت اقدس کی زوج مطہرہ مقدسہ کی نسبت ام المومنین علیہا السلام لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ اس مرحوم نے ایک دفعہ محمد بیجا اور خط میں مجھے لکھا کہ مادر مومنان کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ چونکہ خاکسار کو بھی اکثر بیٹا فرمایا کرتی تھیں اس واسطے میں نے یہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھ دیا کہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی خدمت میں یہ محمد پیش کریں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ وہ محمد جو یوسف علی صاحب نے بیجا ہے وہ ام المومنین کے پاس پہنچا دیا۔

جب اکثر آپ کو ام المومنین کہنے اور پھر لکھنے لگے ایک دفعہ بہت سے مخالفوں نے اعتراض بھی کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان معترضوں کو معلوم نہیں کہ اگر ان کے ذہنی مسیح آویں اور وہ شادی کریں تو ان کی بیوی کو یہ ام المومنین کہیں گے یا نہیں۔ مَا هُوَ بِنُو اَيْكُمْ فَهُوَ بِنُو اَيْنَا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی رسول کر کے بھی فرمایا ہے اور جبرئیل اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا جب ہم رسول ہوئے نبی ہوئے اور تمام انبیاء کے حلوں میں سے ہوئے تو ہماری بیوی ام المومنین ہوئیں یا نہیں جیسے اور انبیاء کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں تھیں۔

خیر ہے اس وقت پیر صاحب کیسے آئے حضرت اقدس نے وہی حال بیان کیا تو حضرت قدس دست بدعا ہو گئیں اور کچھ نہیں بولیں یہ دوسرا نمونہ ہے حضرت اقدس کی قوت قدسیہ اور اثر صحبت کا عموماً عورتوں کی طبیعت نازک ہوتی ہے ایسی آرام اور چین اور خواب استراحت کی حالت میں اور پھر آدھی رات کو خفا ہو جانا یا زبان سے اضطراری اور نیند کے وقت کوئی کلمہ سخت نکل جانا کچھ بات نہیں لیکن اللہ اللہ وہ خلق وہ رحم کہ سن کر دعا میں لگ جانا اور دل پر ذرہ بھی میل نہ آتا یہ آپ ہی کا کام تھا دنیا میں پیر زادے دیکھے مشائخ دیکھے صوفی مولوی باخدا اور خدا رسیدہ ہونے کا دم بھرنے والے دیکھے امیر امرا نواب شاہزادہ تک دیکھے مگر یہ خلق کہاں یہ محبت اور یہ انس اور یہ ہمدردی کہاں ذرا ذرا اسی بات میں گبزنا۔ اپنے آرام کے لئے او سرود کی کچھ پرواہ نہ کرنا چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جانا خفا ہو کر نکال دینا۔ میں خود پیر زادہ ہوں اور قریباً کئی ہزار کارہنما اور پیشوا مانا گیا ہوں لاکھوں معتقد ہیں سب کچھ ہے مجھ سے زیادہ دوکاندار اور اس کام کار ازاردار اور جاننے والا کون ہو گا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے میرے تک نسل بعد نسل پیر ہوتے چلے آئے ہیں پھر کوئی بات تو ہے جو میرے جیسے انسان کو اس عالیشان اور جلیل القدر انسان باخدا انسان کی طرف کھینچ کر لائی۔

جب میں حسب الحکم اندر مکان میں گیا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام کیفیت دریافت فرمائی اور دو تین دوایاں قیمتی جلدی جلدی لا کر اور ایک گلاس میں ڈال کر عنایت فرمائی جس میں غبر اشب خالص بھی تھا اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور پلاؤ اللہ تعالیٰ شفا دے اور جلد ہمیں اطلاع دینا ادھر ہم دعا کرتے ہیں دعا کا تو درحقیقت ایک تسلی آمیز سبب تھا مگر جو بات تھی وہ دعا تھی حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ کہ الدعاء سیف المؤمن مؤمن کا ہتھیار دعا ہے پس میں دعا حضرت سے لیکر چلا اور یوسف مرحوم کو اس حالت نزع میں پائی اور

پلاتے ہی اس مرحوم نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ ہوش و حواس درست ہوئے تو میں نے سارا قصہ سنایا مرحوم بہت خوش ہوا پھر میں اپنے مکان پر چلا گیا صبح کو قبل از نماز صبح حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھ کو مکان پر بلوایا اور فرمایا یوسف علی صاحب کا کیا حال ہے صاحبزادہ صاحب تم نے ہمیں اطلاع نہ دی۔
 سراج : حضور اطلاع کیا دیتا ادھر آپ نے دوا دی اور ادھر دعا شروع کی دوا کا پلانا تھا اور شفا کا ہونا تھا اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے پوری تندرستی عود کر آئی۔

فرمایا : صاحبزادہ صاحب جب وہ دوا لے کر تم روانہ ہوئے تو ہم کو نیند نہ آئی دعاؤں میں لگ گئے اور تمہارا خیال رہا کہ اب خبر لاتے ہو گے اور ہمارے کان آدمیوں کی طرف لگے رہے کہ کون خبر لاتا ہے عین دعا کے وقت ذرا سی غنودگی میں ایک خواب دیکھا اور ایک الہام مبشر ہوا جو خاص یوسف علی صاحب کی نسبت ہے اور فرمایا بعد نماز میر کو چلیں گے اس وقت وہ خواب اور الہام سنائیں گے۔

بعد نماز حضرت اقدس علیہ السلام میر کو تشریف لے چلے حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی اور جناب ڈاکٹر رشید الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب تراب وغیرہم بہت سے اصحاب ساتھ تھے راستہ میں وہ خواب اور الہام سنایا اور یہی ذکر بار بار بڑے دثوق سے فرماتے رہے اور فرمایا اس بیماری میں یوسف علی صاحب نہیں مریں گے اور پورے شفا یاب ہو جائیں گے میر سے واپسی کے وقت مع تمام اصحاب یوسف علی صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی زبان مبارک سے وہ خواب اور الہام یوسف علی صاحب کو سنایا اس وقت خاکسار کو وہ خواب اور الہام یاد نہیں رہا شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے اپنے اخبار الحکم میں چھاپ دیا ہے۔

میں نے ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ وہ کیا بات ہے

کہ جس پر بڑے زور اور تحدی سے آپ ایک ان ہونی بات کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں اور ذرا سی دل پر جھجک نہیں ہوتی ہے فرمایا جیسا کہ محدثین کی اصطلاح میں حدیثوں کے بارہ میں تو اتر ہوتا ہے ایسا ہی صوفیائے کرام اور انبیاء عظام کے ہاں تو اتر ہوتا ہے جس کے بعد کوئی ظن ریب وغیرہ نہیں رہتا اور وہ یہ ہے کہ خواب- رویا- کشف- وحی سب کے سب بلکہ بار بار وحی کا آنا ہوتا ہے تو یہ تو اتر کھاتا ہے اس کے بعد کل حجاب درمیانی اٹھ جاتے ہیں اور سوائے یقین کے اور کچھ درمیان نہیں رہتا تو پھر ہم لوگ اس پر نہایت صدق سے جم جاتے ہیں اور تحدی کر بیٹھتے ہیں کیونکہ تو اتر یقین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

اور مجھے فرمایا کہ ہر روز بعد نماز صبح یہ دوا یوسف علی صاحب کو ہم سے لا کر کھلانا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ بعد تمہارے دوا لانے کے ایک دوا ہمیں الہام سے اور معلوم ہوئی ہے وہ بھی اس دوا میں شامل کر دیں گے۔

خاکسار راقم المحررف گو بے تکلف جب چاہتا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا لیکن پھر بھی حاضری کی تمنا رہتی تھی دوا ہر روز لانا ایک اور سبب حضوری کامل گیا۔

اس کے بعد یونانیوم دساعتہ بساعتہ یوسف علی کامل صحت کی طرف آنے لگا اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ہر روز میرے واپس تشریف لاتے ہوئے یوسف علی صاحب کے پاس ضرور تشریف لاتے تھے ایک روز یوسف علی صاحب نے غسل صحت کیا اور اصلاح بنوائی اور پچاس ساٹھ قدم تک ٹہلے۔ آج اس حالت کو دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے برکت دعا حضرت اقدس علیہ السلام صحت عطا فرمائی اور حضرت اقدس علیہ السلام کو اطلاع دی گئی آپ نہایت خوش ہوئے اور حمد و ثنائی زبان پر جاری ہوئی رات کے دس بجے کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر شیخ محمد اسماعیل سرسادی اور شیخ محمد فیض اور ہمیشہ زادہ مرحوم اور سید محمد رشید شاہ صاحب سیالکوٹی اور پانچ چار اور صاحب بیٹھے ہوئے مرحوم کے

پاس باتیں کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے تھے کہ اب تم کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی مرحمت فرمائی تم مردہ تھے از سر نو زندگی بخشی۔ محمد اسمعیل نے کہا کہ یوسف علی صاحب اب تم کو دوبارہ زندگی ببرکت دعا امام علیہ السلام حاصل ہوئی ہے اور یہ زندگی بھی ایک معجزانہ زندگی ہے اس کو مشکورانہ اور متقیانہ طور سے گزارنا چاہئے دیکھو قیامت کے دن مجرم کہیں گے کہ اب اگر دوبارہ ہم زندہ کئے جائیں تو ہم تیری فرمانبرداری کریں گے اور ذرہ بھی خلاف ورزی اور عدول حکمی نہ کریں گے اور اعمال صالحہ بجالائیں گے اب ہم یقین لاپچکے اور آنکھوں سے جو دیکھنا تھا دیکھ چکے ہیں سو اب تم کو یہ موقع اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دکھلادیا کہ اب تم کو موت کے منہ سے نکال لیا۔ اور از سر نو زندگی بخشی کوئی آثار تمہاری زندگی کے نہ تھے اب تم کو چاہئے کہ پاک و صاف زندگی مومنانہ الہی رضامندی کے ماتحت ختم کرو ایسا نہ ہو کہ یہ انعام الہی تم سے واپس لیا جائے اور دو چند عذاب کے مستحق ہو جاؤ لوگ ہمیشہ انبیاء سے معجزات مانگتے رہے اور دیکھتے رہے مگر ایمان کی توفیق نہ ملی مگر تم نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور بغیر طلب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے طفیل اپنے مامور کے تم کو عظیم الشان نشان احیاء موتی خود تمہاری ذات پر دکھلادیا اب تمہارے دل میں اللہ ہو تمہارے بال بال رگ رگ میں اللہ تعالیٰ بس جاوے۔ اب تمہارا غیر اللہ کوئی مقصود محبوب مطلوب معبود نہ رہے اس پر مرحوم یوسف علی نے کہا کہ ہاں بے شک اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے وقت میں مامور بھیجا اور مسیح موعود اور مہدی موعود کا منصب عطا کر کے مبعوث فرمایا جسکی تمنا میں اولیاء صلحاء علماء غوث و قطب ہزاروں ہزار بے شمار گذر گئے اور یہ وقت کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ اور پھر ہمارے ملک میں اور اس پر یہ فضل فرمایا کہ ہم کو اس مرسل و مامور کی شناخت کی توفیق دی۔ اور اس سے بڑھ کر یہ اور فضل و رحمت ہمارے شامل حال ہوئی کہ اس کے مباحثین اور انصار میں داخل فرمایا۔

اور پھر بار بار آنے کی توفیق رفیق بخشی اور پھر ایسی سخت بیماری کی حالت میں بھی اس کے قدموں میں لاڈالا اور پھر میں مرچکا تھا اور اس کی دعا سے زندہ ہوا۔

اب میری تمنا اور آرزو یہ ہے **شیخ یوسف علیؒ مرحوم کی وفات** کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ پر ایسا

فضل فرمائے کہ مجھ کو اپنا کر لے۔ اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری میں رکھے اور اس مامور و مرسل سے زیادہ محبت بڑھا دے اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں دعا کی کہ اے میرے اللہ میں تیری درگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میری باقی زندگی کو معصیت سے پاک رکھ اور مجھے اپنے اور اپنے مامور و موعود علیہ السلام کی نافرمانی سے محفوظ رکھ اور جو میری بقیہ زندگی اے علام الغیوب تیرے علم اور تیری نظر میں اچھی نہ ہو یا میں نافرمانی کی طرف بھٹوں یا اور کسی قسم کا شعبہ حیات برائی کا ہو تو الٹی مجھے زندگی پیاری نہیں مجھے معصیت اور نافرمانی اور گناہ کی زندگی کی تمنا نہیں ہے یہی ذکر ہوتے ہوتے مرحوم کو ذرا غفلت ہوئی یہ دعا چونکہ آخری دعا تھی بارگاہ الہی میں قبول ہو گئی اور اسی حالت میں النوم والیقظیٰ میں چونک اٹھا اور کہا کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ ایک دیوار ریت میرے سامنے ہے اور اچانک خود بخود پیٹھ مٹی اس نظارہ کے دیکھنے اور سننے سے میرا دل تو پکڑا گیا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب اور واثق ہے۔ مرحوم کی زندگی چونکہ اللہ کی نظر اور علم میں بہتر نہیں ہے اور اب یہ پاک کیا گیا ہے یہ دعا قبول ہو چکی۔ اب یوسف کی زندگی کا خاتمہ ہے ایک صاحب نے فرمایا کہ یہ دیوار مرض ہے وہ مگر گئی گویا مرض جاتا رہا اور تم خدا کے فضل سے تندرست ہو گئے میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی مگر مرحوم سمجھ گیا کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب اس بندہ کو پاک و صاف اپنے حضور بلا دے اور اپنے اور ہمارے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کے دروازہ سے گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچا کر پاک زندگی بخشے گا۔

سب نے ہر طرح کی تسلی دی ایک صاحب نے کہا اچھا جی ہم تو اب جاتے ہیں رات بہت گئی۔ ان خیالات کو چھوڑو۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو وہ بہتر جاننے والا ہے ہم سب چلے گئے اور صبح کی نماز باجماعت حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ پڑھی بعد نماز حضرت اقدس نے حسب معمول مسجد میں تشریف رکھی یہ حضرت اقدس کا اکثر معمول تھا کہ بعد نماز صبح گھنٹہ دو گھنٹہ تک تشریف رکھا کرتے تھے اور ہر ایک قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اور حاضرین کو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس عاجز سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یوسف علی صاحب کیسے ہیں میں نے تمام ماجرا جو رات کو گزرا تھا سنایا اور مرحوم کا دعا کرنا اور دعا کے بعد ایک خواب یا کشف کا دیکھنا عرض کیا حضرت اقدس علیہ السلام کا ایسی دعا کو سن کر مسکراتا اور خواب کے دیکھنے سے آپ کا متحیرہ جانا چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا تھا فرمایا خدا تعالیٰ خیر کرے اور وہی ہر ایک حال سے خوب واقف ہے کچھ دیر کے بعد حضرت اقدس اندر مکان میں تشریف لے گئے اور حاضرین بھی چل دیئے اور میں اپنے گھر چلا گیا اس نیت سے کہ گھر جا کر پھر واپس یوسف علی مرحوم کے پاس جاؤں گا میں گھر جا کر کھڑا ہی ہوا تھا جو شیخ فیض اللہ خالدی ہمشیرہ زادہ مرحوم نے مجھ کو آواز دی کہ جلدی چلو ماموں یوسف علی صاحب کا حال دیکھو میں ان کے ساتھ آیا اور یوسف علی کی حالت غیر دیکھی کہ آنکھیں بے طور کھلی ہیں اور کچھ ہوش نہیں حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب دام ظلہ کو اطلاع دی آپ تشریف لائے اور نبض اور شکل دیکھ کر تشریف لے گئے اور چہرہ اور بشرہ سے گویا فرما گئے کہ آخری نتیجہ اب موت ہے اور دوائی بھیجی دو امنہ میں ڈالی تو ادھر ادھر باچھوں میں سے نکل گئی میں نے بھی جان لیا کہ رات کی دعا چونکہ قبول ہو چکی ہے اب زندگی کا خاتمہ ہے۔

اس کے بعد میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور اس وقت کی حالت عرض کی آپ نے فرمایا کہ نماز کے وقت تو تم نے اچھی

حالت بیان کی تھی اچھا ٹھہرو ہم بھی چلتے ہیں حسب معمول ہاتھ میں عصا لے کر اکیلے میرے ساتھ ہوئے اور یوسف علی کو دیکھا کوئی دس منٹ تک سامنے کھڑے ہو کر دیکھتے رہے اتنے میں ڈاکٹر رشید الدین صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب اور مفتی فضل الرحمن صاحب بھی آگئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تشخیص کی سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی لیکن پوری اس مرض کی تشخیص نہ ہوئی حضرت اقدس مکان کو تشریف لے گئے اور فرما گئے کہ پایہ شویا کر ذبب کچھ کیا مگر حالت متغیر ہوتی گئی اور خرخرہ بولنے لگا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی تشریف لائے اور کرسی پر بالقابل بیٹھ کر دواڑھائی گھنٹہ تک یہ حالت نازک دیکھتے رہے اور مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ ایسی نازک اور باعبرت حالت ہے کہ ایسی حالت میں بادشاہ یا بڑے سے بڑا متکبر انسان یا کوئی پر زور طاقتور پہلوان اور بہادر ہو وہ بھی بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے کسی کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں خدا یا رہے اس حالت کو دیکھ کر عظیم الشان بادشاہ بھی کانپ اٹھتا ہے غرض صبح سے لیکر عصر کے وقت تک یہی حالت رہی۔ عصر کے وقت مرحوم فوت ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا بِفِرَاقِہِ لَمَحْزُوْنَ وَاِنَّا

مغرب سے پہلے پہلے کفنا کے جنازہ تیار کیا گیا بعد مغرب حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی کئی سو نماز میں تھے یہ نماز جنازہ بھی پر کیفیت تھی وہ سوز و گداز تھا کہ اللہ اکبر بیان سے باہر ہے حضرت اقدس علیہ السلام نہایت درد سے بھری ہوئی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے اتنی دیر نماز پڑھائی کہ عشاء کی نماز کا وقت قریب آ گیا بعد نماز اس مرحوم کو دفن کیا گیا۔

اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی مسجد میں ایک مکان پر تکلف بنا ہوا ہے مرحوم اس مکان پر بڑی شان و شوکت سے لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھا ہے صبح کو یہ رویا حضرت اقدس سے بیان کی۔

فرمایا مسجد بہشت ہے اور نزول رحمت کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا پھر حضرت اقدس علیہ السلام سیر کو تشریف لے گئے اور اس مرحوم کے متعلق پر افسوس ذکر فرمایا اور اس کے متعلقین کو جو ساتھ تھے بہت کچھ تسلی و تشفی فرمائی تیسرے روز شیخ فیض اللہ وغیرہ چلنے لگے اور اجازت طلب کی فرمایا ذرا ٹھہرو آج ہم بھی اسی طرف سیر کو چلیں گے جس طرف سے کہ تم کو جانا ہے پس حضرت امام علیہ السلام اور آپ کے بہت سے خدام بٹالہ کے راستہ سے سیر کو چلے اور دو میل سے زیادہ تک تشریف لے گئے یہ حضرت اقدس کا خلق عظیم تھا اور یہ اپنے خدام کے ساتھ برتاؤ تھا کہ ہر ایک کے ساتھ محبت رکھتے تھے ادنیٰ و اعلیٰ پر نظر نہیں تھی اور ہر ایک شخص جو دامن مبارک سے وابستہ تھا اور حضور سے ذرہ سا بھی تعلق اور سچا خلوص رکھتا تھا حضور اقدس اس کو ایسا عزیز رکھتے تھے کہ ہر ایک شخص یہی سمجھتا تھا کہ جو محبت و شفقت میرے ساتھ ہے دو سرے سے نہیں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بھی آپ کو راستہ میں ٹھہرا لیتا تو آپ وہاں سے نہیں ہٹتے تھے صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یہ ہے آپ کی دعا اور صحبت معیار کا اثر۔ اور آپ پر سچا ایمان لانے کا ثبوت۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم مرحوم سیالکوٹی نے ایکبار مجھے فرمایا کہ پیر صاحب جو ہماری جماعت احمدیہ کا فرد گزر جاتا ہے اس کے گزرنے اور فوت ہونے سے ہمیں رنج بھی ہوتا ہے اور خوشی بھی ہوتی ہے خوشی تو یوں ہوتی ہے کہ وہ ابتلاؤں سے بچ گیا اور خاتمہ بالخیر ہو گیا اور اپنا ایمان ثابت اس جہان سے لے گیا اور رنج کا باعث یہ ہے کہ ہمارا ایک بھائی ہم سے جدا ہو گیا۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں **دوسرا دلچسپ مکالمہ** نواب علی محمد خان صاحب مرحوم کی کوٹھی پر

حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت لے کر آیا تو آتے ہی لوگوں کا میرے پاس مجمع ہو گیا جس میں نواب زاوے اور بعض سید اور پیر زاوے اور مشائخ اور کچھ

عام لوگ بھی تھے اس وقت سب نے کہا کہ حضرت آپ نے بڑا غضب کیا کہ آپ مرزا سے ملنے گئے (چونکہ ان کو معلوم نہ تھا کہ اس نے حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کی ہوئی ہے مگر جن کو معلوم تھا ان میں سے اکثر اس مجمع میں نہ تھے۔ لیکن الہ دین جلد ساز حاکم لدھیانوی اور عباس علی متوئی لدھیانوی اور نواب اشرف علی خان میرے سے واقف تھے) ان پر اور ان کے مریدوں پر تو کفر کا فتویٰ ہے میں نے کہا کہ کفر کا فتویٰ لگانے والے کون ہیں۔

لوگ : مولوی عالم فاضل ہیں۔

سراج : پہلے ان کا ایمان تو ثابت کر لو کہ یہ لوگ مومن اور مسلمان ہیں۔

لوگ : یہ کیا بات کہی کیا یہ مسلمان نہیں۔

سراج : بے شک نہیں۔

لوگ : اس کی کیا وجہ۔ فرمائیے کہ یہ کیوں مسلمان نہیں۔

سراج : جو شخص ایک مرد مومن اور مسلمان شخص کو کافر کہے تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

لوگ : یہ سچ ہے۔

سراج : اب بتاؤ کہ یہ کافر کہنے والے کافر ہوئے کہ نہیں۔ دو سراج جواب یہ ہے کہ مقلد مولویوں نے غیر مقلدوں پر اور غیر مقلدوں نے مقلدوں کو کافر کہا اور فتوے مشتر ہوئے ان میں کوئی فرقہ مومن رہا یا دونوں کافر ہوئے۔

لوگ : اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی بھی مومن اور مسلمان نہیں۔

سراج : تو اب کافروں کے کہنے سے حضرت اقدس مرزا صاحب کیونکر کافر ہو سکتے ہیں۔ اگر گنگا داس، دھوتی پرشاد، جیون مل، سکھ لال اگر اس وقت ہم کو اور تم کو کافر کہیں تو ہم تم ان کے کہنے سے کافر ہو جائیں گے۔

لوگ : ہرگز نہیں

سراج : مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا بات یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانا ہی

عین ایمان کا نشان اور ولایت کا ثبوت ہے اور جس قدر زیادہ کفر کے فتوے لگیں اسی قدر زیادہ زیادتی ایمان کی دلیل ہے جیسے زیادہ دشمن ہونا کسی کی عزت و جاہت رعب کا باعث ہے چور وہیں نقب لگاتا ہے جہاں مال اور دولت ہے بھوکے پاس تو چور بھی نہیں جاتا آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور آپ کا سید مرسلین اور خاتم النبیین ہونا اسی معنی کر کے ہے کہ بہ نسبت اور انبیاء علیہم السلام کے آپ کے دشمن زیادہ تھے اور زیادہ ہیں تمام نبی اور رسول مختص الزمان اور مختص القوم تھے ان کی ہی قوم اور ان کے زمانہ کے محدود لوگ دشمن ہوئے لیکن حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ تمام عالموں اور کافہ الناس کے لئے رسول تھے تو تمام دنیا نے آپ کے ساتھ عداوت کی اصحاب رسول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے، بخلاف حضرت علیؓ کے زیادہ دشمن ہیں اس واسطے ان کا زیادہ مرتبہ اور فضیلت ہے۔

ایک روز حضرت مولانا و بالفضل اولانا مولوی حاجی حافظ نور الدین قریشی فاروقی دام ظلہ خلیفۃ المسیح و الہدی علیہ السلام نے حضرت اقدس علیہ السلام سے فضیلت صحابہ کے بارہ میں عرض کیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو خبر ہے کہ تعلق باللہ یا انس باللہ کتنا تھا لیکن ہم تو ظاہر کو جانتے ہیں کہ جس نے زیادہ اسلام کی خدمت کی اسی کا مرتبہ زیادہ ہے جتنی مزدوری اتنے دام صحابہ کے کارنامے اور خدمت اسلام دیکھ لو کہ کس نے کس قدر خدمت اسلام کی ہے۔

ہر دلعزیز منافق ہوتا ہے
ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام نے اسی معنی میں ایک حکایت بیان فرمائی۔

فرمایا حضرت بازید، سلامی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر کیا اور چند ایک اہل ارادت آپ کے ساتھ تھے ایک جنازہ پر بہت لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ حضرت بازیدؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر بکثرت کس لئے جمع ہیں تو لوگوں نے کہا کہ

ایک ولی اللہ کا انتقال ہو گیا ہے اس کے جنازہ پر ہر مذہب و ملت کے آدمی آئے ہیں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کس نشان سے معلوم کیا کہ یہ فوت شدہ ولی اللہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ بزرگ متوفی بڑے صلح کل تھے کہ کوئی شخص کسی مذہب کا ہو کسی فریق کا ہو ہندو ہو مسلمان ہو یہودی یا عیسائی ہو وہ ہر یہ ہو آپ سے ناراض نہیں تھا سب خوش تھے اور آپ بھی سب سے راضی تھے کسی کی بھی دل شکنی نہ کرتے تھے تمام فرقوں کے لوگ آپ کے معتقد تھے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا کہ یہ شخص بڑا ہی منافق تھا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے منافق کا لفظ سن کر درہم برہم ہوئے اور طیش میں آکر حضرت بایزید اور ان کے ہمراہیوں کو مارنے کو تیار ہو گئے تو یہ وہاں سے چل دئے حضرت بایزید کے متعقدین نے جو ساتھ تھے پوچھا کہ آپ نے اس متوفی بزرگ کو منافق کیوں فرمایا بایزیدؒ نے فرمایا کہ وہ شخص منافق ہوتا ہے جس کو تمام لوگ علی العموم اچھا کہیں اور مخالف کوئی نہ ہو۔ وجہ یہ کہ منافق کے منہ سے حق بات کبھی نہیں نکلتی اسی واسطے تمام لوگ اس سے راضی اور خوش رہتے ہیں کیونکہ اس کو سب کی ہاں میں ہاں اور تائیں تاملانی پڑتی ہے وہ اگر حق بات منہ سے نکالے تو اس کا سب پر وہ کھل جائے اور معتقد ناراض ہو جائیں اور وجوہ معاش اور آمدنی جس کے واسطے اس نے فریب کیا ہے بند ہو جائے الحق مرہبست صحیح ہے اہل اللہ حق بات کہا کرتے ہیں اور کسی کے خوش یا ناخوش ہونے سے ان کو سرکار نہیں ہوتا منافق اور خدا سے دور پڑا ہوا کبھی بھی کلمۃ الحق زبان پر نہیں لاتا وہ سب کی خوشی اور رضامندی کو مقدم رکھتا ہے اور حق کہنے والے کے دشمن ہو جاتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر نظر ڈالو کہ کیسے حق بات کہنے سے دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ احمد سرہندی اور امام غزالی وغیرہ ہم رحمۃ اللہ علیہم کے کیسے دشمن ہوئے جان لینے اور بے عزت بے آبرو کرنے

کے درپے ہوئے کفر کے فتوے لکھے گئے ان کی کتابوں کو جلایا گیا اپنے پرائے سب کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہوئے لیکن بحکم العاقبت للمتقین وہ حق کو حق جو ہی غالب اور مظفر و منصور ہوئے کیا آنحضرت ﷺ یہ طریق صلح کل جس کو دوسرے لفظوں میں منافقت کہتے ہیں نہیں جانتے تھے یا اور اولیاء اللہ یہ رنگ آمیزیاں نہیں جانتے تھے کہ بات حق منہ سے نکال کر اپنے پرائے یا دوست عزیز اقارب اہل شر و محلہ کو دشمن بنالیا اور اسی کلمتہ الحق سے خون کی ندی اور نہر چل نکلی۔ اگر معاذ اللہ آنحضرت ﷺ ایسا کرتے تو عرب کے لوگ جو مردانگی اور شجاعت اور ہمت میں یکتا تھے وہ سب آپ کے قدموں میں آپڑتے اور بازو آپ کے قدموں کے نیچے بچھا دیتے۔ اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان میں صرف کلمتہ الحق کا بین نشان ہے۔

پھر میں نے اس جلسہ میں یہ کہا کہ منصور اور شمس تبریز جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہے دلی اللہ تھے یا عدا اللہ تھے۔

لوگ : بلا شک دلی اللہ تھے۔

سراج : منصور کو دار پر کھینچا اور شمس تبریز کی کھال اتاری گئی۔ یا نہیں؟
لوگ : ہاں ایسا ہی ہوا۔

سراج : یہ لوگ دار کھینچنے اور کھال اتارنے والے کون تھے۔
لوگ : مولوی عالم تھے۔

سراج : ان مولویوں نے اچھا کیا یا برا۔
لوگ : برا کیا۔

سراج : تو برے مولوی ہوئے یا ولی اللہ۔

لوگ : دلی اللہ بھی کہیں برے ہوئے یہی بد نصیب مولوی برے ہوئے جنہوں نے خدا کے دیوں سے عداوت کر کے برائی کی۔

سراج الحق : علیٰ ہذا القیاس۔ کفر کا فتویٰ دینے والے اس وقت کس کے قائم

مقام ہوئے اور حضرت مرزا صاحب کس گروہ میں ہوئے۔

اب یہاں سوائے خاموشی کے کیا بنتا تھا انا الحق کہنے والے صادق راست باز ولی مانے گئے اور انا المسیح کہنے والے معاذ اللہ کافر ٹھہرائے جاویں۔

دیکھو تم اپنی عاقبت خراب مت کرو خدا کے لئے سوچو اور سمجھو اور مانو تمہارے سامنے ہزاروں نظیریں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی موجود ہیں ان کے ساتھ ہو کیا یہ کوئی نئی بات نہیں۔

جب میں نواب صاحب مرحوم کی کوٹھی سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جاتا تھا تو راستہ بمشکل تمام ختم ہوتا تھا۔ راستہ میں ہزاروں گالیاں ہم کو اور حضرت اقدس علیہ السلام کو دیتے تھے مجھ سے ضبط نہ ہوتا تھا اور یہ حال حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا آپ ہنس کر فرماتے صاحبزادگی کو اس وقت رہنے دو۔ صبر کرو الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَتْحِ ہماری تمہاری اس وقت کمی زندگی کا نمونہ ہے خدا کا شکر بھیجو کہ اس وقت انگریزوں کی سلطنت میں سوائے گالیوں کے کوئی اور طرح پیش نہیں آتا۔ اگر اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا سایہ عاطفت نہ ہوتا تو یہ لوگ خدا جانے ہمارے تمہارے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے صبر کرو۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ کبھی تو ان کی آنکھیں کھولے گا۔

مواوی سعد اللہ نو مسلم کی تو ہماری مخالفت میں یہ حالت تھی کہ ہر روز کبھی دوسرے روز ایک اشتہار مخالفت میں گالیوں سے بھرا ہوا مطبوعہ شائع کرتا تھا کبھی چوری کا الزام کبھی بغاوت کا الزام ہوتا بعض نیک ظن اور مبائعین تو خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے لیکن گاہ بگاہ مخالف بھی آجاتے اور بات بات میں جھگڑا کرتے تھے اور بعض امتحان اور آزمائش کے لئے اور بعض صرف دیکھنے کے لئے آتے تھے ایک روز مخالفوں نے پانچ ولایتی کابلی آدمیوں کو ہسکا کے بھیجا اور کہا کہ یہاں اس مکان میں ایک شخص ہے وہ تمام نبیوں کو گالیاں دیتا ہے اور قرآن اور رسول کو نہیں مانتا۔ وہ ولایتی افغان سخت غضب میں بھرے ہوئے یک

دم مکان میں چلے آئے اس وقت ایک شخص احمدی حضرت اقدس سے قرآن شریف کھولے ہوئے معنی پوچھتا تھا کہ إِذْ قَالَ ابْنُ اِهِيْم رَبِّ اُرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى اَلَا يَهْ حضرت اقدس علیہ السلام اس کی تفسیر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مردوں کے زندہ ہونے کا تو سوال نہیں کرتے تھے کیونکہ مرنا زندہ ہونا یہ دونوں کیفیتیں ہر وقت انسان مشاہدہ کرتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم بھی ہمیشہ دیکھتے تھے کہ بارش سے زمین ہر سال اور زمینی اشیاء زندہ ہو جاتی ہیں انسان میں سے انسان حیوان میں سے حیوان پیدا ہوتا ہے انڈے میں سے بچہ نکل آتا ہے نطفہ سے کیا کیا شکل بن جاتی ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندگی کی وہ کیفیت دریافت کرتے تھے کہ جس سے حیات ہوتی ہے اور زندگی وابستہ ہے اور کیونکر زندہ کر دیتا ہے پھر فرمایا کہ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک بازی گر ہتھ پھیر کر کے روپیہ منگادیتا ہے دیکھنے والا یہ تو دیکھتا ہے کہ اس نے روپیہ منگادیا مگر جو کہتا ہے کہ مجھے بتلاؤ کیونکر منگایا وہ سائل اس خاص کیفیت کو دیکھنا چاہتا ہے اور دریافت کرنا چاہتا ہے بس اتنی ہی گفتگو ہونے پائی تھی جو وہ کالمی آگئے اور سرخ غصہ سے چہرے ہو رہے تھے وہ بیٹھ گئے اور قرآن شریف کی تفسیر سننے لگے۔ بہت دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہے جب قرآن تفسیر کے بعد اٹھایا گیا تو ان ولایتیوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو آپ کے بوسہ دیا۔ اور عرض کیا کہ لوگوں نے ہمیں دھوکا دیا۔ جو آپ کو کافر کہتے ہیں وہ خود کافر ہیں اور جو تم مسلمان نہیں تو کوئی بھی مسلمان نہیں پھر وہ باہر جا کے لوگوں سے لڑے لوگوں نے کہا کہ مرزا جادو گر ہے جو اس کے پاس جاتا ہے وہ اسی کا ہو رہتا ہے اس کے پاس کوئی مت جاؤ۔

ایک روز لاہور سے ایک کسی شخص کا خط آیا اس میں یہ لکھا تھا کہ اگر آپ مسیح کو زندہ مان لیتے تو آپ کا کیا بگڑ جاتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ اس خط کا جواب صاحبزادہ صاحب یہ لکھ دو کہ اگر تم مسیح کو وفات

یافتہ مان لیتے تو اس میں تمہارا کیا بگڑتا تھا زندہ ماننے سے تو قرآن شریف کا انکار خدا تعالیٰ کا نافرمان بننا پڑتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی نافرمانی اور آپ کی ہتک اور ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور وفات شدہ ماننے سے اللہ تعالیٰ جل شانہ راضی آنحضرت ﷺ خوش اور قرآن شریف کی تصدیق ہے اور یہ بات تو ٹھیک نہیں کہ ہم سے مسیح زندہ منوایا جائے پہلے تم آنحضرت ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کا انکار کرو پھر ہم سے مسیح کو زندہ منو، کچھ تم کفر کی طرف آؤ کچھ ہمیں لاؤ۔

میں نے یہ جواب لکھ کر بھیج دیا ایک مدت کے بعد یہ جواب آیا کہ میں آپ کے جواب آنے سے تحقیق میں لگ رہا ہوں کہ آیا مسیح درحقیقت فوت ہو گئے یا کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہے۔

ایک مخالف کا انجام بد ایک شخص اشرف علی خان ساکن شہر

لودھیانہ مجھ سے عقیدت رکھتا تھا اور ہر روز بلاتنامہ میرے سے ملنے آیا کرتا تھا اور دوسرے تیسرے روز بہ جبر و اکراہ میرے ہمراہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جایا کرتا تھا لیکن جب تک وہاں بیٹھتا کبیدہ خاطر اور منقبض الحال میری خاطر سے بیٹھا رہتا اور جب کبھی میرے سے حضرت اقدس کی نسبت بات کرتا تو مخالفت کی کرتا لیکن دلی زبان سے اور بعض دفعہ مجھ کو بھی نصیحت کرتا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے پاس نہ جایا کریں کہ اس میں آپ کی ہتک ہے اور لوگ ہمیں طعن دتے ہیں کہ جن کے پاس تم جاتے ہو وہ عقیدہ ٹھیک نہیں رکھتے میں جواب دیتا کہ حضرت مرزا صاحب حق پر ہیں سچے ہیں امام ہیں مہدی ہیں مسیح ہیں ولی الاولیاء ہیں میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

ایک روز کہا کہ آپ اور آپ کے خاندان کے لاکھوں مرید ہیں آپ امام اعظم کے اور چار قطب کے پوتے ہیں آپ نے کیوں مرزا صاحب سے بیعت کی۔

مرزا صاحب تو کسی کے مرید نہیں ہیں کسی سلسلہ میں نہیں ہیں۔ میں نے بطور سوال کے جواب دیا کہ یہ بتاؤ جو تمہارے ذہن میں امام مہدی ہیں اگر وہ آجائیں تو وہ کس سلسلہ میں اور کس کے مرید ہوں گے اور ان کے آنے پر ان سے بیعت کرنا ضروری ہو گا یا نہیں اس شخص نے کہا کہ امام مہدی کو کسی سلسلہ میں داخل ہونے یا کسی سے مرید ہونے کی کیا ضرورت ہے وہ تو خود امام ہیں ان سے تو سب کو بیعت کرنا ضروری کیا فرض ہو گا بس اس کے جواب میں میں نے کہا کہ وہ امام مہدی حضرت اقدس مرزا صاحب ہی ہیں جب یہ امام مہدی ہوئے تو ان کو کسی سے بیعت یا کسی سلسلہ میں داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے بلکہ سلسلہ والوں کو چاہئے کہ ان سے بیعت کریں اور یہ سلسلہ والے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اگر خود صاحب سلسلہ شخص موجود ہوتے تو وہ بھی دور دراز ملکوں سے ہاتھوں کے بل چل کر آتے۔ اور اس امام موعود علیہ السلام سے بیعت کرتے اور چار قطب امام اعظم اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی وغیرہ ہوتے تو ان کو بھی سوائے بیعت کے کچھ بن نہ پڑتا اس شخص نے کہا چڑ کر۔ کیا مرزا صاحب کا رتبہ ان بزرگوں سے بڑا ہے میں نے کہا سچائی سے۔ درحقیقت مرزا صاحب کا رتبہ ان سب سے بڑا ہے (اس وقت عاجز کی معلومات وسیع نہیں تھی۔ یہیں تک بات رہنے دی ورنہ آج کی معلومات کے مطابق میں بڑے زور اور نہایت مشرع صدر سے کہتا ہوں کہ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ كَثِيرٍ الْاَنْبِيَاءِ چنانچہ حدیث شریف میرے اس بیان کی تصدیق کرتی ہے جیسا کہ فرمایا عَلَمَاءُ اُمَّتِي كَمَا نَبِيَّاءُ بَنِي اِسْرَآئِيْلَ کاف تشبیہ مماثلت کبھی زیادتی کیلئے آتا ہے یعنی ترقی مراتب کیلئے اور امام مہدی کو مثیل مصطفیٰ و منظر محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام تمام امت نے مانا ہے تو اس لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب کے رتبہ کا جاننا اور ماننا ضروری ہے درحقیقت ہر ایک انسان کیلئے ترقی ہر آن ہوتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ حافظ روشن علی صاحب نئے نئے قادیان شریف میں طالب

علمی کے زمانہ میں آئے تو کسی سے میری یہی گفتگو تھی تو بیچ میں جناب حافظ صاحب نے دخل دے دیا اور کہا ہم مرزا صاحب کو ولی مانتے ہیں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں مانتے۔ میں حافظ صاحب کی اس بات کو سن کر خاموش ہو رہا اور میں نے سمجھا کہ یہ وہی مائیں گے جو کہہ رہا ہوں لیکن بتدریج۔ اب کوئی حافظ صاحب سے دریافت کرے تو شاید مجھ سے بھی دو چار ہاتھ آگے ہی ہوں گے اس بات کا جواب اس نے یہی دیا کہ مرزا صاحب تو امام مہدی نہیں ہیں۔ اور مسیح نہیں ہیں میں نے کہا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں پیدا ہوئے تھے تو یہودیوں نے انکار کیا تھا۔ اور آنحضرت ﷺ کا انکار مکہ کے قریش نے کیا یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ کسی آئندہ زمانہ میں آئے گا بلکہ یہود تو اب تک مسیح کے انتظار میں ہیں۔

اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا دیکھو جی مرزا

..... کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روارکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام (فداہ جانی و روحی و نفسی و امی و ابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دوڑ جا پڑی اور کہا او مردود و دشمن مقبول الہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق و مہدوق طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں انکا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا۔ اور یا مجھ سے ملا میں نے اس کو نکال دیا۔ آٹھ دس روز تک وہ میرے مکان جائے فروکش تک

چکر لگاتا رہا اور ڈر سے میرے سے ملاقات نہیں کی۔ یہ بات رفتہ رفتہ نواب صاحب مرحوم تک پہنچی نواب صاحب بھی چونکہ حضرت اقدس سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے اس کو ملامت کی اور رسم پیران کے مطابق حال اس کو میرے قدموں میں لا ڈالا۔ اور توبہ کرائی کہ آئندہ پھر ایسا کلمہ خبیث منہ سے نہ نکالے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت عالی میں عرض کیا تو فرمایا مارتا تو نہیں چاہئے تھا لیکن غیرت اسلامی اور حسن ارادت کا یہی تقاضا ہوتا چاہئے کہ ایسے بے ادب گستاخ لوگوں سے ترک ملاقات ہو اور اب جو معاف کر دیا اور اس نے توبہ کر لی تو خوب ہوا لیکن ایسے لوگوں کی توبہ کا کیا اعتبار ہے لیکن درحقیقت وہ خراب اندرون ظاہر میں تو کچھ نہ بولتا ہاں اندر ہی اندر وہ سلگتا اور آتش حسد سے جلتا تھا۔

ایک مدت کے بعد جو سال بھر سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ وہ آتشک کے مرض میں گرفتار ہوا اور اس کے آلہ تناسل میں لمبے لمبے کیرے کالے منہ کے جو لمبائی میں آدھ انچ کے ہوں گے پڑے اور کسی نے اس کو نہ پوچھا اور ایسی کس مہر سی کی حالت میں لعنتی موت سے مرا کہ اس کی موت کا وقت یاد آ کر دل کانپ اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے لئے سخت غیور ہے جو اس نے کہا اسی مرض میں اس کو بلکہ اس سے زیادہ مبتلا کیا اللہم اَحْفِظْنَا!

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی پر ناحق عیب لگاتا ہے وہ ضرور اس میں گرفتار ہو جاتا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نہ چاہا کہ یہ شخص ہمارے محبوب موعود مقبول ہمارے مسیح و مہدی ہادی کی نسبت ایسا گندہ لفظ بولے اور پھر سلامت رہے اور اسی گندگی میں گرفتار نہ ہو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَادَا إِلَهِي وَلِيًّا فَقَدْ أَدْنَتْهُ لِلْحَرَبِ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت ﷺ تک اور آنحضرت

ﷺ سے لے کر اب تک لاکھوں کروڑوں نظیریں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ جس نے مقبولان الہی اور محبوبان ربانی سے نفرت کی یا ایذا دی اور مخالفت پر آمادگی ظاہر کی تو خدا تعالیٰ خود اس کے مقابل آکھڑا ہوا اور اس کو دم کی دم میں نیست و نابود کر ڈالا۔

تین سو تیرہ صحابہ کا جلسہ ایک بڑے جلسہ پر جس میں تین سو تیرہ احباب علاوہ مخالفوں کے یا ان کے جو حسن

ظن رکھتے تھے دارالامان قادیان میں حاضر ہوئے تھے ایک اونچا تخت چوبی حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے بچھایا گیا اور اس پر ایک قالین کا فرش کرایا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے اور چاروں طرف احباب فرش پر بیٹھے چاند کے گرد تارے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح یعنی شمال کی طرف اور مغرب کی طرف حضرت مولانا مولوی برہان الدین ہلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تخت کے قریب گوشہ مغرب و جنوب میں یہ عاجز اور اس عاجز کے داہنی طرف حضرت مخدوم مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امرودی تشریف رکھتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے توضیح مرام کتاب کا وہ مقام نکالا کہ جس پر مولویوں نے ملائکہ کی بحث پر نادانی سے اعتراض کیا تھا اور تقریر شرح و وسط سے فرمائی حضرت فاضل امرودی پر ایک بوقت اس وقت ایسی طاری ہوئی کہ جس سے حاضرین کے دل بھی پکھل گئے اور سب پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی اس تقریر پر تاثیر سے بعض کے دلوں میں جو شک و شبہ تھے وہ نکل گئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو میرا دعویٰ مہدی و مسیح موعود ہونے کا میری طرف سے نہیں ہے جیسا کہ تمام انبیاء اللہ علیہم السلام کا دعویٰ نبوت و رسالت اپنی طرف سے نہیں تھا ان کو خدا نے فرمایا تھا اور مجھ کو بھی اپنی اسی سنت کے موافق علیٰ منہاج النبوت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے حسب الارشاد خداوندی دعویٰ کیا ہے میری اس میں کوئی خواہش یا بناوٹ نہیں ہے

مخالف لوگ اگر غور کریں اور اپنے بستروں پر لیٹ کر اور تعلیموں میں بیٹھ کر سوچیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جیسا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمودہ سے تھا بعینہ اسی طرح میرا دعویٰ عین وقت پر اللہ جل شانہ کے فرمودہ سے ہے اور لوگوں کے سامنے اتنی نظیریں حقد میں کی موجود ہیں کہ اگر سب ایک جگہ لکھی جائیں تو لکھ نہیں سکتے ہم تھک جائیں مگر وہ ختم نہ ہوں پس ان کو ان نظائر پر غور کرنے سے صاف صاف کھل جاوے اور ظاہر و باہر ہو جاوے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے دعویٰ میں کاذب نہیں مفسری نہیں ہوں۔ بلکہ صادق ہوں راست باز ہوں۔

ایک نتیجہ خیز حکایت فرمایا ایک جنگل میں ایک بھیڑیا ایک گیدڑ اور ایک شیر رہا کرتے تھے شیر جب شکار کرتا تو گیدڑ اور بھیڑیا بھی کھالیا کرتے بھیڑیے کے دل میں ایک دن شرارت آئی اور شیر سے کہا کہ شکار کے تین حصے یکجہ ایک حصہ تو آپ کا اور ایک گیدڑ کا۔ اور ایک میرا شیر کو اس تقسیم مساوی سے سخت غصہ آیا اور کہا مردود ناہنجار تو تقسیم کرنے والا کون ہے میں سردار ہوں بادشاہ ہوں میرا اختیار ہے جس کو جتنا چاہوں دوں یہ کہہ کر ایک تھڑ شیر نے بھیڑیے کے مارا وہ چکر کھا کر گرا اور مر گیا پھر شیر نے گیدڑ سے پوچھا کہ ہم تم اس وقت دونوں ہیں کیا کرنا چاہئے آیا تقسیم کر کے یا موافق دستور سابق۔ گیدڑ نے عرض کیا کہ حضور غریب نواز آپ سردار ہیں اور ہمارے آقا ہیں مالک ہیں۔ بادشاہ ہیں حضور کے سامنے بولنا گستاخی دے ادبی ہے۔ لیکن حضور کے ارشاد کے نیچے یہ عرض ہے کہ ہم خادم ہیں رعیت ہیں اور غلام ہیں تقسیم کی کیا ضرورت ہے پہلے جتنا حضور کی خواہش ہو نوش فرمائیں اور کچھ رکھ دیں پھر دوسرے وقت پر حضور تناول فرما دیں اور جس وقت حضور کو رغبت نہ ہو اور بیچ رہے تو خاموشوں کو عنایت ہو جائے کہ شاہوں کا پس خوردہ مبارک اور عزت کا باعث ہے یہ بھی حضور کی مرضی مبارک پر منحصر ہے ہم

سب طرح راضی اور خوش ہیں۔

شیر نے کہا واہ رے دانشمند گیدڑ یہ حکمت اور سراسر ادب کی بات تھے کس نے سکھائی یہ تو تو نے بہت ہی اچھی بات سنائی گیدڑ نے دست بستہ عرض کی کہ یہ حکمت بھیڑنے نے سکھائی ہے اس کی جان یہودہ اور خلاف مرضی حضور بات کرنے سے گئی اور مجھ کو سمجھ پیدا ہو گئی۔

یہ حکایت حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمائی اور پھر فرمایا کہ دیکھو بھیڑیوں کی طرح کتنی قومیں کتنے قبیلے کتنے شہر کتنے گاؤں شیروں یعنی انبیاء کے مقابلہ میں گستاخ اور بے ادب بن کر ان کی دشمنی میں ہلاک ہوئے تباہ ہوئے۔ برباد ہوئے دنیا بھی گئی اور دین بھی گیا سب کچھ کھو بیٹھے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ اِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَاتٍ اَفْلَا يَسْمَعُونَ ○

اب ہمارے زمانہ کے لوگوں کو جو سب کے بعد ہوئے کچھ تو آنکھیں کھولنی چاہئیں تھیں کچھ تو سمجھ پیدا کرنی چاہئے تھی ان کے واسطے یہ وقت بہت اچھا تھا کہ گیدڑ کی طرح نصیحت پکڑتے عبرت حاصل کرتے مگر یہ اور بھی عداوت میں مخالفت میں شرارت میں ایذا دہی میں سب دشمن کرنے میں قتل و غارت کے منصوبے کرنے میں کئی پہلوؤں سے اگلے لوگوں سے بھی زیادہ قدم بڑھایا۔ خدا تعالیٰ ہماری نیت اور صفائی قلب دیکھ رہا ہے اور ان لوگوں کی بد ظنی اور بد نیتی اور شرارت بھی اس کی نظر میں ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب الحکم و عطا فرمایا اس میں اکثر حضرت اقدس کی تائید میں اور باقی آریوں اور نصاریٰ کے رد اور ان اعتراضوں کے جواب میں جو انہوں نے نادانی سے اسلام اور قرآن اور آنحضرت ﷺ پر کئے ہیں تقریر فرمائی۔

جناب مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بیمار تھے اور ان کے کئی شاگرد ان

کے ساتھ تھے لیٹ کر سب کچھ سنتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میں بوڑھا ہو گیا اور ضعیف ہو گیا اور ایک زمانہ دیکھا ارے مرزا سچا ہے۔ اس کی سچائی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے میرے گور میں پیر لنگ رہے ہیں میں کیا اب جھوٹی گواہی دے سکتا ہوں۔

و تر کیا ہے ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا وتر کی کتنی رکعت ہیں اور کس طرح پڑھنا چاہئے فرمایا وتر تو ایک ہی رکعت ہے و تر ایک کو کہتے ہیں لیکن ایک رکعت جائز نہیں ہے اس لئے دو رکعت نفل اور اس کے ساتھ لگادی گئی ہیں اور دو طریق سے پڑھنے چاہئیں ایک طریق کہ جس طرح خفی پڑھتے ہیں اور دوسرا طریق یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دے اور ایک رکعت چپکے سے اٹھ کر پڑھ لے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ قنوت پڑھنی چاہئے فرمایا ہاں ضرور پڑھنی چاہئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بعض مولوی اس دعائے قنوت کو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں فرمایا وہ بڑی غلطی کرتے ہیں یہ دعا قنوت اللہمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُؤْمِنُ بِكُلِّ عَلَیْكَ وَنُحْسِنُ عَلَیْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتَرَكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ اِلَيْكَ نَسْمُو وَنَحْفِدُ وَنُذْجُو رَحْمَتِكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ بَرِي عَجِيب اور توحید کی بھری ہوئی دعا ہے ایسے الفاظ توحید کے سوائے اس سید المرسلین سید الموحدين ﷺ کے دوسرے سے ادا نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ خاص الہی تعلیم ہے ان پاک الفاظ کے بھی قرآن اور اس منہ کے بھی قرآن جس منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

نماز قصر کا فتویٰ پھر میں نے عرض کیا کہ نماز قصر کتنی دور کے لئے کرنی چاہئے فرمایا ایک تو سفر ہوتا ہے اور ایک سیر ہوتی ہے سفر

کی نیت سے اگر تین کو س جانا ہو جیسے لودھیانہ سے پھلور تو نماز قصر کرنی چاہئے یہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور بعض ضعیف پیر فرتوت اور حاملہ عورتیں ہیں ان کے لئے تو کو س بھر ہی سفر ہو جاتا ہے ہاں میر کے لئے تو چاہے آٹھ کو س چلا جائے تو نماز قصر نہیں ہے۔

یہی باتیں ہوا کرتی تھیں ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ بہت تنگ کرتے ہیں فرمایا کہ ایک روز زمانہ آتا ہے یہ خود ہی تنگ آجائیں گے ابھی صبر اختیار کرو۔ صبر بڑی نعمت ہے صابر کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

مخالف علماء وقت کا مقابلہ سے گریز اسی بحثا بحثی اور رات دن مناظرات میں تھے جو مولوی

ابو سعید محمد حسین بنالوی شملہ سے لودھیانہ میں آگئے اور آتے ہی انہوں نے **هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ** بحث کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام سے ٹھہرائی اور شہر لودھیانہ میں دھوم مچادی کہ میرا شکار بھاگا ہوا اب لودھیانہ میں ہاتھ آیا ہے اب مرزا کو چاہئے کہ مجھ سے مباحثہ کرے۔ ادھر حضرت اقدس علیہ السلام بھی مباحثہ کے لئے تیار ہو گئے اور آپ چاہتے تھے کہ کوئی مباحثہ کرے لودھیانہ کے تین مولوی ذی ثلث شعب جو لودھیانہ کے لوگوں میں یسوع صاحب کی تثلیث کی طرح مانے جاتے تھے ایک مولوی عبداللہ اور دوم مولوی عبدالعزیز اور سوم مولوی محمد مقابل پر حضرت اقدس کے نہیں آئے حالانکہ ایک دو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے ان ذی ثلث شعب مسطور اور دوسرے مولویوں کے نام چھپوا کر شائع کر چکے تھے اور مولوی شاہ دین جو مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرید اور نیز قوت بازو تھا وہ بھی مباحثہ کے لئے نہ کھڑا ہوا حالانکہ اس نے بھی بہت شور و غل مچایا تھا کہ میں بحث کروں گا جب بحث کا اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام نے دیا تو یہ دیک گئے اور بحث کا نام تک نہ لیا۔ اور جو لوگوں نے کہا اور میں نے بھی کہلا کر بھیجا تو یہ جواب دیا کہ مرزا صاحب بے علم ہیں میری شان سے در ہے

کہ ایک بے علم آدمی سے مباحثہ کروں مجھے خوب یاد ہے کہ مولوی شاہ دین نے اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا کہ میں مرزا صاحب سے مباحثہ کروں تو کس طرح کروں اور کس مسئلہ میں کروں۔ تو جواب آیا کہ تمہارا کام نہیں ہے مرزا صاحب سے بحث کرنا اول تو ٹال دینا اور جو بات نہ ملے اور مباحثہ ہو ہی جائے تو وفات و حیات مسیح علیہ السلام میں ہرگز بحث نہ کرنا کہ اس میں تمہارا کیا کسی ہاتھ نہیں پڑے گا ہاں نزول میں بحث کر لینا اس مسئلہ میں ہماری کچھ جیت ہو سکتی ہے اسی طرح مولوی مشتاق احمد صاحب سے گذری ملا کی دوڑ سمیت انہوں نے بھی مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا اور خود بھی گنگوہہ گئے ان کو بھی وہاں سے وہی جواب ملا جو مولوی شاہ دین کو ملا تھا غرضیکہ لودھیانہ دیوبند سارنپور گنگوہہ میں بہت سی اسبابہ میں کمیٹیاں ہوئی کہ کیا کرنا چاہئے؟ سب نے بحث سے کانوں پر ہاتھ رکھے اور بظاہر مخالفت اور مباحثہ پر جھوٹ موٹ لوگوں کے دکھاوے کے واسطے آمادہ رہے۔

مولوی مشتاق احمد صاحب انیسویں
مولوی مشتاق احمد انیسویں۔ جو لودھیانہ میں ملازم تھے اگرچہ

حدیث دانی اور علم کا بہت گھمنڈ رکھتے تھے مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ اور مولویوں سے بھی گرے ہوئے ہیں اور ایسے اوندھی کھوپڑی کے انسان ہیں کہ ان کو روز مرہ کے مسائل سے بھی واقفیت نہیں ہے میں ان کو بیشہ گستاخ احمد ہی اسی لحاظ سے کہنا کرتا ہوں چونکہ انیسویں اور گنگوہہ اور سارنپور قریب قریب ہیں اور ہماری اور ان مولویوں کی قرابت داری اور برادرانہ برتاؤ ہے میں ان کے تمام حالات اندرونی اور بیرونی سے خوب واقف ہوں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور میں تو علاوہ اور رشتہ داری کے ہمزلف بھی ہیں مولوی مشتاق احمد صاحب کی اگر شادتیں لکھوں تو ایک دفتر چاہئے مگر ان کی قابلیت اور علمیت کی ایک بات من جملہ اور باتوں کے لکھتا ہوں جس سے ناظرین خود مولوی

صاحب کی علمیت کی خوب جانچ پڑتال کر لیں گے اور معلوم کر لیں گے کہ کہاں تک مولوی صاحب کی مبلغ علم کا کمال ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک رسالہ کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں رہا انشاء اللہ تعالیٰ آگے اس رسالہ کی عبارت اور نام لکھوں گا آپ بڑے وثوق سے لکھتے ہیں کہ جب کلیر میں نماز جمعہ ادا ہو چکی اور امام ممبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو صابر صاحب نے ان نمازیوں کے لئے بد دعا کی اور کہا اے مسجد گر جاوہ مسجد گر گئی اور سب عالم و فاضل جو پانسو تھے اور سب نمازی امیر و غریب دب کر مر گئے اب سوچنے کا مقام ہے کہ علاوہ مسائل شرعیہ کے تاریخ دانی میں بھی ماشاء اللہ آپ کی وسعت معلومات بہت بڑھی ہوئی ہے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی جانتا ہے کہ خطبہ جمعہ نماز جمعہ سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ میں بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ جمعہ پڑھا جائے اور پھر حضرت علاء الدین علی احمد صابر کا بد دعا کرنا صرف اتنی بات کے لئے کہ مجھے اول صف میں کیوں نہ بٹھایا تمام علماء کا اور عام دخاص اور امیر و غریب کا خون کرنا اور مسجد کو گرانا اول تو کلیئر کی تاریخ کی کسی کتاب میں ذکر نہیں اور نہ کسی بزرگ کا اتنا لمبا چوڑا نام پایا جاتا ہے مولوی مشتاق احمد صاحب تو اس قابل ہیں کہ سکھ صاحبان کی صحبت میں رہیں تو وہاں ان کے علم کی خوب قدر ہو کیونکہ سکھ بھی فن تاریخ میں خوب ماہر ہیں یہ ایسی بات ہے کہ سکھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب بابا نانک صاحب مکہ گئے تو مکہ ان کے پیروں کی طرف پھر گیا اور مکہ میں امام اعظم اور ابراہیم خلیل اللہ کی بحث ہوئی ان کو یہ خبر نہیں کہ بابا نانک صاحب کب ہوئے حالانکہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو چار سو سال کے قریب زمانہ ہوا اور حضرت امام اعظم کو بارہ سو برس اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو چار ہزار برس کا زمانہ ہونے کو آیا۔

مجھے ایک عجیب بات اسی مضمون کے متعلق یاد آگئی اور میں ایک صاحب سید مشہور ہیں اور نام بھی ان کا سید امیر حسن ہے میں نے برسمیل تذکرہ ان سے

دریافت کیا کہ تم کون سے سید ہو اور بارہ اماموں میں سے کس امام کی اولاد ہو وہ صاحب فرمانے لگے کہ ہم مدنی سید ہیں اور امام اعظم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت امام اعظم تو ایرانی کیانی فارسی النسل ہیں ان کا نکاس تو مدینہ سے نہیں ہے اور خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی سید نہیں ہیں تم کیسے سید ہو گئے یہ بات سن کر وہ صاحب ناراض ہو کر چلے گئے اور پھر مجھ سے نہیں ملے پس مولوی مشتاق احمد بھی انہیں اور ایسے ہی سادہ لوح آدمیوں میں سے ہیں یہ ان کی مولویت اور علیت ہے اور باوجود اس کے ان کے فرقہ کے تمام مولوی اسی قسم کے ہیں کہ کسی مولوی نے آج تک یہ نہ کہا کہ بندہ خدا یہ تم نے کیا لکھ دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ امام نے پڑھا۔

ایک مولوی عبدالکریم صاحب ساکن رام پور ضلع سہارنپور سے جو رشتہ میں میرے دور کے خسرپورہ ہوتے ہیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے رشتہ دار اور شاگرد اور مرید اور خلیفہ بھی ہیں یہ ذکر آیا کہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے یہ کیا لکھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا گیا تو فرمانے لگے کہ غلط لکھا ہے میں نے کہا کہ اس غلطی کا ازالہ کرنا تھا فرمایا ہمارے فرقہ کے مولویوں کی بدنامی ہوتی ہے کون ان باتوں کو دیکھتا ہے جو لکھا گیا سو لکھا گیا۔

میں نے کہا کہ بس ایسے ہی مولویوں نے مہدی اور مسیح کے بارہ میں لکھ کر لوگوں کو خراب کیا ایسی ہی ایسی غلط فہمیوں نے دنیا کو برباد کیا یقیناً پہلے بھی ایسے ہی بے وقوف مولویوں نے غلط فہمی کی اور مسیح کی بابت کچھ کا کچھ سمجھ لیا اور پچھلوں کو پریشان اور تباہ کیا۔

غرض کہ تمام ان مذکورہ بالا مولویوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کہا کہ تم محدث ہو عالم ہو فاضل ہو اور ہمارے پیر و مرشد ہو مفتی ہو مرزا صاحب سے مباحثہ کر لو۔ لیکن محدث گنگوہی مباحثہ سے پہلو تہی کرتے رہے اور اپنی جان بچاتے رہے اور اپنے علم کی پردہ داری سے ڈرتے رہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا مباحثہ سے انکار میں نے ایک بار حضرت

اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ مولوی رہ گئے اور سب کی نظر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف لگ رہی ہے اگر حکم ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو لکھوں کہ وہ مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں فرمایا اگر تمہارے لکھنے سے مولوی صاحب مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں تو ضرور لکھ دو اور یہ لکھ دو کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل لودھیانہ میں ہیں انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے وہ اب نہیں آئیں گے اور جس عیسیٰ کے اس امت میں آنے کی خبر تھی وہ میں ہوں۔ اور مولوی تو مباحثہ نہیں کرتے ہیں چونکہ آپ بہت سے مولویوں اور گروہ اہل سنت والجماعت کے پیشوا اور مقتدا مانے گئے ہیں اور کثیر جماعت کی آپ پر نظر ہے آپ مرزا صاحب سے اس بارہ میں مباحثہ کر لیں چونکہ آپ کو محدث اور صوفی ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور ماسوا اس کے آپ مدعی الہام بھی ہیں (مدعی الہام اس واسطے کر کے کہ مولوی شاہدین اور مولوی مشتاق احمد اور مولوی عبدالقادر صاحب نے گنگوہ مولوی رشید احمد صاحب متوفی کے پاس جا کر حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات جو براہین احمدیہ میں درج ہیں سنائے تھے مولوی رشید احمد صاحب نے چند الہام سن کر جواب دیا کہ الہام کا ہونا کیا بڑی بات ہے ایسے ایسے الہام تو ہمارے مریدوں کو بھی ہوتے ہیں اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ کے مریدوں کو اگر ایسے الہام ہوتے ہیں تو وہ الہام ہمارے سامنے پیش کرنے چاہئیں تاکہ ان الہاموں کا یا کہ آپ کے الہاموں کا کیونکہ مریدوں کو جب الہام ہوں تو مرشد کو تو ان سے اعلیٰ الہام ہوتے ہوں گے موازنہ اور مقابلہ کریں اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ کی وعید سے ڈریں مولوی صاحب نے کہنے کو سہد یا مگر کوئی الہام اپنا یا کسی اپنے مرید کا پیش نہیں کیا

کہ یہ الہام ہمارے ہیں اور یہ ہمارے مریدوں کے ہیں (غرض کہ اب آپ کا حق ہے کہ اس بحث میں پڑیں اور مباحثہ کریں اور کسی طرح سے پہلو تہی نہ کریں کس لئے کہ ادھر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا زور شور سے بیان کرنا وفات کا دلیلوں یعنی لصوص صریحہ قرآنیدہ اور حدیثیہ سے ثابت کرنا اور علما اور آئمہ سلف کی شہادت پیش کرنا اور پھر مدعی مسیحیت کا کھڑا ہونا اور لوگوں کا رجوع کرنا اور آپ جیسے اور آپ سے بڑھ کر علماء کے مرید ہونے سے دنیا میں ہل چل مچ رہی ہے اور بحث اصل مسئلہ میں ہونی چاہئے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات میں بس میں نے یہ خط لکھا اور حضرت اقدس علیہ السلام کو ملاحظہ کرا کے روانہ کر دیا۔ اور آپ نے اس پر دستخط کر دیئے اور راقم سراج الحق نعمانی و جمالی سرسادی لکھا گیا مجھے یہ خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھنا اس واسطے ضروری ہوا تھا کہ میں اور مولوی صاحب ہم زلف ہیں اور باوجود اس رشتہ ہم زلف ہونے کے تعارف اور ملاقات بھی تھی اور قصبہ سرسادہ اور قصبہ گنگوہ ضلع سارنپور میں ہیں اور ان دونوں قصبوں میں پندرہ کوس کا فاصلہ ہے اور ویسے برادرانہ تعلق بھی ہیں اور میری خوشدامن اور سرال کے لوگ ان سے بعض مرید بھی ہیں بس یہ میرا خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ جانا تھا اور مولوی صاحب اور ان کے معتقدین اور شاگردوں میں ایک شور برپا ہونا تھا اور لوگوں کو ٹال دینا تو آسان تھا لیکن اس خاکسار کو کیسے ٹالتے اور کیا بات بتاتے بجز اس کے کہ مباحثہ قبول کرتے۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ مخدوم مکرم پیر

☆ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب تم جانتے ہو کہ علما کا رجوع کرنا اور ہمارے ساتھ ہونا غلط نہیں ہے ایک تو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب ہیں جو ان سے کم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ہیں اور ایسا ہی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں جنہوں نے رسالہ اعلام الناس چھپوا کر ہمارے دعوے کی تصدیق میں بھیجا ہے حالانکہ ان کی اور ہماری ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے اور یہ کیسا عجیب رسالہ ہے کہ اس میں ہمارا مافی الضمیر لکھ دیا اور اس میں ہمارا اور مولوی صاحب کا توازد ہو گیا ہے اور دو ایک اور مولویوں کے نام بھی لئے تھے جو مجھے اس وقت یاد نہیں ہیں

سراج الحق صاحب پہلے میں اس بات کا افسوس کرتا ہوں کہ تم مرزا کے پاس کہاں پھنس گئے تمہارے خاندان گھرانے میں کس چیز کی کمی تھی اور میں بحث کو مرزا سے منظور کرتا ہوں لیکن تقریری اور صرف زبانی تحریری مجھ کو ہرگز منظور نہیں ہے اور عام جلسہ میں بحث ہوگی اور وفات و حیات مسیح میں کہ یہ فرع ہے بحث نہیں ہوگی بلکہ بحث نزول مسیح میں ہوگی جو اصل ہے کتبہ رشید احمد گنگوہی۔

یہ خط مولوی صاحب کا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا فرمایا خیر شکر ہے کہ اتنا تو تمہارے لکھنے سے اقرار کیا کہ مباحثہ کے لئے تیار ہوں گو تقریری سہی ورنہ اتنا بھی نہیں کرتے تھے اب اس کے جواب میں یہ لکھ دو کہ مباحثہ میں خلط بحث کرنا درست نہیں بحث تحریری ہونی چاہئے تاکہ جانبین کو بھی سوائے حاضرین کے پورا پورا حال معلوم ہو جائے اور تحریر میں خلط بحث نہیں ہوتا اور زبانی تقریر میں ہو جاتا ہے تقریر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نہ اس کا اثر کسی پر پڑتا ہے اور نہ پورے طور سے یاد رہ سکتی ہے اور تقریر میں ایسا ہونا ممکن ہے کہ ایک بات کہہ کر اور زبان سے نکال کر پھر جانے اور مکر جانے کا موقع مل سکتا ہے اور بعد بحث کے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور ہر ایک کے معقود کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں کہ جس سے حق و باطل میں التباس ہو جاتا ہے اور تحریر میں یہ فائدہ ہے کہ اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے یا غلط بات مشہور کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے اور آپ جو فرماتے ہیں کہ مباحثہ اصل میں جو نزول مسیح ہے ہونا چاہئے سو اس میں یہ التماس ہے کہ نزول مسیح اصل کیونکر ہے اور وفات و حیات مسیح فرع کس طرح سے ہوئی اصل مسئلہ تو وفات و حیات مسیح ہے اگر حیات مسیح کی ثابت ہو گئی تو نزول بھی ثابت ہو گیا اور جو وفات ہو گئی تو نزول خود بخود باطل ہو گیا جب ایک عہدہ خالی ہو تو دوسرا اس عہدہ پر مامور ہو ہمارے دعویٰ کی بنا ہی وفات مسیح پر ہے اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے تو ہمارے دعوے میں کلام کرنا فضول ہے

مربانی فرما کر آپ سوچیں اور مباحثہ کے لئے تیار ہو جائیں کہ بہت لوگوں اور نیز مولویوں کی آپ کی طرف نظر لگ رہی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پر دستخط کردئے اور میں نے اپنے نام سے یہ خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ بھیج دیا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ افسوس ہے مرزا صاحب اصل کو فرع اور فرع کو اصل قرار دیتے ہیں اور مباحثہ بجائے تقریری کے تحریری مباحثہ میں نہیں کرتا اور ہمیں کیا غرض ہے کہ ہم اس مباحثہ میں پڑیں۔ یہ خط بھی میں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام کو سنایا آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں افسوس کرنا چاہئے نہ مولوی صاحب کو کیونکہ ہم نے تو ان کے گھر یعنی عقائد میں ہاتھ مارا ہے اور ان کی جائیداد بالی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن پر ان کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ان کے آسمان سے اترنے کی آرزو رکھتے تھے مار ڈالا ہے جس کو وہ آسمان میں بٹھائے ہوئے تھے اس کو ہم نے زمین میں دفن کر دیا ہے اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے اور بقول ان مولویوں کے اسلام میں رخنہ ڈال دیا ہے اور لوگوں کو گھیر گھار کر اپنی طرف کر لیا ہے جس کا نقصان ہوتا ہے وہی روتا ہے اور چلاتا ہے یہ مولوی حامیان دین اور محافظ اسلام کھلا کرتا نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی ان کی جائیداد بالے اور مکان اور اسباب پر قبضہ کر لے تو یہ لوگ عدالت میں جا کھڑے ہوں اور لڑنے مرنے سے بھی نہ ہٹیں اور نہ ٹلیں جب تک کہ عدالت فیصلہ نہ کرے اور اب یہ بہانے بناتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے گویا یوں سمجھو کہ ان کو دین اسلام اور ایمان سے کچھ غرض نہیں رہی اور اب یہ حیلہ و بہانہ کرتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے اگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کے ہاتھ پلے کچھ نہیں ہے اور درحقیقت کچھ نہیں ہے ان کے باطل اعتقاد کا خرمن جل کر راکھ ہو گیا اگر اس بحث میں پڑیں تو ان کی مولویت کو بٹ لگتا ہے ان کی پیری پر آفت آتی ہے ان کو

اور ان کے علم و فضل کو سیاہ دجہ لگتا ہے ان کو لکھو کہ مولوی صاحب آپ تو علم لدنی اور باطنی کے بھی مدعی ہیں اگر ظاہری علم آپ کا آپ کو مدد نہ دے باطنی اور لدنی علم سے ہی کام لیں یہ کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔

پس میں نے یہ تقریر حضرت اقدس علیہ السلام کی اور کچھ اور تیز الفاظ نمک مرچ لگا کر قلم بند کر کے مولوی صاحب کے پاس بھیج دی۔

اس کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ لکھا میں تقریری بحث کرنے کو طیار ہوں اور اگر مرزا صاحب تحریری بحث کرنا چاہیں تو ان کا اختیار ہے میں تحریری بحث نہیں کرتا لاہور سے بھی بہت لوگوں کی طرف سے ایک خط مباحثہ کے لئے آیا ہے مرزا چاہے تقریری بحث کر لے۔

جب کسی طرح مولوی صاحب کو مفر کی جگہ نہ رہی اور سراج الحق سے مخلصی نہ ہوئی اور لاہور کی ایک بڑی جماعت کا خط پہنچا اور ادھر حضرت اقدس کی خدمت میں بھی اس لاہور کی جماعت کی طرف سے مولوی رشید احمد کے مباحثہ کے لئے درخواست آگئی اور اس جماعت نے یہ بھی لکھا کہ مکان مباحثہ کے لئے اور خورد و نوش کا سامان ہمارے ذمہ ہے اور میں نے بھی مولوی صاحب کو یہ لکھا کہ اگر آپ مباحثہ نہ کریں گے اور ٹال مٹال بتائیں گے اور کچے پکے عذروں سے جان چھڑاویں گے تو تمام اخبارات میں آپ کے اور ہمارے خط چھپ کر شائع ہو جائیں گے پڑھنے والے آپ نتیجہ نکال کر کے مطلب و مقصد اصلی حاصل کر لیں گے ادھر یہ خط و کتابت اور ادھر مولوی محمد حسین بٹالوی کی آمد اور شہر لو دھیانہ میں شور و شر اور نور افشاں کے ایڈیٹر اور اس کے حامیوں کی جان آفت میں اللہ اللہ یہ نظارہ بھی قابل دید اور قیامت کا نمونہ تھا آنحضرت ﷺ کی مکی اور طائفی زندگی نظر آ جاتی تھی اور وہی نقشہ ہر وقت پیش نظر تھا۔ اگر گورنمنٹ برطانیہ مدظلہ و دام اقبالہ کا سایہ اقبال نہ ہو تا تو ہم لوگوں کو جو چند ایک تھے حبشہ کے مہاجرین کی طرح خدا جانے کہاں ہجرت کرنی پڑتی اور یا

اصحاب کف کے چند گنتی کے جوانوں کی طرح کس کس کوہ قاف میں پناہ لیتی پڑتی یا بعض صحابہ کی طرح بڑی سختیوں سے جان دینی ہوتی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے پیغام مباحثہ کے لئے آرہے ہیں اور اندرونی طور سے گورنمنٹ کو بدظن کیا جا رہا ہے اور اپنے دوستوں کے کانوں میں کہا جاتا ہے کہ مرزا سے زبانی نہیں کچھ ہاتھ سے بھی کام لینا چاہئے۔

اسی بحثا بجشی اور شورا شوری اور
دوسجادہ نشینوں کو دعوت افزاتفری میں میں نے ایک خط میاں

صاحب میاں اللہ بخش صاحب تونسوی سکھڑی اور شاہ نظام الدین صاحب بریلوی نیازی کی خدمت میں لکھا اس کا یہ مضمون تھا۔

یاران طریقت و برادران معرفت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی و خواجہ شاہ نظام الدین حسین صاحب بریلوی چشتی دام عنایتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ ویرکاتہ التماس ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آج کل اودھیانہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پیشتر ہوئے ہیں ان کی وفات ہو چکی جیسے اور انبیاء علیہم السلام کی وفات ہو چکی نہ وہ زندہ ہیں اور نہ وہ آسمان پر اس جسم خاکی و غضری سے موجود ہیں۔ اور نہ وہ پھر دوبارہ بعد آنحضرت ﷺ کے قیامت کے قریب آئیں گے اور جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر تھی وہ اسی امت میں سے ایک امتی کی تھی کہ وہ امتی عیسوی رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کی خوب اور اس کی صفات سے متصف ہو کر اس زمانہ میں کہ جس زمانہ میں نصاریٰ کا غلبہ اور تثلیث پرستی کا زور شور ہو گا وہ کسر صلیب اور بطلان تثلیث کے لئے آئے گا سو وہ عیسیٰ موعود یا مسیح موعود میں ہوں اور عین وقت پر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق تثلیث کے توڑنے اور الوہیت اور تثلیث کے مٹانے کے لئے مجھے بھیجا ہے اور روح القدس سے مجھے

مدد دی ہے علم میں روحانیت میں خوارق میں کرامت میں تحریر میں تقریر میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو ان امور میں میرے مقابل کھڑا ہو گا وہ ہزیمت اٹھائے گا اور خدا اس کی مدد نہیں کرے گا اور میری مدد کرے گا مولوی تو اس کے مقابلہ سے عاجز آگئے ان کے پاس سوائے کفر کے اور کچھ نہیں اور لوگ دور نزدیک سے آتے ہیں * اور آپ کو وہی مسیح موعود مان کر بیعت کرتے ہیں اب میں اور نہ ایک میں بلکہ اور بہت لوگ میرے ساتھ ہیں کہ جناب خواہ علمی طور سے خواہ روحانی یعنی باطنی طور سے مرزا صاحب کا مقابلہ کریں اگر مرزا صاحب جھوٹ پر ہیں تو ہم کو معلوم ہو جائے جو وہ سچ پر ہیں اور میرے نزدیک سچ پر ہیں کیونکہ کشفی رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر آپ کی صداقت منکشف کر دی ہے۔

(یہ کشف عنقریب لکھا جائے گا مولوی محمد حسین بٹالوی کے مباحثہ کے ذکر میں) تو ان کا صدق کھل جاوے۔ والسلام

یہ خط میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھایا آپ نے پسند فرمایا اور اپنے دستخط کر کے یہ لکھا کہ میں روحانی اور باطنی علمی طور سے مقابلہ کے واسطے تیار ہوں اور جو کچھ صاحبزادہ سراج الحق شاہ صاحب نے لکھا وہ درست ہے اور میں مسیح موعود ہوں اور میں امام مہدی ہوں مسیح بے شک فوت ہو چکے وہ اب نہیں آئیں گے جو میرے ہاتھ پر مجھے مانکر خواہ مولوی ہو خواہ کوئی سجادہ نشین گدی نشین ہو یا امیر یا غریب عام ہو یا خاص بیعت کرے گا وہ سلامت رہے گا ورنہ کاٹا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے حصہ لے گا چونکہ آپ گدی نشین سجادہ نشین صوفی اور پیر ہیں اس معاملہ میں خواہ تحریری خواہ

* واقعی بات یہ ہے کہ ادھر کے فتوے شائع ہو رہے ہیں اور ادھر گالیاں اور سب و شتم ہو رہا ہے اور چاروں طرف اخباروں اور رسالوں میں مخالفت ہو رہی ہے خدا کی قدرت کے قریان کہ یہاں سلسلہ بیعت جاری ہو رہا ہے لوگ آتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں انہیں ایام شورش میں میاں کریم بخش صاحب مرحوم حضرت گلاب شاہ صاحب کی شہادت لے کر آگئے جس کا مفصل بیان ازالہ ادہام میں درج ہے مولوی محمد حسن متونی رئیس لودھیانہ نے میاں کریم بخش کو بہت روکا اور سمجھایا کہ یہ شہادت گلاب شاہ کی نہ بیان کرے لیکن وہ باغداد اور خدا ترس متقی مزدکامہ

باطنی قوت قلبی یا دعا سے مقابلہ کریں تاکہ حق ظاہر ہو اور باطل مٹ جاوے
خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی از لودھیانہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ صاحب رجسٹری کر اگر یہ خط بھیج دو میں نے یہ
خط رجسٹری کر اگر تونہ اور بریلی بھیج دیئے۔

تونہ یعنی سنگھڑے سے تو کچھ جواب نہ آیا ایک دفعہ پہلے بھی ایسا ہوا تھا کہ
جب براہین احمدیہ کی چاروں جلدیں چھپیں تھیں تو بعض آدمیوں کے کہنے سے
حضرت اقدس علیہ السلام نے کتاب براہین احمدیہ تونہ میں اللہ بخش صاحب کے
نام روانہ کی تھی انہوں نے کتاب پھاڑ کے واپس ڈاک میں بھیج دی تھی اور اس
کتاب کے کسی گوشہ پر یہ لکھا تھا کہ ہمیں کسی مجدد اور کسی کتاب کی ضرورت
نہیں ہے ہمیں ہمارے بزرگوں کی ملفوظات کافی ہیں اس متکبرانہ حالت کو دیکھ کر
حضرت اقدس علیہ السلام نے افسوس ظاہر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ جب ان کو کسی
مجدد اور مامور الہی کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے لوگوں کی ضرورت
اور پروا نہیں ہے آنحضرت ﷺ کے بھی مبارک وقت میں اس قسم کے
راہب اور درویش تھے جنہوں نے اپنی متکبرانہ حالت سے اس وجود باجوہ سے
انکار کر کے وبال و نکال اور غضب الہی سر پر لیا اور اس کے بعد ان کا نام نشان
مٹ گیا لیکن بریلی سے بواپسی ڈاک یہ جواب آیا۔

حقائق و معارف آگاہ مکرم حضرت صاحبزادہ شاہ محمد سراج الحق صاحب نعمانی
و جمالی دام عنایتیہ بعد حیات صوفیانہ و سلام مسنون عرض یہ ہے کہ فقیر میں تو اتنی
قوت نہیں ہے کہ جو مقابلہ کر سکے یا اس باطنی دروہانی طور سے مقابلہ پر کھڑا
ہو سکے یہ کام مولویوں اور علماء کا ہے آپ بھی تو صوفی اور درویش اور چار قطب
ہائے نسوی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے پوتے ہیں ہمیں آپ پر حسن
ظن ہے اور جیسا کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہ ہو رہے گا مجھے آپ معاف
فرمائیں راقم فقیر نظام الدین حسین نیازی چشتی از مقام بریلی یہ خط میں نے

حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا آپ نے پڑھا اور فرمایا دیکھو ایک تو نسوی متکبر اور یہ کیسے منکسر المزاج خدا کی قدرت ہے خیر جانے دو لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو ضرور لکھو اور حجت پوری کرو اور یہ لکھو کہ اچھا ہم بطریق تنزل تقریری مباحثہ ہی منظور کرتے ہیں مگر اس شرط سے کہ آپ تقریر کرتے جائیں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر کو لکھتا جاوے اور جب ہم تقریر کریں تو ہماری جوابی تقریر کو بھی دوسرا شخص لکھتا جاوے اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہووے تو دوسرا فریق بالمقابل یا اور کوئی دوران تقریر میں نہ بولے پھر وہ دونوں تقریریں چھپ کر شائع ہو جائیں لیکن بحث مقام لاہور ہونی چاہئے کیوں کہ لاہور دارالعلوم ہے اور ہر علم کا آدمی وہاں پر موجود ہے۔

میں نے یہی تقریر حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی مولوی صاحب کے پاس بھیج دی مولوی صاحب نے لکھا کہ تقریر صرف زبانی ہوگی لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی اور جو جس کے جی میں آئے گا حاضرین میں سے رفع اعتراض و شک کے لئے بولے گا میں لاہور نہیں جاتا مرزا بھی سہارنپور آجائے اور میں بھی سہارنپور آجاؤنگا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا بودا پن ہے اور کیسی پست ہمتی ہے کہ اپنی تحریر نہ دی جائے تحریر میں بڑے بڑے فائدے ہیں۔ کہ حاضرین و غائبین اور نزدیک و دور کے آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور فیصلہ کر سکتے ہیں زبانی تقریر محدود ہوتی ہے جو حاضرین اور سامعین تک ہی رہ جاتی ہے اور حاضرین و سامعین بھی زبانی تقریر سے پورا فائدہ اور کامل فیصلہ نہیں کر سکتے مولوی صاحب کیوں تحریر دینے سے ڈرتے ہیں ہم بھی تو اپنی تحریر دیتے ہیں گویا ان کا منشا یہ ہے کہ بات بیچ بیچ میں خلط مبحث ہو کر رہ جاوے اور گڑبڑ پڑ جاوے اور سہارنپور میں مباحثہ کا ہونا مناسب نہیں ہے سہارنپور والوں میں فیصلہ کرنے یا حق و باطل کی سمجھ نہیں ہے۔ لاہور آج دارالعلوم اور مخزن علم ہے اور ہر ایک ملک اور شہر کے لوگ اور ہر مذہب و ملت

کے اشخاص وہاں موجود ہیں آپ لاہور چلیں اور میں بھی لاہور چلا چلتا ہوں اور آپ کا خرچ آمدورفت اور قیام لاہور ایام بحث تک اور مکان کا کرایہ اور خرچ میرے ذمہ ہو گا سہارنپور اہل علم کی بستی نہیں ہے سہارنپور میں سوائے شور و شر اور فساد کے کچھ نہیں ہے یہ مضمون میں نے لکھ کر اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دستخط کر اگر گنگوہ بھیج دیا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے اس کے جواب میں پھر یہی لکھا کہ میں لاہور نہیں جاتا صرف سہارنپور تک آسکتا ہوں اور بحث تحریری مجھے منظور نہیں نہ میں خود لکھوں اور نہ کسی دوسرے شخص کو لکھنے کی اجازت ہی دے سکتا ہوں۔

حضرت اقدس نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ ان لوگوں میں کیوں قوت فیصلہ اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہی اور ان کی سمجھ بوجھ جاتی رہی یہ حدیث پڑھاتے ہیں اور محدث کہلاتے ہیں مگر فہم و فراست سے انکو کچھ حصہ نہیں ملا صاحبزادہ صاحب ان کو یہ لکھ دو کہ ہم مباحثہ کے لئے سہارنپور ہی آجائیں گے آپ سرکاری انتظام کر لیں جس میں کوئی ایرانی افسر ہو اور ہندوستانیوں پر پورا اطمینان نہیں ہے بعد انتظام سرکاری ہمیں لکھ بھیجیں اور کاغذ سرکاری بھیج دیں میں تاریخ مقرر پر آجاؤں گا اور ایک اشتہار اس مباحثہ کی اطلاع کے لئے شائع کروایا جائے گا تاکہ لاہور وغیرہ مقامات سے صاحب علم اور مباحثہ سے دلچسپی رکھنے والے صاحب سہارنپور آجاویں گے۔

ورنہ ہم لاہور میں سرکاری انتظام کر سکتے ہیں اور پورے طور سے کر سکتے ہیں رہا تقریری اور تحریری مباحثہ وہ اس وقت پر رکھیں تو بہتر ہے جیسی حاضرین جلسہ کی رائے ہوگی۔ کثرت رائے پر ہم تم کا رہنما ہوں خواہ تحریری خواہ تقریری جو مناسب سمجھا جاوے گا وہ ہو جاوے گا آپ مباحثہ ضرور کریں کہ لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ رہی ہیں۔

یہ تقریر میں نے مولوی صاحب کو لکھ بھیجی۔ مولوی صاحب نے کچھ جواب

نہ دیا صرف اس قدر لکھا کہ انتظام کامیں ذمہ دار نہیں ہو سکتا ہوں پھر میں نے دو تین خط بھیجے جواب نہ ارد ایک طرف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور تونسوی اور بریلوی صاحبوں سے خط و کتابت اور دوسری طرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ کی تیاری تھی جو اتفاق سے مولوی غلام نبی صاحب ساکن خوشاب علاقہ پنجاب سے لودھیانہ میں آگئے اور لاہور سے ایک مولوی رحیم بخش صاحب بھی آگئے یہ تو آتے ہی مصدق ہو گئے اور بڑی عمدہ عمدہ میٹھی میٹھی باتیں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیعت کی اور کہا کہ مجھے ایک بات آپ کی طرف کھینچ کر لائی اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں علاوہ فسق و فجور اور کثرت معاصی کے یہ واقعہ بھی گزرا کہ ایک گاؤں میں ایک مسلمان نمازی اور حاجی تھا اس کے ایک لڑکی تھی بیس برس کی عمر تک پہنچ گئی اس کی شادی نہیں کی اور اس کے باپ نے بیٹی سے خود تعلق پیدا کر لیا۔ ایک روز وہ لڑکی رو رہی تھی عورتیں اس سے (کیونکہ یہ راز محلہ والوں پر کھل چکا تھا) پوچھ رہی تھیں کہ آج کیوں روتی ہے کیا تیرے یار نے (باپ نے) مارا ہے اور میں بھی اس وقت اس جگہ آکتاب مجھے یہ حدیث سچی معلوم ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت یہود خصلت ہو جائے گی اور جو کام یہود نے کئے تھے یہ بھی طابق النعل بالنعل کرے گی اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئی ہوگی تو میری امت بھی گھسے گی اور جو ماں سے زنا کیا تو یہ بھی کرے گی۔ سو یہ پیشینگوئی میں نے اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لی۔ میں اس انتظار میں تھا کہ امت تو یہودی بن چکی ہے اب اس کے مقابل پر مسیح کب بنے گی سَوَّالُ الْحَمْدُ لِلَّهِ آپ کا اشتہار جس کی یہ سرخی تھی کہ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيْتِنَا وَيَحْيِيَ مَنْ حَيَّ عَن بَيْتِنَا پہنچا تو میں آپ کی تصدیق اور آپ سے بیعت کے لئے حاضر ہوا اب یہاں آکر معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی آپ سے مباحثہ کے لئے آئے ہیں وہ زمینی اور آپ آسمانی وہ کہاں مباحثہ کی طاقت رکھتا ہے۔ اور جو مقابل پر آئے گا پسا ہوگا

اور شکست کھائے گا مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم کے بیان کے مطابق دو باتیں اپنی چشم دید یہ خاکسار بھی لکھتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کی تصدیق ایک شخص ضلع ہانسی حصار کا

باشندہ تھا اس کے تین لڑکیاں تھیں اور دو جوان اور ایک چھوٹی مگر تینوں خوبصورت حسین تھیں اس شخص کی طبیعت اپنی خاص دونوں لڑکیوں پر آگئی اور اس کی نیت بد ہو گئی اس کی بیوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ میرے خاوند کی نیت بدنیت ہے تو مجھے کہلا کر بھیجا کہ تم اسے سمجھاؤ کہ کسی طرح میرا خاوند اس بد اور خبیث ارادہ سے باز آجائے چونکہ وہ شخص دوسرے تیسرے روز مجھے ملا کرتا تھا میں نے یہ بات تو کئی مناسب نہ سمجھی لیکن میں نے ترکیب کی میں نے سفر کی تیاری کی اور اس سے کہا کہ آؤ چند شہروں کی میر کر آئیں سفر میں بڑی بڑی عمدہ باتیں حاصل ہوتی ہیں پس وہ اور میں چھ سات ماہ تک سفر میں رہے مگر اس کی نیت صاف نہ ہوئی میں نے ہر چند کہا کہ لڑکیوں کی شادی کر دے اس نے نہ مانا ایک روز کہنے لگا کہ میں تو پارسی اور آتش پرست مذہب اختیار کروں گا جس میں بیٹی سے شادی کرنا جائز ہے یہ بات سن کر میرا دل کانپ اٹھا اور لرز گیا پھر میں نے یہ تدبیر سوچی کہ حضرت اقدس کی خدمت میں اس کو حاضر کروں پھر میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا اور تین مہینے تک برابر خدمت عالی میں رکھا خدا کی قدرت آپ کی فیض اور صحبت اثر سے وہ اس بد ارادہ سے باز آیا پھر اس نے بیعت کی اور لڑکیوں کی شادی بھی کر دی اب اس کا انتقال ہو گیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کھیتڑی کی ریاست میں ایک مقام جیلو پائن قصبہ ہے وہاں ایک بزرگ کے سجادہ نشین اور امام جامع مسجد اور عیدین بھی ہیں اور ذات کے سید ہیں اس نے اپنی حقیقی خالہ سے ناجائز تعلق کر لیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس علاقہ میں یہ بات مشہور

ہے لیکن چونکہ لوگ یہود خصلت ہو گئے ہیں اس خبیث آدمی کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مرید بھی ہو جاتے ہیں اور جو کہا جاتا ہے تودہ یہ جواب دیتے ہیں کہ پیر کی پیری سے کام اس کے فعلوں سے کیا کام ہے یہ امر جائز ہی ہوگا جو انہوں نے کیا ہے اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِیْنِ جیسے پیرویسے مرید۔

المدعاء مولوی غلام نبی صاحب نے لودھیانہ میں آتے ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت کی اور شہر میں جا بجا وعظ ہونے لگے۔

ان ہی دنوں میں ایک مولوی صاحب پنجاب کے رہنے والے گنگوہ سے لودھیانہ میں آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تھے تو مخالف تھے مگر حضرت اقدس علیہ السلام کی بھولی بھالی نورانی شکل دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ شخص ایک نور ہے اور واقعی صادق ہے مولوی رشید احمد کی کیا حقیقت ہے کہ آپ کے مقابل ہو سکے نور اور ظلمت مقابل ہوں تو کب ہو سکتے ہیں پھر کہنے لگے کہ مولوی رشید احمد نے اپنے مریدوں اور شاگردوں سے مشورہ کیا کہ آؤ پوشیدہ طور سے مرزا کو دیکھ آئیں آنحضرت ﷺ بھی تو ابن صیاد کو پوشیدہ دیکھنے گئے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان مولویوں کے علم تو سلب ہو گئے تھے پر عقل بھی جاتی رہی آنحضرت ﷺ مولوی صاحب خود بخود بنے اور ہمیں ابن صیاد بنایا۔ کیسی بات بنائی جب ایک شخص محمد مصطفیٰ بن سکتا ہے اور دوسرے کو ابن صیاد اپنی رائے سے بناتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ قادر خالق حکیم و علیم کسی اپنے بندہ کو مسیح ابن مریم نہیں بنا سکتا۔ اور کیا کسی کو یہود نہیں ٹھہرا سکتا اور ان کو یہ خبر نہیں کہ مامور ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے ہم آنحضرت ﷺ کے مثل ہیں۔ جیسا کہ امام مہدی کو خود آنحضرت ﷺ نے اپنا مثل فرمایا ہے اور اس امت کے آخری زمانہ کے علماء کو مثل یہود فرمایا ہمارا حق تھا کہ ہم مولوی رشید احمد کو ابن صیاد سمجھتے کس لئے کہ وہ بھی الہام کے مدعی ہیں جیسا کہ انہوں نے ہمارے الہام سن کر کہا تھا کہ ایسے الہام یا ان سے بڑھ کر

ہمارے مریدوں کو الہام ہوتے ہیں اور جب ان کو کہا گیا کہ اپنا کوئی ایسا مرید پیش کرو جو ہمارے الہاموں کے مقابل پر اپنا الہام پیش کرے تو کوئی اپنا مرید پیش نہ کر سکے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ مولوی رشید احمد کے الہام سننے کے لئے پوشیدہ ابن صیاد سمجھ کر جاتے ہم مامور ہیں وہ مامور نہیں۔ پھر اس پر بہت دیر تک افسوس فرماتے رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپور تھلہ اور ایک شاگرد یا مرید مولوی رشید احمد گنگوہی میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات و حیات کے متعلق گفتگو ہوئی وہ اس گفتگو میں تو مولوی صاحب کا مرید ناکام رہا کہ حیات مسیح علیہ السلام ثابت کر سکے مگر گفتگو اس پر آٹھری کہ اتنی لمبی عمر کسی انسان کی پہلے ہوئی ہے اور اب ہو سکتی ہے کہ نہیں اس میں بھی وہ لاجواب رہا۔ آخر کار اس نے ایک خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہاں اتنی لمبی عمر یہ تو دو ہزار برس ہی ہوئے زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شیطان اب تک زندہ چلا آتا ہے کتنے ہزار برس ہوئے اس کے جواب میں منشی ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ ذکر تو انسانوں کی عمر کا تھا نہ کہ شیطان کا کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام شیطانوں میں سے تھے جو شیطان کی عمر کی مثال دی۔ اور یہ بھی ایک دعویٰ ہے مولوی رشید احمد صاحب دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں سمجھتے دعویٰ اور چیز ہے اور دلیل اور چیز ہے اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ ہی شیطان آدم والا اب تک زندہ ہے اور اس کی اتنی بڑی لمبی عمر ہے۔

منشی صاحب موصوف کے اس جواب کو سن کر پھر ایک خط مولوی صاحب کو ان کے مرید نے لکھا مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ تمہارا مقابل مرزا کی ہے اس سے کہہ دو کہ ہم مرزائیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے۔ اور تم بھی مت ملو۔ یہ حال اور یہ علم اور یہ طرز عمل ہے ان مولویوں کا اگر یہ لوگ یہود صفت نہیں

ہیں تو کیا یہودیوں کے سر پر سینک ہوتے ہیں درخت تو اپنے پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

مولوی غلام نبی صاحب کا بیعت کرنا الغرض لودھیانہ شہر میں مولوی غلام نبی صاحب

خوشابی کی دہوم مچ گئی اور جابجا ان کے علم و فضل کا چرچا ہونے لگا اور مولوی غلام نبی صاحب نے بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور آیتوں پر آیتیں اور حدیثوں پر حدیثیں ہر وعظ میں مسیح علیہ السلام کی حیات کی نسبت پڑھنے لگے۔ خدا کی قدرت کے قربان حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے چلے آپ ہی قتل ہو گئے۔ اور پھر آپ کا وجود باوجود آیت اللہ ٹھہرا اور فاروق اعظم کلائے اور الشیطان یفتر من ظلم عمر اللہ کے پیارے نے فرمایا اور خود اللہ نے رضی اللہ عنہ فرمایا ایک روز اتفاق سے اسی محلہ میں کہ جس محلہ میں حضرت اقدس علیہ السلام تشریف فرماتھے مولوی صاحب کا وعظ تھا ہزاروں آدمی جمع تھے اور اس وعظ میں جتنا علم تھا وہ سب ختم کر دیا اور لوگوں کے تحسین و آفرین کے نعرے لگنے لگے اور مرجہا وصل علی چاروں طرف سے شور اٹھا۔ اس وعظ میں لودھیانہ کے تمام مولوی موجود تھے اور ان کے حسن بیان اور علم کی بار بار داد دیتے تھے اور مولوی محمد حسن اور مولوی شاہ دین اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ اور دو چار اور مولوی جو بید نجات سے مولوی غلام نبی صاحب کے علم کی شہرت اور علمی لیاقت اور خدا داد قابلیت کے شوق میں آئے ہوئے تھے حاضر تھے کیونکہ یہ خاص وعظ تھا یہ سب نعرے اور شور مرجہا ہمارے کانوں تک پہنچ رہا تھا اور ہم پانچ چار آدمی چپکے چپکے بیٹھے تھے اور دل اندر سے کڑھتا تھا اور کچھ ہمارا بس نہ چلتا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام زمانہ میں تھے اور کتاب ازالہ اوہام کا مسودہ تیار کر رہے تھے مولوی صاحب وعظ کہہ کر اور پوری مخالفت کا زور لگا کر چلے اور ساتھ ساتھ

ایک جم غفیر اور مولوی صاحبان تھے اور ادھر سے حضرت اقدس علیہ السلام زنانہ مکان سے باہر مردانہ مکان میں جانے کے لئے نکلے تو مولوی صاحب سے مٹھ بھیر ہو گئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور مولوی صاحب نے دُعا علیکم السلام جواب میں کہہ کر مصافحہ کیا خدا جانے اس مصافحہ میں کیا برقی قوت تھی اور کیسی مقناطیسی طاقت اور کیا روحانی کشش تھی کہ یہ اللہ سے ہاتھ ملاتے ہی مولوی صاحب ایسے از خود فتنہ ہوئے کہ کچھ چون و چرا نہ کر سکے اور سیدھے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ مردانہ مکان میں چلے آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے اور یا ہر مولوی اور تمام حاضرین و غائبین میں کھڑے رہ گئے اور آپس میں یہ گفتگو ہونے لگی۔

ایک: ارے میاں یہ کیا ہوا۔ اور مولوی صاحب نے یہ کیا حماقت کی کہ مرزا صاحب کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

دوسرا: مرزا جادو گر ہے خبر نہیں کیا جادو کر دیا ہو گا ساتھ جانا مناسب نہیں تھا۔

تیسرا: مولوی صاحب دب گئے مرزا کا رعب بڑا ہے رعب میں آگیا۔

چوتھا: اجی مرزا نے جو اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا خالی نہیں ہے کیا یہ دعویٰ ایسے دیے کا ہے؟

پانچواں: بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا روپیہ والا ہے اور مولوی لالچی طامع ہوتے ہیں مرزا نے کچھ لالچ دے دیا ہو گا۔

بعض: مولوی صاحب عالم فاضل ہیں مرزا کو سمجھانے اور نصیحت کرنے گئے ہیں مرزا کو سمجھا کے اور توبہ کرا کے آئیں گے۔

اور دوسرے: یہ بات ٹھیک ہے ایسا موقع ملاقات اور نصیحت کا بار بار نہیں ملتا اب یہ موقع مل گیا مرزا کو توبہ کرا کے ہی چھوڑیں گے۔

اور عام لوگ: مولوی پھنس گیا اور پھنس گیا۔ خواہ طمع میں خواہ علم میں خواہ اور

کسی صورت سے مرزا بڑا چالاک اور علم والا ہے وہ مولویوں کے گنڈوں پر نہیں ہے۔

مولوی۔ ایک زبان ہو کر: مولوی صاحب مرزا کی خبر لینے کو گئے ہیں دیکھنا تو سہی مرزا کی کیسی گت بنتی ہے مولوی مرزا سے علم میں کم نہیں ہے طامع نہیں ہے صاحب روزگار ہے خدا اور رسول کو پہچانتا ہے فاضل ہے مرزا کو نیچا دکھا کے آئے گا

اور سوائے ان کے جو کچھ کسی کے منہ میں آتا تھا وہ کہتا تھا اور ادھر خدا کی قدرت کا تماشا اور ارادہ الہی میں کیا تھا جب مولوی غلام نبی صاحب اندر مکان کے گئے تو چپ چاپ بیٹھے تھے۔

مولوی صاحب: حضرت! آپ نے وفات مسیح کا مسئلہ کہاں سے لیا۔
حضرت اقدس: قرآن شریف سے حدیث شریف سے اور علماء ربانین کے اقوال سے۔

مولوی صاحب: کوئی آیت قرآن مجید میں وفات مسیح کے بارہ میں ہو تو بتلائیے۔
حضرت اقدس: لویہ قرآن شریف رکھا ہے آپ نے قرآن شریف دو جگہ سے کھول کر اور نشان کاغذ رکھ کر مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیا ایک مقام تو سورہ آل عمران یعنی تیسرے پارہ کا تیسرا پارہ اور دوسرا مقام سورہ مائدہ کا آخری رکوع جو ساتویں پارہ میں ہے اول میں آیت **يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ تَوَفِّيْكَ** اور دوسرے میں **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ** تھا۔

مولوی صاحب دونوں مقاموں کی دونوں آیتیں دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئے اور کہنے لگے **يُوَفِّيْ اُجُوْرَهُمْ** بھی تو قرآن شریف میں ہے اس کے کیا معنی ہونگے۔

حضرت اقدس: ان آیتوں کے جوہم نے پیش کی ہیں اور معنی ہیں اور جو آیتیں تم نے پیش کی ہیں ان کے اور معنی ہیں بات یہ ہے کہ یہ اور باب ہے اور وہ اور

باب ہے ذرا غور کریں اور سوچیں۔

مولوی صاحب دو چار منٹ سوچ کر کہنے لگے: معاف فرمائیے میری غلطی تھی جو آپ نے فرمایا وہ صحیح ہے قرآن مجید آپ کے ساتھ ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا جب قرآن مجید ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں۔

مولوی صاحب رو پڑے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہچکی بندھ گئی اور عرض کی کہ یہ خطا کار گنہ گار بھی حضور کے ساتھ ہے اس کے بعد مولوی صاحب روتے رہے اور سامنے منسوب بیٹھے رہے۔

بیرون در اور باہر مکان کے جو کئی ہزار آدمی کھڑے تھے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہے تھے وہ اس انتظار میں خوش ہو رہے تھے اور تالیاں بجا بجا کر کہتے تھے کہ آج مرزا قابو آیا آج مرزا توبہ کر کے رہے گا مولوی صاحب مرزا کو توبہ کرا کے چھوڑیں گے ان کو کیا خبر تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والا معاملہ ہو گا۔ مولوی صاحب خود ہی توبہ کریں گے بعض کی رائے تھی کہ خاموش رہو خدا ہی جانے کیا پیش آوے۔

جب بہت دیر ہو گئی تو لوگوں نے فریاد کرنی شروع کی اور لگے آواز پر آواز دینے کہ جناب مولوی صاحب باہر تشریف لائیے مولوی صاحب نے ان کی ایک بات کا جواب نہ دیا جب وہ بہت زیادہ چلائے تو مولوی صاحب نے کہلا بھیجا کہ تم جاؤ میں نے حق دیکھ لیا اور حق پالیا۔ اب میرا تم سے کچھ کام نہیں ہے تم اگر چاہو اور اپنا ایمان سلامت رکھنا چاہتے ہو تو آجاؤ اور تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے سرخرو ہو جاؤ اور اس امام کو مان لو میں اس امام صادق سے کس طرح الگ ہو سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا موعود اور آنحضرت ﷺ کا موعود جس کو آنحضرت ﷺ نے سلام بھیجا چنانچہ وہ حدیث شریف یہ ہے کہ مَنْ أَذَرَكَ مِنْكُمْ بِمِثْسَى ابْنِ مَرْثَمٍ فَلْيَقْرَأْ مِنِّي السَّلَامُ مولوی صاحب یہ حدیث پڑھ کر حضرت

اقدس علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے سامنے یہ حدیث شریف دوبارہ بڑے زور سے پڑھی اور عرض کیا کہ میں اس وقت بموجب حکم آنحضرت ﷺ آنحضرت ﷺ کا سلام کہتا ہوں اور میں بھی اپنی طرف سے اسی حیثیت کا جو سلام کہنے والے نے سلام کہا اور جس کو جس حیثیت سے کہا گیا سلام کہتا ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس وقت ایک عجیب لہجہ اور عجیب آواز سے وعلیکم السلام فرمایا کہ دل سننے کی تاب نہ لائے اور مولوی صاحب مرغ بسل کی طرح تڑپنے لگے۔ اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا بھی اور ہی نقشہ تھا جس کو میں پورے طور سے تحریر میں نہیں بیان کر سکتا۔ حاضرین و سامعین کا بھی ایک عجیب سرور سے پر حال تھا پھر مولوی صاحب نے کہا کہ اولیاء علامت نے سلام کہلا بھیجا اور اس کے انتظار میں چل بے آج اللہ تعالیٰ کا نوشتہ اور وعدہ پورا ہوا۔ یہ غلام نبی اس کو کیسے چھوڑے یہ مسیح موعود ہیں اور یہی امام مہدی موعود ہیں یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ اور مسیح ابن مریم موسوی مرگے مرگے مرگے بلا شک مرگے۔ وہ نہیں آئیں گے آئیو الے آگے آگے آگے بے شک و شبہ آگے تم جاؤ یا میری طرح سے آپ کے مبارک قدموں میں گرد آکہ نجات پاؤ اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور رسول تم سے خوش۔

منتظرین بیرون در کو جب یہ پیغام مولوی صاحب کا پہنچا تو کیا مولوی ملا اور کیا خاص اور عام سب کی زبان سے کافر کافر کا شور بلند ہوا۔ اور گالیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی اور سب لوگ تتر بتر منتشر ہو گئے اور بُرا بُرا کہتے ہوئے ادھر ادھر گلیوں میں بھاگ گئے جو کہتے تھے کہ مرزا صاحب جادو گر ہے ان کی چڑھ بنی۔

مولوی صاحبان شرم کے مارے گردن نیچی کئے ہوئے کتے چلے جاتے تھے کہ غلام نبی ایک طالب علم تھا اور تھا کیا؟ ہم سے مقابل ہو تو پھر دیکھنا۔ مرزا کو جواب نہ بن پڑے۔ اتفاقاً ہمارے بھائی ماسٹر صاحب احمدی ادھر سے آتے تھے جب یہ بات انہوں نے مولویوں سے سنی تو کہنے لگے کہ چلو مرزا صاحب تو موجود ہیں

کیوں نہیں مقابلہ کرتے تو مولویوں نے کھیانے ہو کر کہا کہ مرزا کا مقابل ہونا اس کو عزت دیتا ہے کہنے کو تو یہ بات کمدی لیکن شرم کے مارے کچھ بن نہ سکتا تھا آسمان دور اور زمین سخت کریں تو کیا کریں۔

اس کے بعد مولویوں کی طرف سے مولوی غلام نبی صاحب کے پاس مباحثہ کے پیغام آنے لگے۔ اور بعض کی طرف سے پھسلانے کے لئے کہ ہماری ایک دو بات سن جاؤ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ دل فرش راہ کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا بعد از پیام سلام و مباحثہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کرنا منظور کر لیا لیکن باتیں ہی باتیں تھیں مباحثہ کے لئے کوئی نہ آیا مولوی غلام نبی صاحب نے بھی اشتہار مباحثہ کے لئے شائع کیا کہ میں مباحثہ کے لئے تیار ہوں جس کو علم کا دعویٰ ہو وہ مجھ سے مباحثہ کر لے۔

اسی عرصہ میں امرتسر سے یا لاہور سے خط آیا وہ خط مولوی صاحب کے نام تھا لکھا تھا کہ خواہ تم یا مرزا یا اور کوئی ہو ایک آیت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں پیش کرے تو میں پچاس روپے انعام دوں گا بلکہ جتنی آیتیں ہوں گی فی آیت پچاس روپیہ انعام دیئے جائیں گے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں مولوی غلام نبی صاحب نے یہ خط پیش کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ اس شخص کو لکھ دو کہ ہم تمیں آیتیں قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں دیں گے تم کو مناسب ہے کہ اپنے اقرار کے بموجب پچاس روپے فی آیت کے حساب سے پندرہ سو روپیہ لاہور کے بنک میں جمع کرا کر سرکاری رسید بھیج دو۔

اب جھوٹے کی کہاں طاقت تھی جواب نہ دارو پھر مولوی غلام نبی صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں قرآن شریف کی آیت صریح اور حدیث صحیح پیش کرے تو فی آیت اور فی حدیث دس

روپے انعام دیتے جاویں گے اور روپے پہلے بنک میں جمع کر دیئے جائیں گے اس اشتہار کو بھی سن کر خاموش ہو رہے اور کوئی نہ اٹھا خدا جانے مولویوں کو زمین نکل گئی یا سانپ سو نگھ گیا صدائے برنخاست۔

مولوی غلام نبی صاحب توبس حضرت اقدس علیہ السلام کے ہو رہے اور ان کا ایسا ہر وہ اور بحر کھلا کہ جو کوئی مولوی یا اور شخص آتا اس سے بات کرنے اور مباحثہ کے لئے آمادہ ہو جاتے اور حضرت اقدس کا چہرہ ہی دیکھتے رہتے اور خوشی کے مارے پھولے نہ ساتے اور حضور کا کلام سننے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔

ایک روز زمین و آسمان کی گردش کے متعلق ذکر آیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین کی گردش بھی قرآن شریف سے ثابت ہے اور پھر یہ آیت پڑھی اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزِلًا لَهَا يَوْمَ تَرْكُهَا رِجْلَهَا وَتَلْوَاهَا نَفْسًا وَأَرْضًا أَوَّلًا اس آیت میں آگے اور کہنے لگے کہ جو ہے قرآن کی سمجھ ہم نے قرآن مجید پڑھا لیکن اس طرف نظر نہ گئی اور نہ اس پر غور کیا قرآن شریف سمجھنے کا حق حضرت اقدس علیہ السلام کا ہی ہے جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہی قرآنی نکات اور اسرار و معارف سے واقف ہوتا ہے کیا خوب فرمایا حضرت اقدس علیہ السلام نے۔

خود بخود نمیدن قرآن گمان باطل است ہر کہ از خود آورد او نفس و مردار آورد
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَمْسُهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اب تو مولوی صاحب کو حضرت اقدس سے عشقیہ حالت میں ترقی ہونے لگی جب حضرت اقدس علیہ السلام زمانہ مکان میں تشریف لیجاتے تو مولوی صاحب بے قرار دیوانہ وار ہو جاتے تھے اور کبھی شملتے اور کبھی بیٹھے بیٹھے رویا کرتے تھے اور کسی پہلو چین نہ پڑتا اور بار بار کہتے کہ اتنے روز جو میری طرف سے مخالفت ہوئی یا میری زبان سے الفاظ گستاخانہ نکلے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا پھر استغفار کرتے اور سخت بے قراری اور ندامت سے روتے جب حضرت اقدس علیہ السلام تشریف

لا تے تب مولوی صاحب کو چین ہوتا اور دل کو تسلی ہوتی۔

مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں ملازم تھے وہاں سے خط آیا کہ جلد آؤ ورنہ نام کٹ جائے گا اور ملازمت جاتی رہے گی مولوی صاحب نے ملازمت کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور کہا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بیعت میں شرط لی ہے مجھے نوکری کی کوئی پرواہ نہیں ہے حضرت اقدس علیہ السلام کی صحبت کو غنیمت سمجھا ایک روز یہ ذکر آگیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ خود ملازمت کو چھوڑنا نہیں چاہئے اس میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے ہاں خود بخود ہی اللہ تعالیٰ اپنی کسی خاص مصلحت سے علیحدہ کر دے تو بات دوسری ہے ضرور ملازمت پر چلے جانا چاہئے پھر رخصت لے کر آ جانا کوئی اور راہ اللہ تعالیٰ نکال دے گا حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ ارشاد سن کر مولوی صاحب باکراہ و جبر چلنے کے لئے تیار ہو گئے اور دوبارہ بیعت کی تجدید کی کیونکہ ایک دو روز پیشتر ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ حضور ایک بار تو ہم نے بیعت کر لی کیا دوبارہ سہ بارہ بھی بیعت کر سکتے ہیں فرمایا ہاں سنت ہے۔

جب وہ رخصت ہو کر چلنے لگے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کا دل جانے کو نہیں چاہتا دیکھو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے یہ معنی ہیں۔ پس مولوی صاحب چلے گئے اور کچھ دیر کے بعد دیکھیں تو مولوی صاحب مسکراتے ہوئے خوش خوش بغل میں گٹھڑی دبائے ہوئے چلے آتے ہیں ہم سب حیران ہوئے اور حضرت اقدس بھی دیکھ کر ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کہا میرے جاتے جاتے ریل چل دی بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اسٹیشن پر ٹھہرو دوسرے وقت چلے جانا میں نے کہا جتنی دیر اسٹیشن پر لگے اتنی دیر حضرت کی صحبت میں رہوں تو بہتر ہے اسٹیشن پر ٹھہرنے سے کیا فائدہ اور جب اللہ تعالیٰ نے ہی جانا پسند نہ فرمایا تو میں کیسے خلاف مرضی خدا پسند کروں حضرت اقدس کی صحبت کہاں میسر۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا جزاک اللہ یہ خیال بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے اس میں کچھ حکمت الہی ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دو سرا خط آیا کہ تم اپنی ملازمت پر حاضر ہو جاؤ اور جو کسی وجہ سے نہ آیا جائے تو ایک درخواست بھیج دو رخصت کی تاکہ رخصت مل جائے اور میں کوشش کر کے رخصت دلوادوں گا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ریل کے نہ ملنے میں یہ حکمت الہی تھی اب رخصت کی درخواست بھیج دو مولوی صاحب نے حسب الارشاد ایک درخواست رخصت کی بھیج دی اور وہ منظور ہو کر آگئی۔ مولوی صاحب کو بہت روز حضرت کی خدمت میں رہنے اور فیض صحبت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ میں نے بھی مولوی صاحب سے بہت سی حدیثیں پڑھیں جو مخالف آتا پہلے مولوی صاحب گفتگو کرتے۔

ایک روز غزنویوں میں سے کئی شخص آئے ایک ان میں سے شاید مولوی عبدالبہار غزنوی امرتسری کا بیٹا یا بھتیجا تھا اس نے کچھ باتیں شروع کیں جب حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب دیا تو وہ ہکا بکا سارہ گیا پھر جب وہ چلنے لگا تو آپ نے ان کے لئے چائے بسکٹ منگوائے اور خود زنانہ مکان میں گئے اور خود ہی لے کر آئے ان بد قسمتوں نے انکار کر دیا اور حضرت اقدس نے اصرار کیا کہ پیو چائے کے پینے میں کیا حرج ہے لیکن وہ چین برجین ہو رہے تھے انکار ہی کئے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال چیز سے انکار کیوں مگر انہوں نے ایک بات نہ مانی اور اٹھ کر چل دیئے۔

ایک بات یہ تھی کہ ان غزنویوں نے یہ کہا کہ حدیثوں میں ابن مریم لکھا ہے کہ نازل ہو گا ہم ان حدیثوں کو کیسے چھوڑ دیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف میں مُتَوَقِّعُکَ اور فَلَمَّا تَوَقَّعْتَنِي مَسِيحَکِ کی نسبت موجود ہے اور بعد تو فی رفع الی اللہ کا

ذکر ہے اور دوبارہ آنے کا کہیں ذکر نہیں اور وفات کے علاوہ حیات کی کوئی آیت نہیں اور حدیثوں میں بھی حیات کا کوئی لفظ نہیں تو ہم قرآن اور حدیثوں کو کیسے چھوڑ دیں۔ اور یہ حدیثیں نزول مسیح کی بمقابلہ آیات اللہ اور حدیث رسول ﷺ تاویل طلب ہیں اب صریح اور قطعی آیات اور احادیث کے مطابق قرآن کو مؤول کر کے مقابلہ میں کیونکر ترک کر دیں۔ غزنوی بولے کہ قرآن کے مطلب کو حدیث ہی بیان کرتی ہے پس حدیث کے مقابلہ میں آیات قرآن کی تاویل کرنی چاہئے حدیث مصرح و مفصل ہے اور قرآن مجمل اور مختصر ہے ان کی اس بات پر ہم اور حضرت اقدس علیہ السلام ہنس پڑے۔ اور فرمایا کہ قرآن شریف میں تو تاویل کو جائز سمجھتے ہو جو یقینی اور قطعی ہے اور حدیث میں بمقابلہ قرآن شریف تاویل جائز نہیں سمجھتے جو ظنی ہے اور کئی مومنوں سے نکل کر ہم تک پہنچتی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْهِ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا

جب وہ چلے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کے جانے پر اور قرآن شریف کی گستاخی اور بے ادبی پر بہت ہی افسوس کیا اور فرمایا کہ دیکھو ان لوگوں کو کیا ہو گیا قرآن شریف میں تاویل کرنا ان کے نزدیک کوئی بات ہی نہیں لیکن حدیثیں جو احاد اور غایت مانی الباب ظن کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کو قرآن مجید پر مقدم کرتے ہیں۔ جو الہی کلام قطع اور یقین تک پہنچا ہوا ہے جس کی شان لاریب فیہ ہے ان لوگوں میں بالکل یہودیت آگئی ہے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی دلوں میں کوئی کسی پہلو سے وقعت نہیں رہی اور نہ یہ حدیثوں کو ہی سمجھ سکتے ہیں ان کے سینوں سے کلام الہی اٹھ گیا ان کی سمجھ بوجھ فہم و فراست عقل سب جاتی رہی۔

اس عرصہ میں بہت سے احمدی احباب آتے جاتے رہتے تھے ایک بار مولوی عبدالکریم صاحب اور منشی غلام قادر سیالکوٹ سے اور منشی ظفر احمد صاحب وغیرہ کپور تھلہ سے اور مرزا خدابخش صاحب مصنف کتاب غسل

مصطفیٰ لاہور سے آگئے اور سب جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت اقدس علیہ السلام کے مباحثہ کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ نواب محمد علی خان صاحب کے مالیر کوٹہ سے آنے کی خبر گرم تھی لیکن کسی وجہ سے نہ آ سکے۔

احمدی نام رکھنا ایک روز ہم سب میں مشہور ہوا کہ پہلے تو ہم فرقہ محمدی کہلاتے تھے اور اب ہم کو مرزائی کہتے ہیں ہمارا بھی کوئی

نام ہونا چاہئے اور بہتر تو یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام نامی کے ساتھ محمدی تھے اور اب احمد علیہ العلوة والسلام کے نام مبارک کے ساتھ کہ آپ بروز دظہور محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ احمدی نام ہونا چاہئے یہی گفتگو تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت اندر زنانہ مکان میں تھے مردانہ میں تشریف لے آئے اور عصر کی نماز کی تیاری ہوئی اور بعد نماز میں نے بموجب مشورہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا ہاں تمیزی ہم ہونا چاہئے ہم اپنا نام مسلمان رکھیں یا خالص مسلمان رکھیں لیکن اس سے لوگ چڑیں گے پھر فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ نام مقرر کر دے گا ہمارے تو سب کاروبار اللہ تعالیٰ پر ہیں صبر کرو اس زمانہ میں ابتدائی حالت میں ہم کو یہ بصیرت کہاں تھی کہ جواب ہے یہ بات سچ ہے کہ بتدریج سب کام ہوتے ہیں اس وقت ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ جیسے اوروں نے اپنے فرقہ کے نام تجویز کر لئے ہیں کسی نے محمدی کسی نے اہلحدیث کسی نے موحّد کسی نے مقلد کسی نے حنفی شافعی مالکی حنبلی کسی نے چشتی قادری اور نقشبندی سروردی کسی نے کچھ کسی نے کچھ اسی طرح ہم بھی اپنا نام اپنی مرضی سے تجویز کر لیں یہ سمجھ نہ تھی کہ الہی سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کا متولی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی پر اس کا نام ہے آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی بتدریج ترقی اور معرفت حاصل کی تھی ایک مدت کے بعد جب ہم اور ہمارا موعود امام علیہ السلام قادیان میں تھے اور مردم شماری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام

رکھا جائے تو چاروں طرف سے عرائض آنے لگے کہ ہم اپنا نام مردم شماری میں کیا لکھوائیں اس ارادہ الہی کے ماتحت حضرت اقدس علیہ السلام کو تحریک ہوئی خودکئی و خود کنائی کار را خود دی رونق تو آن بازار را حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک روز بوقت نماز عشاء جو بہت سے احباب موجود تھے فرمایا کہ بہت سے لوگوں کے ہر شہر و دیار سے خط آرہے ہیں کہ مردم شماری ہو رہی ہے ہم اپنا کیا نام لکھوائیں چونکہ اس وقت میں مکان پر چلا گیا تھا مجھے مکان سے حضرت اقدس علیہ السلام نے بلوایا اور فرمایا کہ صاحب تم کو اس وقت یوں بلوایا ہے کہ چاروں طرف سے خط آرہے ہیں کہ اپنی جماعت اور سلسلہ کا نام بھی ہونا چاہئے ہم نے سب سے مشورہ طلب کیا ہے کہ کیا نام رکھنا چاہئے۔

اس وقت حضرت مولانا نور الدین صاحب غلیفۃ المسیح اور حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی قطب الدین صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب مصنف غسل مصفی موجود تھے اب تم اور یہ سب حاضرین سوچ کر ایک دن - دو دن تین دن میں جواب دیں۔

میں نے عرض کیا (صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد) * اوروں کا تو اختیار ہے کہ جب چاہیں مشورہ دیں میں تو اپنی طرف سے جو میری سمجھ میں آیا ہے ابھی عرض کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ تم بیان کرو۔

میں نے عرض کیا کہ شاید حضور کو یاد ہو کہ ایک بار لودھیانہ میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب جو اس وقت موجود ہیں۔ اور فشی غلام قادر فصیح سیالکوٹی اور مرزا خدا بخش صاحب اور قاضی خواجہ علی صاحب اور پیر افتخار احمد

(یہ الہام ہے جو عین نماز میں مغرب کی حضرت اقدس علیہ السلام کو مسجد مبارک میں التیمات پڑھتے ہوئے ہوا تھا اور خاکسار پاس تھا آپ نے سب کو سنا دیا تھا)

صاحب اور عباس علی صاحب لودھیانوی وغیرہم بھی تھے میں نے مشورۃً کہا تھا کہ اچھا ہو کہ ہمارا نام پہلے محمدی تھا۔ اب احمدی رکھا جاوے اور محمد و احمد آنحضرت ﷺ کے نام ہیں تو گویا ہم دونوں پہلوؤں سے محمدی احمدی ہو جاویں اور میں نے حضور سے بھی لودھیانہ میں عرض کیا تھا اور حضور نے فرمایا تھا کہ جو نام اللہ تعالیٰ چاہے گا رکھ دے گا وقت آنے دو سو وہ وقت آگیا ہے سب فرقوں کے نام ہیں اور وہ نام حکمت اور سنت کے مطابق نہیں ہیں بہتر ہے کہ احمدی نام ہو جاوے فرمایا درست ہے احمدی فرقہ دنیا میں کوئی نہیں ہے اور احمدی نام پر بہت بزرگوں کے نام ہیں مگر کسی فرقہ یا کسی سلسلہ کا نام احمدی نہیں ہے۔

اس وقت سب خاموش رہے الٹا موٹی نیم رضا لیکن مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ بے شک میری بھی یہی رائے ہے حضرت اقدس علیہ السلام اٹھ کر چل دیئے اور دوسرے روز ایک اشتہار لکھ کر لائے جس میں اپنی جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدی رکھا۔

ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جماعت کے احباب کے لوگ شناخت نہیں ہوتے ان کی پہچان کے لئے ایسا نشان ہونا چاہئے کہ ایک احمدی دوسرے احمدی کو ترست دیکھتے ہی پہچان جائے کسی نے عرض کیا کہ بازو پر لکھا ہوا ہو اور کسی نے عرض کیا کہ ٹوپی یا عمامہ پر لکھا ہوا موٹے حرفوں میں احمدی ہو۔ کسی نے کہا کہ انگوٹھی خاص قسم کی ہاتھ میں ہو میں نے عرض کیا کچھ بھی ہو یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ مہمان آگئے ان میں احمدی اور غیر احمدی بھی تھے بات بیچ کی بیچ میں رہ گئی۔

المدعاء ابھی میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ سراسر سادہ سے خط آیا کہ جلد آؤ تمہاری بیوی کو ہیضہ ہو گیا ہے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ دو چار روز کے لئے اجازت دیدتجئے اور یہ خط آیا

ہے فرمایا کوئی شخص گھر پر ہے جو علاج کراوے گا میں نے کہا کہ ہاں میرے ماموں
 ثار علی ہیں وہ علاج کرا دیں گے فرمایا وہ علاج کرا لیں گے اور ہم دعا کریں گے
 مت جاؤ تم کیا جا کر زندہ کر لو گے ابھی ہمارا دل تم سے لگ رہا ہے اور شہر میں
 ایک فتنہ برپا ہے میں خاموش ہو رہا تیسرے چوتھے روز خط آیا کہ تمہاری بیوی کو
 آرام ہو گیا ہے لیکن تم ایک دو روز کے لئے ہو جاؤ میں نے پھر عرض کیا اور خط
 ملاحظہ کرایا۔ فرمایا اب تو آرام ہو گیا ہے چلے جانا ابھی مت جاؤ میں پھر خاموش
 ہو گیا ایک روز میں آپ کے ساتھ ساتھ زنانہ مکان میں چلا گیا وہاں آپ کی ایک
 مردانہ نشست گاہ تھی اس میں آپ بیٹھ گئے اور باتیں مجھ سے کرنے لگے۔ میں
 نے یہ موقعہ علیحدگی کا غنیمت جانا عرض کیا کہ حضور اب جوانی کا وقت ہے کوئی
 وظیفہ ایسا بتا دیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ فرمایا ہاں بے شک اب
 وقت ہے اور جوان ہو بڑھاپے میں تو کچھ بھی نہیں ہوتا ہے ہم تم کو ایسی ترکیب
 بتا دیں گے کہ وصل الہی اور لقاء الہی حاصل ہو جائے گا اور اس طرح حاصل
 ہو جاوے کہ تم تم نہ رہو تمہاری یہ ہستی نہ رہے صرف تم میں اللہ ہی اللہ
 ہو جائے اور یہاں تک حاصل ہو جاوے کہ تم بھی نئے اور تمہارا اللہ بھی نیا اور
 تمہاری ہستی بھی نئی اور رسول اور یہ زمین و آسمان بھی نیا ہو جاوے تم نیست
 ہو جاؤ اور خدا میں مل جاؤ۔ اور کھانا پینا تمہارا ایسا کم ہو جاوے کہ نصف یا چارم
 روٹی پر آجاؤ اور پھر طاقت ویسی کی ویسی بنی رہے چنانچہ ہم نے بحکم الہی ایسا ہی کیا
 کہ ہماری خوراک چارم روٹی پر آرہی تھی اور پھر یہ بھی تیسرے چوتھے روز
 خوراک تھی اب قادیان میں ہم جاویں گے تم بھی وہاں چلنا وہاں چل کر ہم اپنے
 سامنے کراویں گے اور مرتبہ لقاء اللہ اور بقا باللہ تک رسائی کرا دیں گے جو
 ماموئے اللہ کے تمام شاخیں کٹ جائیں گی صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا دیکھو
 رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اصحاب کی نسبت فرماتے ہیں اَللّٰهُ اللّٰهُ فِی
 اَصْحَابِیْ یعنی اب میرے اصحاب میں اللہ ہی اللہ رہ گیا ہے سوائے اللہ تعالیٰ

کے اور کچھ ان کے وجود میں خیال میں ذہن میں دھیان میں بات میں ہر ایک اغراض میں نہیں رہا ہے یہی مرتبہ تم کو حاصل ہو جاوے گا

ایک وظیفہ اب تم بعد نماز کے دس بار ورد و شریف اور دس بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ اور اکتیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے معنی سوچ سمجھ کر پڑھا کرو اور جو کسی وقت اکتیس مرتبہ لا حول نہ ہو سکے تو اکتیس بار اور جو اکتیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار ضرور پڑھ لینا۔ میں نے دل میں سوچا تھا کہ خدا جانے آپ دریا میں کھڑا ہو کر ہزاروں بار کا وظیفہ بتلا دیں گے یا ساری ساری رات کا وظیفہ مینوں کا بتلا دیں گے میں نے پھر عرض کیا کہ مجھے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑے تھے اور میں وظائف کا بہت عادی ہوں۔ آپ کوئی اور وظیفہ فرمادیں آپ نے پھر یہی فرمایا۔ جو میں نے ابھی لکھا میں نے پھر عرض کیا کہ حضور میں نے اسم اللہ تین لاکھ ساٹھ ہزار بار روز ایک سال تک پڑھا ہے اور سورہ مزمل تین سو ساٹھ بار ہر روز چھ ماہ یا آٹھ ماہ تک پڑھی ہے اور آیت کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کئی چلہ تک ۳۵ ہزار بار ہر روز پڑھا کرتا تھا۔ کوئی اور وظیفہ لمبا بتلا دیں اس بات کو سن کر آپ ہنسے اور بہت ہنسے فرمایا صاحب زادہ صاحب وہ دن گئے اب تم اسی قدر پڑھ لو تو مرد جانیں گے یہ وظائف بدعت ہیں اور یہ مجاہدے بناوٹی غیر مستنون ہیں یہی پڑھو جو میں نے بتلایا اور جب قادیان آؤ گے تو وہ بتلا دیں گے جو ابھی بیان ہوا پھر میں خاموش ہو رہا اور فرمایا جتنی دیر وظیفہ میں لگے وہ نماز میں خرچ کرو نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح یا حَسْبِیْ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو اسی میں منازل سلوک طے ہو جاویں گی مومن کا تھیار دعا ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا درود وظائف سب دعا تھا اور دعا ہی سے وہ سب پر غالب آتے

رہے اور مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتے رہے۔

قرض سے نجات کی دعا جب میں پہلی دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان گیا تھا تو ایک شخص نے عرض کیا

کہ میں قرضدار ہوں آپ دعا کریں اور کچھ پڑھنے کو بتلادیں آپ اس کو علیحدہ مسجد مبارک کی چھت پر لے گئے اور فرمایا تین سو ساٹھ بار یا حی یا قیوم برنجیک استغیث پڑھو اور ایک روز فرمایا کہ استغفار درود لاحول حل مشکلات کی کنجی ہے اس سے صفائی قلب اور خوشنودی الہی حاصل ہوتی ہے۔

نماز میں حضور قلب ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد نماز میں حضور اور لذت اور ذوق

و شوق تضرع کیونکر پیدا ہوئے۔ فرمایا کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔ عرض کیا ہاں پڑھا ہوں۔ فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں۔ عرض کیا ہاں پکڑائے ہیں۔ فرمایا پھر کیا حال ہوا۔ عرض کیا کہ میں پہلے تو برواشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ میرے دکھ گئے اور درد ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے فرمایا پھر کیا ہوا عرض کیا پھر استاد کو رحم آگیا اور کان چھڑا دیئے۔ اور خطا معاف کر دی پھر پیار کر لیا۔ اور کہا جاؤ پڑھو فرمایا یہی حالت نماز میں پیدا کرو جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہو گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہوگی اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمت الہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع و خضوع اور لذت اور ذوق و شوق پیدا ہو جاوے گا لوگ نماز تو جلدی ادا کر لیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں نظر کہیں ہوتی ہے ہاتھ کہیں ہوتے ہیں۔ دل کسی اور طرف لگا ہوا ہوتا ہے حضور کہاں سے ہو حضور اور ذوق جس کو حلاوت ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے بعض راگ اور سروں

سے حضور و تضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائدار نہیں ہوتا جس کو ایک بار سچا اور حقیقی ذوق اور تضرع حاصل ہو جائے قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے میں نے عرض کیا کہ سستی کا بھی کوئی علاج ہے فرمایا اس وقت غسل کر لیا کرو سستی دفع ہو جائے گی ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے پھر فرمایا قوالی تو سنی ہوگی میں نے عرض کیا کہ ہاں سنی ہے فرمایا وجد آیا عرض کیا کہ ہاں آیا فرمایا دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد وجد نہیں آتا اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آنا فانا سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق و وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے ایک دفعہ فرمایا کہ حقیقی رونا آجاوے تو ہنسنا کیسا۔ لوگ قوالی میں روتے ہیں وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اسی طرح پابند رہتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت و وجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یہ بات قوالی کے سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ عارضی ہے ذوق حقیقی سے ذوق عارضی کو کیا نسبت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نماز میں لذت و سرور اور ذوق و شوق کیونکر حاصل ہو فرمایا تم نے کبھی شراب پینے والوں کو دیکھا ہے عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا اگر ایک پیالی شراب میں نشہ نہ ہو تو شرابی کیا کرے گدے عرض کیا اور پیئے گا فرمایا تب بھی نشہ نہ ہو تو پھر عرض کیا اور پی لیوے گا فرمایا کب تک عرض کیا جب تک نشہ نہ ہو فرمایا یہی حال نماز میں پیدا کرو نماز کا ذوق اور حضور نماز سے ہی ملے گا جب تک لذت و سرور حاصل نہ ہو نماز کو زیادہ دیر تک پڑھو لذت

و سرور سب کچھ حاصل ہو جاوے گا فرمایا انسان کی حالت زمین کی حالت سی ہے بعض جگہ پانچ سات ہاتھ پر پانی نکل آتا ہے بعض مقام پر دس بیس ہاتھ پر اور بعض مقام پر پچاس سو ہاتھ پر پانی نکلتا ہے سو انسان جس قدر جدوجہد کرے گا اسی قدر جلد پانی نکلے گا انسان کو دعاؤں اور نمازوں میں تھکنا اور ماندہ ہونا اور ست ہونا نہیں چاہئے جیسے کنواں کھودنے والے ناامید نہیں ہوتے ایک روز ایسا ہوتا ہے کہ پانی نکل آتا ہے سو نماز پڑھنے والا کبھی نہ کبھی رحمت الہی کے چشمہ کو پالیتا ہے اور زوق و شوق کماحقہ حاصل کر لیتا ہے اور یہی انسان کی سعادت اور اس کی خلقت کی علت غائی ہے۔

در حقیقت جیسا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ اسی قدر وظیفہ پڑھو گے تو مرد بن جاؤ گے یہ وظیفہ اور نماز ہی ایسی نکلی کہ بہت مشکل اس کا ادا کرنا ہو گیا اور جب ادا ہوا تو خدا کے فضل سے وہ لذت و سرور اور زوق و شوق اور کشف حقائق ہوا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو آگے بیان کروں گا۔ ہاں پھر میں نے عرض کیا کہ درود شریف کو نسا پڑھا جاوے فرمایا جو درود یاد ہو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی زبان سے فرمادیں تو فرمایا کہ جو نماز میں التیمات کے بعد پڑھا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

پھر میں نے ایک روز موقعہ پا کر عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں سرساده ہو آؤں۔ سرساده قریب ہے فرمایا کتنی دور ہے عرض کیا کہ سو کوں ہے فرمایا یہ نزدیک ہے؟ میں نے عرض کیا صبح کی نماز لدھیانے پڑھی جاوے تو ظہر کی نماز سرساده پڑھی جاوے۔ سرساده میں اسٹیشن ہے فرمایا تم جاتے ہو ہمارا دل نہیں لگنے کا میں نے عرض کیا کہ جلد حاضر ہو جاؤں گا فرمایا ایک ہفتہ سے زیادہ

مت لگانا عرض کیا کہ بہت اچھا فرمایا کل صبح کو چلے جانا فرمایا آج کیا دن ہے عرض کیا اتوار ہے فرمایا پیروں کا سفر پیر کو ہی بہتر ہے اور پیر کو ہی واپس آ جانا سو میں پیر کو موافق حکم روانہ ہوا اور پیر کو ہی واپس آ گیا اگرچہ سب نے تقاضا ٹھہرنے کے لئے تو بہت کیا لیکن میری بیوی نے کہا کہ حکم امام علیہ السلام اور عہد کے خلاف نہیں کرنا چاہئے جب پیر کے روز حاضر ہوا دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے فرمایا۔ آپ تو ہماری مجلس کی رونق ہی لے گئے تھے نور محمد ہانسوی لودھیانہ رہا اور اس عرصہ میں اللہ بندہ ہانسوی بھی ہانسی سے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا میں تین چار ماہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت جب سے آپ سے بیعت کی ہے تب سے سلسلہ بیعت تو جاتا رہا اور لوگ بیعت کے لئے بہت چاہتے ہیں اب کیا حکم ہے آیا بیعت کروں یا نہ کروں فرمایا نیک صالح آدمی دیکھ کر بیعت کر لیا کرو بیعت تو عمدہ چیز ہے پھر اس پر ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ تھے ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے بھی کوئی نجات کا سامان تیار کیا ہے اس بزرگ نے فرمایا کہ ہاں بہت بڑا سامان تیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ستر آدمی بیعت کئے ہیں جن کو توبہ کرائی ہے اس شخص نے کہا کہ یہ کیا نجات ہوئی یہ تو اور گلے میں بار بوجھ ڈال لیا فرمایا بوجھ بار والوں کے واسطے بوجھ بار ہے لیکن ہمارے واسطے نجات کا سامان ہے کیونکہ میں نے بیعت توبہ لی ہے انہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے سو ہم بھی توبہ میں شریک ہو گئے اگرچہ مجھے حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت لینے کی اجازت تو دیدی تھی لیکن میں نے بیعت یعنی مناسب نہیں سمجھی جب امام وقت موجود ہے تو ہماری کیا حاجت ہے اور پھر نیک صالح کی قید لگادی نہ کوئی نیک صالح ملانہ کسی کو بیعت کیا۔

اب پھر اسی مضمون کو لکھتا ہوں کہ مولوی واقعات مباحثہ لدھیانہ ابو سعید محمد حسین لدھیانہ آئے اور پیام

وسلام مباحثہ کے پہنچائے رات کے وقت اللہ دین واعظ لدھیانوی اور مولوی
 عبد اللہ مجتہد مرحوم اور مولوی رحیم بخش لاہوری اور مولوی نظام الدین آئے
 یہ اور ایک میں اور ایک حضرت اقدس بیٹھے تھے ان تینوں نے عرض کیا کہ
 حضرت آپ تو اللہ والے ہیں اور مولوی محمد حسین کالانگ ہے اور حنفیوں سے
 بہت موقعوں پر مباحثہ میں فتح پائے ہوئے ہے۔ اور بہت چلتا پڑتا آدمی ہے آپ
 اس سے بحث نہ کریں آپ کا کام بحث کا نہیں ہے فرمایا اس کو کوئی اللہ والا نہیں
 ملا۔ انشاء اللہ بحث ہونے دو اس کی علیت کی پوری حقیقت کھول دی جاوے گی
 اور یہ جان جائے گا کہ بحث اس کا نام ہے بھارے ملائوں سے اس کا پالا پڑا ہے
 اللہ والے اور صاحب بصیرت سے کبھی کام نہیں پڑا۔ پھر فرمایا کہ اس کے دماغ
 میں تکبر کا کیرا ہے وہ جب تک نہیں نکلے گا تب تک ٹھنڈک نہیں پڑے گی۔ پھر
 مولوی عبد اللہ مرحوم نے عرض کیا کہ بحث کس مسئلہ میں ہوگی فرمایا وفات مسیح
 میں بحث ہوگی اور یہی اصل ہے عرض کیا کہ اگر وہ وفات مسیح میں بحث نہ کرے
 کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ وفات مسیح کے مسئلہ کو نہیں چھیڑے گا وہ تو نزول
 مسیح کے مسئلہ میں گفتگو کرے گا فرمایا نزول مسیح کی بحث سے کیا تعلق ہے نزول
 مسیح تو ہم خود مانتے ہیں اگر نزول مسیح ہم نہ مانتے تو ہمارا دعویٰ مسیح موعود ہونے
 کا کب چل سکتا تھا پھر تو ہمارا دعویٰ اور بنائے دعویٰ ہی غلط تھا اور جو اس نے نہ مانا
 اور وفات مسیح کی بحث ترک کی اور نزول مسیح پر ہی زور دیا تو لامحالہ وفات مسیح
 کی بحث تو ضرور آوے گی پھر اس پر ایک مثال فرمائی کہ ایک زمیندار کسی کے کھیت
 میں چلا گیا اور کچھ بالیں توڑ لیں مالک آگیا اور کہا کہ میرے کھیت میں سے بالیں
 کیوں توڑیں اس نے جواب دیا کہ کل تو نے اپنے بیٹے کی شادی کی میرے پاس
 کوئی آدمی بلانے کے لئے اور مشورہ کے لئے کیوں نہ پہنچا اس نے کہا کہ ذکر تو
 بالوں کے توڑنے کا ہے اور تو شادی کا ذکر لے بیٹھا اس نے جواب دیا کہ گلاں
 وچوں گلاں نکل آئندیاں نہیں۔ پنجابی الفاظ میں یہ جملہ اس وقت حضرت اقدس

علیہ السلام نے فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ یہ ہوا کہ باتوں میں سے باتیں نکل آتی ہیں پھر آپ نے ہنس کر فرمایا کہ وفات میں کھینچ کر لے آنا تو سہل ہے پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب مباحثہ نمود بادشاہ سے ہوا تو آپ نے دلیل پیش کی کہ خدا وہ ہے جو مارتا اور زندہ کرتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ عقل میں کمزور اور سمجھ میں ناقص ہے تو جھٹ پٹ اس دلیل سے پھر کر فرمایا کہ میرا رب وہ ہے کہ جو آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے تو اگر سچا ہے تو مغرب سے لے آ۔ اس پر وہ مبسوت ہو گیا مولوی محمد حسین صاحب سے بحث تو ہونے دو دیکھا جائے گا۔

مولوی نظام الدین کا بحث کو دوسرے روز صبح کو آٹھ بجے
 مولوی نظام الدین اور مولوی
 محمد حسین اور دو تین اور شخص

آنا اور بیعت کر کے جانا

تھے مولوی محمد حسن کے مکان پر آپس میں گفتگو ہوئی۔ مولوی نظام الدین نے کہا کہ حضرت مسیح کی زندگی پر بھی قرآن شریف میں کوئی آیت ہے۔ مرزا تو آیت پر اڑ رہا ہے تو مولوی محمد حسین نے کہا میں آیتیں قرآن شریف میں موجود ہیں مولوی نظام الدین مرحوم و مغفور نے کہا تو میں اب مرزا صاحب کے پاس جاؤں اور گفتگو کروں انہوں نے کہا کہ ہاں جاؤ پس مولوی نظام الدین مرحوم جلدی جلدی حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولوی عبدالکریم اور منشی غلام قادر صاحب فصیح اور فضل شاہ صاحب اور شہزادہ عبدالجید صاحب اور مولوی تاج محمد صاحب۔ اور مولوی عبدالقادر صاحب جمال پوری اور قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم و مغفور اور عباس علی مرتد اور نور محمد ہانسوی مرحوم اور اللہ بندہ ہانسوی اور منشی ظفر احمد صاحب اور دیگر اور صاحب اور خاکسار حاضر تھے آتے ہی کہا کہ مرزا جی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ قرآن شریف ہے مولوی نظام الدین مرحوم نے کہا کہ

اگر قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی آیت موجود ہو تو آپ مان لیں گے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہم مان لیں گے مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں ایک دو نہیں بیس آیتیں قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ کی زندگی پر لادوں گا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا بیس آیت کیا اگر تم ایک ہی آیت لادو گے تو میں قبول اور تسلیم کر لوں گا اور اپنا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا چھوڑ دوں گا اور توبہ کر لوں گا۔

فرمایا۔ مولوی صاحب یاد رہے تم کو یا کسی کو ایک آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں نہیں ملے گی مولوی نظام الدین نے کہا دیکھنا چکے رہنا تم ایک ہی کہتے ہو میں بیس آیتیں ابھی لا کر دیتا ہوں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے ایک آیت بھی لادی تو میں ہار گیا اور تم جیت گئے اب عباس علی کو کھٹکا ہوا۔ اور مجھ سے چپکے سے کہنے لگا کہ مرزا صاحب کیوں اڑتے ہیں ادھر بھی تو مولوی ہیں وہ کیا جھوٹ بولتے ہیں اگر آیت مسیح کی زندگی میں نکل آئی تو ہمیں منہ دکھانے کی جگہ نہ ہوگی میں نے کہا عباس علی صاحب ہرگز بھی حضرت مسیح کی زندگی کی کوئی آیت نہیں ہے۔ کیا یہ تحدی حضرت اقدس کی یوں ہی ہے اگر حضرت مسیح کی زندگی کی کوئی آیت قرآن شریف میں ہوتی تو اتنے مولوی دنیا میں موجود ہیں اور خاص کر لدھیانہ میں مولوی ہیں وہ کبھی کے پیش کر دیتے ان کا پیش نہ کرنا اور زبانی باتیں کرنا اور دعویٰ کرنا ہی بتلاتا ہے کہ ایک بھی آیت حیات مسیح کے بارہ میں نہیں ہے بس مولوی نظام الدین چادر اور جوتہ اور دوپٹہ وہیں چھوڑ کر برہنہ پاؤں ڈھکتے ہوئے ان مولویوں کے پاس گئے اور کہا کہ میں مرزا صاحب کو ہرا آیا ہوں اور توبہ کرا آیا ہوں مولوی صاحبان اس بات کو سن کر خوش ہوئے اور کہا کس طرح سے مولوی صاحب مرزا کو ہرا آئے شاباش شاباش تم نے اس وقت بڑا کام کیا ہے مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں بیس آیتوں کا وعدہ کر آیا ہوں کہ قرآن شریف کی حضرت عیسیٰ کی زندگی میں لادوں گا اب

مجھے میں آیتیں قرآن شریف سے نکال کر دو مولوی محمد حسین بولے کہ حدیثیں نہیں پیش کیں کہا کہ حدیثوں کا تو ذکر ہی نہیں مقدم قرآن شریف ہے مولوی محمد حسین نے کھڑے ہو کر اور گھبرا کر دوپٹہ یعنی عمامہ سر سے پھینک دیا اور کہا کہ تو مرزا کو ہرا کے نہیں آیا ہمیں ہرا آیا اور ہمیں شرمندہ کیا میں مدت سے مرزا کو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ قرآن شریف کی طرف مجھے کھینچتا ہے قرآن شریف میں اگر کوئی آیت مسیح کی زندگی میں ہوتی تو ہم کبھی کی پیش کر دیتے ہم تو حدیثوں پر زور دے رہے ہیں قرآن شریف سے ہم سرسبز نہیں ہو سکتے اور قرآن شریف مرزا کے دعوے کو سرسبز کرتا ہے تب * تو مولوی نظام الدین کی آنکھیں کھل گئیں اور کہا کہ جب قرآن شریف تمہارے ساتھ نہیں ہے تو اتنا دعویٰ تم نے کیوں کیا تھا اور کیوں میں آیتوں کے دینے کا مجھ سے وعدہ کیا تھا اب میں کیا منہ لیکے مرزا کے پاس جاؤں گا اگر قرآن شریف تمہارے ساتھ نہیں۔

تمہارا ساتھ نہیں دیتا اور مرزا کے ساتھ ہے اور مرزا کا ساتھ دیتا ہے تو میں بھی مرزا کے ساتھ ہوں تمہارے ساتھ نہیں یہ دنیا کا معاملہ نہیں ہے جو شرم کرنی چاہئے یہ دین کا معاملہ ہے جدھر قرآن شریف ادھر میں اس پر مولوی محمد حسین نے کہا کہ مولوی صاحب یہ مولوی نظام الدین تو کم عقل آدمی ہے اس کو ابو ہریرہ والی آیت نکال کر دکھا دو۔ مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں تو خالص اللہ تعالیٰ کی آیت لوں گا ابو ہریرہؓ کی آیت نہیں لینے کا دونوں مولوی بولے ارے بیوقوف آیت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے لیکن ابو ہریرہؓ نے نقل کی ہے اب مولوی نظام الدین وہاں سے چلنے لگے مولوی محمد حسین نے جب دیکھا کہ مولوی نظام الدین ہاتھ سے گیا اور تو کوئی بات نہ سوچھی کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن صاحب تم اس کی روٹی بند کر دو آئندہ اس کو روٹی مت دینا بات یہ ہے کہ مولوی نظام الدین ہمیشہ کھانا مولوی محمد حسن صاحب کے ہاں کھایا کرتے

(میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی محمد حسین نے یہ باتیں کیں اس میں ذرا بھی بھوث نہیں ہے (سراج الحق))

تھے اس وقت روٹی کا دباؤ دیا مگر مولوی نظام الدین خدا کے فضل سے ایسا بودا اور ضعیف الایمان تھوڑا ہی تھا کہ روٹی کے احسان میں دب جاتا ہاتھ جوڑ کر ظرافت سے مولوی نظام الدین کہنے لگے کہ مولوی صاحب میں نے قرآن شریف چھوڑا روٹی مت چھوڑو اس بات کے کہنے سے محمد حسین شرمندہ ہوا اور کہا جانیٹھ جا مرزا کے پاس مت جانا حضرت اقدس علیہ السلام مولوی نظام الدین مرحوم کی اس ظرافت اور لطیفہ کو اکثر بیان کرتے تھے اور حضرت اقدس کا ہاتھ جوڑ کر مولوی نظام الدین کی نقل بیان کرنا ایسا پیارا معلوم ہوتا تھا کہ دل کو لبھالیتا تھا۔ اور جب مولوی نظام الدین حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ضرور ان سے یہ بیان کرواتے کہ مولوی صاحب کیوں کر یہ معاملہ گزرا اور مولوی نظام الدین اسی طرح سے ہاتھ جوڑ کر بیان کرتے اور ہنستے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی ہنستے بالآخر مولوی نظام الدین وہاں سے چلے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں آکر اور شرمندہ سے ہو کر رہ گئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب بیس آیت انیس آیت دس پانچ دو چار ایک آیت لائے مولوی نظام الدین صاحب مرحوم خاموش دو چار بار کے دریافت کرنے سے رو کر عرض کیا کہ حضرت وہاں تو یہ معاملہ گزرا میری روٹی ہی بند کر دی اب توجہ ہر قرآن شریف ادھر میں پھر مولوی صاحب نے بیعت کر لی ان کا بیعت کرنا تھا اور مولویوں میں ایک شور مچنا تھا۔

عباس علی کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ اور مولویوں کے پاس تو حیات مسیح کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے میں نے کہا کہ عباس علی تم تو بہت روز سے حضرت اقدس کی صحبت میں ہو اور مجھ سے بھی پہلے کے ہو تم کو اتنی بد ظنی کیوں ہے اس روز سے کچھ بد ظنی کا مادہ عباس علی میں پیدا ہونے لگا عباس علی کو کیمیا کی بھی دھت تھی اور موسیٰ کا بھی شوق تھا ایک روز نواب صاحب کی کوٹھی پر صبح ہی صبح عباس علی آئے اور کہنے

لگے کہ سونا چاندی بن سکتا ہے کہ نہیں اس کا کوئی نسخہ یاد ہو تو بتلاؤ میں نے کہا سونا چاندی ہرگز نہیں بن سکتا کیونکہ میں نے صد ہا فقیروں اور موسوں کو دیکھا ہے ان کو بناتے نہیں دیکھا ایک آنچ کی کسر ضرور رہ جاتی ہے اور میرا بچپن سے یہ اعتقاد تھا کہ کیا کوئی شے نہیں ہے عباس علی بولے کہ کیا کرامت سے کیا معجزہ سے بھی نہیں بن سکتی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں بن سکتی ہے اس واسطے صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ قلب ماہیت حقیقی جائز نہیں ہے گو عارضی ہو جاوے جیسے سفید کپڑا رنگا جاتا ہے لیکن بعد مدت کے وہ پھر اصلیت پر آ جاتا ہے آپ معجزہ کرامت کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ میرا کہنا تھا اور عباس علی کا بگڑنا تھا پھر ہم دونوں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں گئے اور میں نے عرض کیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ سونا چاندی معجزات سے کرامات سے یا جڑی بوٹی سے اور یا اور طرح سے نہیں بن سکتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا سچ ہے معجزہ کی حقیقت یہی ہے کہ آئندہ کے واقعات بتلائے جاتے ہیں اور امور مستقبلہ پیش آمدہ سے اطلاع دیجاتی ہے اسی واسطے نبی کو نبی یعنی مستقبل کا خبر دہندہ کہا گیا ہے اور رسول کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ ہدایت اور نور کی رسالت کرتا ہے اور آئندہ کے لئے جو عذاب الہی نافرمانی سے آتا ہے اسکی پیغامبری کرتا ہے خواہ وہ عذاب دنیا میں آوے خواہ قیامت کے روز۔

الحمد للہ کہ خاکسار کو بچپن سے جب سے کہ میں نے ہوش سنبھالا ہے چار چیزوں پر کبھی یقین نہیں ہوا ایک کیسا پر دوسرے دیوانوں کے ولی اللہ سمجھنے پر تیسرے دست غیب پر جو لوگ وظیفے پڑھتے ہیں کہ روپیہ روز یا پانچ روپیہ روز بستر کے نیچے سے یا مصلے کے نیچے سے غیب سے مل جایا کریں چوتھے اسبات سے مراد مل کر اہت کرتا رہا کہ انگریزوں کی بادشاہت جاتی رہے۔ لوگ تو ہمیشہ یہی چاہتے رہے کہ سلطنت برطانیہ جاتی رہے انگریزوں کا راج جاتا رہے۔ اور مسلمان بادشاہ آ جاوے جو یہ کہتا میرے تن بدن میں آگ کا شعلہ بھڑک جاتا تھا اور اس

بات پر لڑائی بھی ہو جاتی تھی اور میرے دل سے یہ بات پیدا ہوتی کہ خدا کرے انگریزی سلطنت قائم رہے ان کا بول بالا رہے۔ مسلمان بادشاہ آکر ہمیں کیا دے گا یہ چاروں باتیں حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی بیان کی تھیں اور میری بات اور میرے یقین کی تصدیق کی تھی اور فرمایا کہ آج اگر مسلمانوں کی بادشاہت ہوتی تو اس طرح سے ہم کب تبلیغ و اشاعت دین اور مقاصد سلسلہ احمدیہ کر سکتے تھے یہ خدا کا فضل اور رحم ہوا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے پہلے انگریزوں کی سلطنت کو اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔

بٹالوی سے آغاز مباحثہ پھر مولوی محمد حسین سے مباحثہ قرار پایا اور دن مباحثہ کا مقرر ہو کر مباحثہ کے لئے

مولوی محمد حسین حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر آئے اور ساتھ مولوی محمد حسن اور سعد اللہ نو مسلم اور پانچ سات اور شخص بھی آئے اور ایک سوال لکھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کے آگے رکھ دیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کا جواب لکھ دیا اور مجھ سے فرمایا کہ کئی قلم بنا کر میرے پاس رکھ دو اور جو ہم لکھتے جائیں اس کی نقل کرتے جاؤ چنانچہ میں نقل کرنے لگا اور آپ لکھنے لگے جب سوال و جواب اسدن کے لکھ لئے گئے تو مولوی محمد حسین نے خلاف عہد زبانی وعظ شروع کر دیا اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کا جو یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف حدیث پر مقدم ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے بلکہ عقیدہ یہ چاہئے کہ حدیث قرآن شریف پر مقدم ہے اور قرآن شریف کے متعلق مسائل کو حدیث کھولتی ہے اور وہی فیصلہ کن ہے خلاصہ مولوی صاحب کی تقریر کا یہی تھا پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے چونکہ یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ زبانی تقریر کوئی نہ کرے مولوی صاحب نے اس معاہدہ کے خلاف تقریر کی ہے سو میرا بھی حق ہے

حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ ہر روز کئی کئی قلم مجھ سے بنوا کر رکھ لیتے اور جو میں نہ ہوتا تو جیسا قلم ہاتھ میں آجاتا تو اچھوٹا دیسے سے ہی لکھ لیا کرتے تھے بعض وقت سیاہی نہ ہوتی تو قلم کو لب لگا کر لکھ لیتے تھے۔

کہ میں بھی کچھ تقریر زبانی کروں پھر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ کسی طرح بھی صحیح اور درست نہیں ہے کہ حدیث قرآن شریف پر مقدم ہے ناظرین! سننے کے لائق یہ بات ہے کہ چونکہ قرآن شریف وحی مکتوبہ ہے اور تمام کلام مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جمع ہو چکا تھا اور یہ کلام الہی تھا اور حدیث شریف کا ایسا انتظام نہیں تھا اور نہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھی گئی تھیں اور وہ مرتبہ اور درجہ جو قرآن شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کو نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت در روایت پہنچی ہیں اگر کوئی شخص اس بات کی قسم کھاوے کہ قرآن شریف کا حرف حرف کلام الہی ہے۔ اور جو یہ کلام الہی نہیں ہے تو میری بیوی پر طلاق ہے تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق وارد نہیں ہو سکتا۔ اور جو حدیث کی نسبت قسم کھالے اور کہے کہ لفظ لفظ حرف حرف حدیث کا وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے منہ سے نکلا ہے اگر نہیں ہے تو میری جو رو پر طلاق ہے تو بے شک و شبہ اس کی بیوی پر طلاق پڑ جاوے گا یہ حضرت اقدس کی زبانی تقریر کا خلاصہ ہے اس بیان اور تقریر پر اور نیز اس پرچہ تحریری پر جو حضرت اقدس علیہ السلام شاتے تھے چاروں طرف سے واہ واہ کے اور سبحان اللہ کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ اور یہاں تک ہوتا تھا کہ سوائے سعد اللہ اور مولوی صاحب کے ان کی طرف کے لوگ بھی سبحان اللہ بے اختیار بول اٹھتے تھے دو تین شخصوں نے کہا کہ ہمارا خیال تھا کہ مرزا صاحب جو زبانی بحث نہیں کرتے اور تحریری کرتے ہیں وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ مگر آج معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو زبانی تقریر بھی اعلیٰ درجہ کی آتی ہے اور ملکہ تقریر کرنے کا بھی اول درجہ کا ہے اور آپ جو تحریر کو پسند کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ آپ تقریر کرنے میں عاجز ہیں بلکہ اس واسطے کہ تحریر سے حق و باطل کا خوب فیصلہ ہو جاوے اور ہر ایک پوری طرح احقاق حق اور ابطال باطل میں تمیز کر لے اور حاضر و غائب پر پورا پورا سچ اور جھوٹ کھل جاوے۔ مولوی صاحب اس پر خفا ہوتے اور کہتے

علیہ السلام کو کہتے تھے اور لاندہب مولوی محمد حسین کو کہتے تھے۔

ایک دن عباس علی نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اس مولوی محمد حسین نے جو چوری کی ہے اس چوری کا حال بھی آپ جتلا دیں فرمایا ہاں ہاں موقعہ آنے دو۔ جتلا دیں گے اور وہ چوری یہ ہوئی کہ کتاب ازالہ اوہام جو امرتسر میں شیخ نور احمد صاحب کے اہتمام میں چھپتی تھی اس کا ایک پروف روزانہ حضرت مولانا نور الدین صاحب کی خدمت میں جموں جایا کرتا تھا اور غزنویوں میں سے ایک حضرت مولانا کاداماد بھی تھا اس نے کچھ ورق ازالہ اوہام کے چرا کر مولوی محمد حسین کے پاس بھیج دیئے تھے جن کا حوالہ مولوی محمد حسین نے اپنے مباحثہ کے تحریری پرچہ میں دیا ہے۔

غزنوی مولوی ثم امرتسری کا یہ فتویٰ ہے کہ غیر مذہب والے کی چوری جائز ہے خواہ خفی ہو یا شافعی یا دہابی یا شیعہ یا خارجی اور دیگر مذاہب کے ہاں چوری بالاولیٰ جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو تو کافر ہی جانتے ہیں۔ اس واسطے اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ ایک آدمی غزنویوں کا ہمارے پاس رہا کرتا تھا جب سودا منگواتے تو وہ دونی چونی ہر روز لے آتا۔ ہم نے ایک روز دریافت کیا کہ تو یہ کہاں سے لے آتا ہے اس نے کہا کہ ہمارے مولویوں کا یہ فتویٰ ہے کہ سوائے اہل حدیث کے اور کوئی مسلمان نہیں ہے سب کی چوری کرو۔ اور ان کا مال حلال ہے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ اس کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اپنے پاس سے نکال دیا یا کیا کیا۔

ایک پشوری شخص حضرت اقدس علیہ السلام کا مرید ہوا اور وہ نانباتی تھا۔ لنگر میں روٹی پکایا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے کتنے ہی خفیوں کا مال چرایا۔ اسباب چرایا۔ روپیہ پیسہ چرایا اور میں نے یہ فتویٰ امرتسری غزنویوں سے سنا تھا کہ چوری کرنی غیر مذہب والوں کی خواہ وہ خفی ہوں مقلد ہوں یا کوئی ہوں جائز ہے۔

یہ چوری چوری نہیں ہوتی اب حضرت اقدس علیہ السلام سے بیعت کر کے توبہ کی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوا کہ کسی کی بھی چوری جائز نہیں ہے خواہ وہ ہندو ہو عیسائی ہو یہود ہو شافعی ہو۔ مقلد ہو وہابی ہو موحد ہو۔ وہ اپنے واقعات سرقہ کے بہت سنایا کرتا تھا اور پھر روتا اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا یہ ہے ان مولویوں کی مولویت اور علم و عمل اور فتویٰ۔ یہ آیت ان ہی لوگوں اور ایسے ہی لوگوں کے واسطے ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۝ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝

قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں عالم فاضل اور خاص عام بگڑ جاتے ہیں اور اپنے نزدیک وہ ملائکہ۔ اللہ بنے ہوئے ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظریں وہ ابلیس ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنا مامور مرسل بھیج کر انکی تلبیس کھولتا ہے تب وہ چیختے چلاتے ہیں اور فریاد و شور کرتے ہیں اور مصلح کو مفسد اور صادق کو کاذب اور مامور مرسل کو مفتری کہنے لگتے ہیں۔

غرض جب تیرہواں روز مباحثہ کا ہوا تو عیسائی مسلمان ہندو وغیرہ کا بہت ہجوم ہو گیا میں نواب صاحب مرحوم موصوف کی کوٹھی پر تھا اور روائی کا ارادہ کر رہا تھا۔ حضرت اقدس معہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور فشی غلام قادر صاحب فصیح اور قاضی خواجہ علی صاحب اور الہ دین صاحب واعظ وغیرہم مولوی محمد حسن کے مکان پر تشریف لے گئے اور میرے پاس مولوی نظام الدین مرحوم اور مولوی عبداللہ مجتہد مرحوم کو بھیجا کہ جلد صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو لے آؤ پس میں چلا اور مکان کا دروازہ مولوی محمد حسن نے باشارہ مولوی محمد حسین بند کر دیا تھا کہ آدمی مرزا صاحب وغیرہ کا مضمون سننے کے لئے نہ آوے۔ چونکہ مضمون میرے پاس تھا اور رات بھر میں میں نے اصل سے نقل دینے کے واسطے کر لی تھی اس واسطے اور بھی حضرت اقدس کو میرا انتظار ہو واجب میں آیا تو

درد ازہ بند پایا اور درد زہ پر اور سینکڑوں آدمی تھے بمشکل تمام درازہ مولوی نظام الدین صاحب مرحوم نے کھلوا یا میرے ساتھ سب آدمی اندر گھس گئے اور مولوی محمد حسن اور مولوی محمد حسین کا چہرہ زرد ہو گیا۔ مجھے مولوی محمد حسن نے کہا کہ تم کیوں آگئے میں نے کہا ہم کیسے نہ آویں مباحثہ تو گویا ہمارے ساتھ ہے اور کاتب مباحثہ میں ہوں حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون سنانے سے پہلے فرمایا کہ مولوی صاحب اب یہ مباحثہ طول پکڑ گیا ہے اس کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے اصل مطلب وفات و حیات مسیح علیہ السلام میں بحث ہونی مناسب ہے مگر مولوی صاحب کب ماننے والے تھے ان کے ہاتھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کیا دھڑا تھا جب حضرت اقدس علیہ السلام نے پرچہ سنانا شروع کیا تو مولوی صاحب کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور ایسی گھبراہٹ ہوئی اور اس قدر ہوش و حواس باختہ ہوئے کہ نوٹ کرنے کے لئے جب قلم اٹھایا تو زمین پر قلم مارنے لگے دو ات جوں کی توں رکھی رہ گئی اور قلم چند بار زمین پر مارنے سے نوٹ گیا اور جب یہ حدیث آئی کہ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حدیث میری معارض قرآن ہو وہ چھوڑ دی جائے اور قرآن کو لے لیا جائے اس پر مولوی محمد حسین کو نہایت غصہ آیا اور کہا یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے۔ اور جو یہ حدیث بخاری میں ہو تو میری دونوں بیویوں پر طلاق ہے اس طلاق کے لفظ سے تمام لوگ ہنس پڑے اور مولوی صاحب کو مارے شرم کے کچھ نہ بن پڑا اور بعد میں کئی روز تک لوگوں سے مولوی صاحب کہتے رہے کہ نہیں نہیں میری دونوں بیویوں پر طلاق نہیں ہوا اور نہ میں نے طلاق کا نام لیا ہے اب جو دس بیس سو دس کو خبر تھی تو مولوی صاحب نے ہزاروں کو خبر دیدی مولوی صاحب پر غضب اور مغلوب الغضب تو تھے ہی غصہ میں خدا جانے کیا کیا زبان سے نکلا۔

عباس علی کا ارتداد مباحثہ تو ختم ہو گیا اور مولوی صاحب کا غصہ اور بھی بھڑک گیا عباس علی مباحثہ کے ایام میں مولوی

محمد حسین کے مکان پر جانے لگے اور جانے کی یہ ضرورت ہوئی کہ ایام مباحثہ میں جو پرچہ مولوی محمد حسین کا نقل کے بعد منگوا یا جاتا تو عباس علی کو بھیجا جاتا۔ پس یہ جانا عباس علی کا غضب ہو گیا اور یہ پھنس گیا مولوی محمد حسین اور محمد حسن ان کو کھانا کھلانے لگے اور جب یہ جاتے تو سرِ قد تعظیم کو کھڑے ہو جاتے اور کہتے میر عباس علی صاحب تم تو سید ہو آل رسول ہو تمہارا تو وہ مرتبہ ہے کہ لوگ تم سے بیعت ہوں اور تم افسوس مرزا کے مرید ہو گئے جو دین سے پھر گیا برگشتہ ہو گیا امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ امام مہدی تو سیدوں میں سے ہو گا۔ یہ مغل چغل کماں سے بن گیا نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ دونوں مولوی عباس علی کے ہاتھ چومتے اور دو ایک روپیہ بھی نذرانہ کا دیتے اور کہتے کہ تمہاری شان اعلیٰ دارِ فہ ہے کہ تم درود میں شریک ہو اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تم اس رتبہ کے آدمی ہو کہ افسوس کماں اور کس مرتد کے مرید ہو گئے عباس علی تھے کہ پھول کے کپا ہو گئے اور ان کے اعتقاد میں نزول واقع ہو گیا سید تو تھے نہیں خواستہ سید بن گئے تھے اب تو ان دونوں داہتہ الارض مولویوں نے سید ہونے پر مہر لگادی۔

ایک روز یہ مخالف ہو کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں تو تمہارا مرید ہو کر شرمندہ ہوا۔ اور تم نے ایسا دعویٰ کر لیا کہ جس سے ہم کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ میر صاحب میں نے جھوٹا دعویٰ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ میری بات پر گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو مسیح موعود اور مہدی موعود کہا اور بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور قسم کھا کر کہ اس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور سچا ہوں اور راست گو ہوں کیا اتنے روز سے تم نے میرا کوئی جھوٹ سنایا مجھ کو جھوٹ بولتے دیکھا یا میں نے کوئی افترا کیا یا کوئی منصوبہ باندھا میں مسیح موعود ہوں اور مہدی موعود ہوں۔ اس تقریر کو سن کر خلیفۃ المسیح مولانا نور

الدین سلمہ اللہ تعالیٰ کو ایسا وجد ہوا کہ وجد کی حالت میں کھڑے ہو گئے۔ اور ایک چکر لگایا لیکن اس بد قسمت ترش رو عباس علی نے انکار ہی کیا اور حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی مدلل اور مبسوط تقریر فرما کر سمجھایا جب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام اس قدر شفقت سے سمجھاتے تھے اور اپنے صدق پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں تو انہوں نے اٹھ کر کہا کہ بس حضرت جانے دیجئے یہ مردود ہو چکا۔ پھر عباس علی کو بڑے غصہ سے کہا کہ اوگستاخ رائیں بچے تیری یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مرسل اور مامور اور مسیح تو محبت سے بولتا ہے اور تیری گستاخی بڑھتی ہے چل بد معاش اور نکل ہت تیری ایسی تیری کریں۔ بہت سرچڑھ گیا ہے محمد حسن و محمد حسین ہی وابتہ الارض تیرے ہاتھ چومیں گے اور رائیں بچہ کو سید بنا دیں گے بس عباس علی تو اس دھمکی سے کافور ہو گیا۔ اور اٹھ کر چل دیا اور حضرت اقدس علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر عباس علی روز بروز قسی القلب ہو آ گیا۔ یہاں تک کہ اس نے مخالفت کا اشتہار دیا اور ذلت کی موت سے مرا اور ایسا ہی مولوی شاہدین مجنون اور مختل الحواس ہو کر مرا۔ اور وہ تینوں مولوی ذی ثلث شعب بھی بری حالت میں اور مقدمات میں گرفتار ہو کر ذلت کی موت سے مرے ان پر مقدمات قائم ہوئے اور گرفتار ہوئے یہ ہے ذلت جو خدا کے مرسل کے ساتھ مخالفت کرنے سے ہو ا کرتی ہے اور ادھر حضرت اقدس علیہ السلام کی دن دونی رات چو گئی عزت و حرمت بڑھتی رہی روز بروز جماعت بڑھتی گئی وَلِلّٰهِ الْبَعْزَةُ وَلِرُسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ایک روز مولوی محمد حسین نے جب عباس علی پر قابو پایا اور وہ مذہب ہو گیا۔ میری طرف بھی متوجہ ہوئے یہاں تو اِنْ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کانون میں پڑی ہوئی تھی کہ فرمودہ الہی صادق ہے مجھے کلاما کر بھیجا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مجھے آپ کی خدمت میں کچھ علیحدہ تخیل میں عرض کرنا

ہے مہربانی فرما کر تخیلہ کا وقت بتلا دیں تاکہ میں خدمت شریف میں حاضر ہوں اور جو آپ تشریف لادیں تو ہماری کہاں ایسی قسمت کہ آپ جیسے بزرگ اور بزرگ زادہ کے قدم مبارک آویں ابھی تک مجھے عباس علی کے حال سے اطلاع نہیں تھی میں نے کلا کر جواب میں بھیجا کہ مولوی صاحب علیحدہ تخیلہ میں ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے اور لوگ آتے ہیں آپ بھی آویں اور تخیلہ میں بات چیت کریں میں موجود ہوں اور مجھے ہر وقت فرصت ہے۔ اور یہ مکان تو نواب علی محمد صاحب کا مکان ہے یہاں کسی کی بندی نہیں ہے یہ جواب میرا سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ اور کچھ صدائے برنخواست کا مضمون ہوا اور

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکُمْ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ شَیْءٌ۔

ہاں یہ بات قابلِ نوشت اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے ضروری ہے کہ جس روز مولوی محمد حسین صاحب مع اپنے خدم و حشم کے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ رسالت پر بحث کے لئے آئے تو میں نے کبھی مولوی صاحب کو نہیں دیکھا تھا میری زبان سے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ دو تین بار بلند ہوا مولوی عبدالکریم صاحب اور منشی غلام قادر صاحب فصیح نے دریافت کیا کہ یہ نعرہ اللہ اکبر اس وقت کیسا کیا بات دیکھی اور حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا تب میں نے کہا کہ میرا رویا میرا کشف آج خدا تعالیٰ نے پورا کر کے دکھلادیا ان سب نے پوچھا وہ کیا کشف و رویا تھا پھر وہ کشف میں نے بیان کیا اگرچہ وہ کشف مختصر ازالہ ادہام میں حضرت اقدس علیہ السلام نے میرے نام کے ساتھ ارقام فرمایا ہے اور میں نے بھی ایک رسالہ میں جس کا نام (کشف صحیح بتصدیق مثیل مسیح) ہے لکھ دیا ہے اور چھپ گیا ہے لیکن وہ رسالہ اب نہیں ملتا ہے ایک بار ہی چھپا ہے اس لئے اب دوبارہ بوضاحت تمام پھر لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کی دلچسپی کا زیادہ باعث ہو اور بعض کی ہدایت کا سبب ہو اور تاکہ یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں کیونکر

حاضر ہوا اور وہ یہ ہے۔

اپنی سابقہ حالت کا نقشہ مجھے بچپن سے قرآن شریف کے پڑھنے کا بہت شوق تھا یہاں تک کہ ایک پارہ روز کی

بجائے ایک منزل ہر روز پڑھتا تھا پھر ایک مدت کے بعد ایک قرآن شریف ہر روز کئی سال تک پڑھا اور ساتھ ہی نماز اشراق اور چاشت اور زوال اور اوامین اور تہجد بھی پڑھتا تھا۔ پھر ایک دفعہ شوق و طائف جو ہوا تو کئی مہینے تک سو لاکھ بار ہر روز یا و باب پڑھا اور کئی مہینے تک اَللّٰهُ الصَّمَدُ سو لاکھ بار پڑھتا رہا پھر ایک بار ایک سال تک اسم ذات یا اللہ تین لاکھ ساٹھ ہزار بار پڑھتا رہا ایک دفعہ ایک سو دن تک ہر روز لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پنتالیس ہزار بار روز پڑھتا رہا جن دنوں میں یہ پڑھا کرتا تھا ایک درویش ولایتی بھی وہاں رہتے تھے وہ مجھے دیکھ کر ہنستے اور کہتے شمار میکنی اسم باری تعالیٰ نبی خوانی یک بار بخواں و ازل بخوان ایک دفعہ میں بارہ ہزار مرتبہ يَا بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ پڑھتا تھا پھر مہینوں اللہ ہو کی بیس بیس ہزار بار ضریں لگاتا اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی بھی بارہ بارہ ہزار ضریں لگاتا اور درویشوں فقیروں علما کی صحبت میں بھی بہت جاتا۔ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ صلوٰۃ المکس بھی پڑھنی چاہئے۔ اور سنا تھا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ برس تک کنویں میں اُلٹے لٹک کر پڑھی ہے لیکن اتفاق سے کتاب سیرۃ الاولیاء جو حضرت شیخ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے مل گئی۔ اس کو میں نے اول سے آخر تک پڑھا تو ایک مقام پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے پیر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ دہلوی سے عرض کیا کہ مجھے صلوٰۃ المکس پڑھنے کی اجازت مل جائے انہوں نے فرمایا کہ فرید الدین اس میں کیا دھرا ہے۔ آخر کار بار بار کے عرض کرنے سے اجازت دیدی تو انہوں نے ایک چلہ تک مکس نماز پڑھی اور دو چار منٹ کے لئے اُلٹے

کنویں میں لگتے جب چلے ہو چکا تو کوئی فائدہ اور نتیجہ بہتر مترتب نہ ہوا شیخ فرید الدینؒ بہت پچھتائے اور تمام عمر افسوس کرتے رہے کہ پیر کے خلاف بھی ہوا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اس روایت کو میں نے دیکھ کر اس کا ارادہ ترک کر دیا اور پھر معلوم ہوا کہ خدا نے تو ہمیں سیدھا پیدا کیا اور ہم اٹے ہو کر نماز پڑھیں۔ اور قرآن شریف کی یہ آیت بھی ایک روز تلاوت کرتے ہوئے نکل آئی اَفَسَنْ يَمُشِي مُكَبِّئًا عَلَىٰ وَجْهِهِ اَهْدٰى اَمَّنْ يَمُشِي سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ یعنی کیا وہ شخص کہ جو الٹا منہ کے بل چلتا ہے ہدایت پر ہے یا وہ شخص کہ جو سیدھا صراطِ مستقیم پر چلتا ہے غرض میں بھی اکثر جاتا کہ شاید یہیں کوئی باخدا اہل دل مل جاوے چونکہ ہمارے ہاں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر نسلِ بعد نسل درویشی اور پیری و مریدی بلا انقطاع چلی آتی ہے مگر میں کبھی خاندانی فخر اور تکبر میں گرفتار نہیں ہوا لیکن کلام مجید کا ورد بھی اس میں رہا اور یہ ترک نہیں ہوا اور پھر ترجمہ بھی لکھا ہوا پڑھتا تھا۔ اور کچھ کچھ زبانی بھی یاد کرتا تھا فارسی بھی کچھ پڑھی لیکن گلستان بوستاں تک یا کریم وغیرہ چھوٹی کتابیں الا مجاہدوں کی طرف بہت رغبت تھی اور بہت سے چلے گئے لیکن یہ ضرور ہے کہ اسماء الہی پڑھتا بزرگوں کے نام جیسے صوفی پڑھتے ہیں چنانچہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ نہیں پڑھے اور جو کبھی پڑھنے کی رغبت بھی ہوئی تو خود بخود غیب سے کوئی ردک پڑ گئی۔ سورہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ بھی بارہ ہزار بار روز پڑھتا تھا۔ دریاؤں پر بیٹھ کر چلے گئے۔ اور جنگلوں میں اور خانقاہوں میں چلے گئے لیکن نماز کا سب سے زیادہ التزام رہا اور کتابوں میں و عظوں میں یہ دیکھ کر اور سنا کر کہ حضرت امام مہدی پیدا ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے نہایت شوق تھا اور خدا سے دعائیں کرتا کہ الہی ہمارے زمانہ میں بھی امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ہونگے اور ہمیں بھی کبھی زیارت ہوگی۔ پھر خیال آتا کہ امام مہدی و عیسیٰ کہاں اور ہم کہاں پھر خیال ہوتا کہ اگر عیسیٰ ہوئے بھی تو ہم جیسوں کو زیارت کب

نصیب ہوگی وہاں تو عالم فاضل غوث قطب ابدال - امیر کبیر بادشاہ نواب تمام دنیا کے جمع ہو گئے تیرے جیسوں کی رسائی اس دربار میں کب ہو سکے گی پھر میں نے درخت پر چڑھنے کی مشق کی کہ اگر حضرت امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ہمارے زمانہ میں ہو بھی جاویں اور ان کے دربار میں باریابی نہ ہو تو وہ لڑائی کو جنگ کو یا کوئی اور صورت سے سواری نکلے گی تو درخت پر بیٹھ کر ہی زیارت کر لیں گے پھر دعائیں کرتا اور رورو کر دعائیں کرتا کہ الہی ان کی زیارت نصیب ہو جوانی میں ہو ضعیفی میں ہو خواہ کسی طرح سے ہو ایک دفعہ میرے دوست ولی محمد سراسدی نے ایک قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کا پڑھا تو بوسیدہ کرم خوردہ لا کر دیا اور کہا کہ تم کو بڑا شوق ہے کہ حضرت امام مہدی کی زیارت ہو سو تم کو مبارک ہو اس قصیدہ کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو لئے مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور ہر روز اس قصیدہ کو پڑھتا اور چومتا کبھی اس کو پڑھتا اور کبھی اور کتابوں کے موافق زمانہ کے حالات خراب پر نظر ڈالتا تو معلوم ہوتا کہ ضرور یہ زمانہ امام مہدی و مسیح کا ہے پھر جو دل میں سماتا کہ لاکھوں آدمیوں میں حضرت امام مہدی کی زیارت کیسے نصیب ہوگی تو اس ناامیدی سے چیخ مار کر رو دیا کرتا تھا میرے دیکھا دیکھی ہمارے جدی بھائیوں سے برکت علی بھی وظیفے پڑھنے لگا اس کو خواب میں ممانعت ہو جاتی لیکن بخلاف اس کے مجھے بڑی عجیب عجیب رویا ہوتی اور کشف بہت ہوتا فرشتوں ولیوں اور نبیوں کی زیارت خواب میں ہوتی اور بعض باتیں آئندہ کی کسی کے متعلق موت و زندگی کی معلوم ہو جاتی تھیں اور وہ کشف اور وہ اخبار صحیح ہوتے دعائیں بہت قبول ہوتی تھیں تخیر خلق اس قدر ہوتی کہ میں ملاقات سے گھبرا جاتا ایک بار میں نے دو سال تک گوشت نہیں کھایا اور قسم قسم کے وظیفے پڑھے سفر میں بھی روزے رکھتا اگرچہ یہ وظائف اور اور ابدعت تھے چونکہ بے خبری تھی اور خدا تعالیٰ کسی کی محنت و مشقت کو ضائع نہیں کرتا اس لئے مجھے ضائع نہیں کیا کیونکہ حضرت امام مہدی و مسیح علیہ السلام

کی خدمت کے لئے مجھے چن رکھا تھا اور اسی لئے پیدا کیا تھا۔ اور میرا نام بھی میرے والد نے نصیر الدین رکھا تھا پھر سراج الحق رکھ دیا اور صغریٰ میں میرے والد مجھے جنگلوں میں لے جاتے۔ اور مجاہدے کراتے اور بارہا فرماتے کہ سراج الحق تیری قسمت میں ایک ایسی نعمت ہے کہ جو ہمیں نصیب نہیں ہوگی اور ہم اس سے محروم رہیں گے وہ اپنے نور فراست سے دیکھتے تھے کہ امام وقت کا زمانہ اس کو نصیب ہوگا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ **إِنَّ تَقْوَاهُ مِنْ فِرَاسَتِ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ** یعنی مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی خوردبین سے دیکھتا ہے پس ایک دفعہ میں بمقام جیند آیا اور درود شریف اور استغفار میں مشغول رہا یہ زمانہ ۹۶ ہجری کا زمانہ تھا۔

کشف صحیح بتصدیق مسیح ایک روز بعد نماز عشاء مجھے کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ بہت سے

لوگ ایک مکان کے اندر سے ہندو اور عیسائی اور مسلمان آتے ہیں اور میں مسجد میں وضو کر رہا ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے جو ہندو تھے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں گئے تھے وہاں سے آرہے ہیں پھر میں نے یہ سوچا کہ مسلمانوں سے کیا دریافت کرنا یہ تو مانتے ہی ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں سے آپ کی تعریف پوچھنی چاہئے پس میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے حضرت رسول کریم ﷺ کو کیسا پایا تو انہوں نے کہا سبحان اللہ جیسا سنتے تھے دیباہی پاک اور مقدس رسول پایا تب میں بھی اٹھ کر اسی طرف چل دیا اور مکان کے اندر گیا دیکھا تو آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سامنے فرش پر کچھ لوگ بڑے بڑے عمامہ والے پنجابی شکل و لباس کے آدمی بیٹھے ہیں اور سامنے رسول اللہ ﷺ کے ایک شخص سفید پوش بیٹھا ہے اور آپ کے بائیں جانب ایک شخص برہنہ بدن برہنہ سرکانوں تک بال چپک رو برہنہ پا صرف ایک میلا سا تہ باندھے بیٹھا ہے اور آنحضرت ﷺ کو

پشت ویکر بیٹھا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بھی سفید کپڑے ہیں اور چادر سفید اوڑھے ہوئے چار زانوں تشریف رکھتے ہیں آنکھوں میں سرمہ ہے۔۔۔۔۔ مگر فرش پر تکلف نہیں ہے پس میں وہاں جا کر سب کے پیچھے ادب سے بیٹھ گیا اور یہ دل میں خیال آیا کہ یہ مجلس مبارک آنحضرت ﷺ کی ہے۔ جہاں جگہ ملے وہیں پر بیٹھنا چاہئے پس میں وہیں بیٹھ گیا ان دنوں میری اور محمد یوسف جیندی اور نیم حاجی عبداللہ کی بحث رہا کرتی تھی ان کو مجھ سے عداوت تھی کیونکہ تمام شہر کے بڑے بڑے لوگ مجھ سے مرید تھے جیسے قاضی صاحبوں کا خاندان جو عثمانی ہے اور یہ خاندان قدیم سے ہمارے خاندان کا مرید ہے ہمارے بزرگوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فرمان کاغذات ان کے یہاں موجود ہیں کیونکہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ بادشاہی وقت میں عہدہ قضا پر مامور تھے۔ اور جو کہیں قاضی ہوتا تھا وہ آپ کی رائے اور تحریر پر قاضی ہوتا تھا اور سو اس کے حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جن کے بھائی دلی کامل کی اولاد سے حضرت مولانا داولنا نور الدین خلیفۃ المسیح ہیں ان کا دستور تھا کہ جب کسی کو خلافت دیتے تو فرماتے کہ مولانا جمال الدین احمد کی خدمت میں جاؤ اگر وہ خلافت منظور کر لیں تو درست ورنہ نہیں سوا ایسا ہی ہوتا رہا کہ جس کی خلافت حضرت قطب جمال الدین منظور کر لیتے حضرت بابا صاحب بھی منظور فرما لیتے اور جو قطب صاحب نام منظور کرتے تو بابا صاحب بھی نام منظور کرتے اور لکھا ہے کہ بعض کے خلافت نامے قطب صاحب نے منظور نہیں کئے اور پھاڑ ڈالے اور انہوں نے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو بابا صاحب نے فرمایا کہ دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت اور پھر اس کو خلافت نہیں ملی چنانچہ جن کے خلافت نامے قطب صاحب نے چاک کئے ان کے یہ نام ہیں نظام الدین اور شیخ صابر یہ سب حال سیر الاولیاء سبع مناجل اقتباس الانوار چشتیہ بہشتیہ آئین اکبری تاریخ فرشتہ وغیرہ میں لکھا ہے۔

مناقب نور الدین اعظم اب مجھے خلیفۃ المسیح کی بارگاہ میں کئی قسم کا شرف ہے ایک تو یہ کہ آپ ہمارے

مرشدوں کی اولاد سے ہیں اور دوسرا اس سے زیادہ شرف یہ کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی محمود امام زمان عالی جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام کے خلیفہ اور جانشین ہیں اور ایک یہ شرف کہ حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے صاحبزادہ صاحب ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے درس قرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جاوے گا یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی اور درحقیقت میں اسرار قرآنی اور تفسیر کلام رحمانی سے نا آشنا اور نادانف تھا پس میں حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمانے سے درس میں بیٹھنے لگا اور قرآن شریف سننے لگا اور پھر ایک لطف ایسا آنے لگا کہ جس کا بیان میری خیز تحریر سے باہر ہے اور آپ کی ہی برکت سے مجھے قرآن شریف کی تفہیم ہوتی گئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور مطالب قرآن شریف سمجھایا کرتے تھے اور ایک شرف مجھے آپ سے یہ ہے کہ میں نے بخاری شریف کا کچھ حصہ آپ سے پڑھا ہے اور تھوڑے سے حصہ میں حضرت میرنا صر نواب صاحب مدظلہ العالی بھی میرے شریک اور ہم سبق رہے درحقیقت قرآن شریف اور بخاری شریف کے سمجھنے کا حق بعد حضرت اقدس علیہ السلام نور الدین ہی کا ہے جس کا نام ہی نور دین ہو وہ نور قرآن سے حصہ نہ لے تو اور کون لے حضرت خلیفۃ المسیح کو قرآن شریف کا یہاں تک عشق و محبت ہے کہ کوئی وقت آپ کا قرآن شریف سے خالی نہیں ہے اور اندر زنانہ مکان میں جا بجا قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں تاکہ دیکھنے میں دیر نہ لگے اور سستی

دکسل برپا نہ ہو۔ جہاں ہوں وہیں قرآن شریف دیکھ لیں ایک دفعہ آپؐ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں اور طلب کروں تاکہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں سناؤں۔

میں پیر زادہ ہوں صاحبزادہ ہوں صاحبزادوں میں اکثر تکبر اور غرور پیر زادگی بہت ہوا کرتی ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام اس کو محسوس کر لیتے تھے حضرت خلیفۃ المسیحؑ سے بعض اوقات جو پیر زادگی کا خیال آ جاتا تو مروڑ سے ہی رہتا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ مجھ پر مہربانی فرماتے رہتے اور کبھی بھی اپنی زبان سے از روئے الطاف مربیانہ کچھ نہ فرماتے اور تعظیم و تکریم ہی کرتے رہتے اور حضرت اقدس علیہ السلام جو آپ کی تعظیم و تکریم و توقیر کرتے تو لامحالہ مجھے بھی کرنی پڑتی اور دل سے آپ جانتے کہ یہ صاحب زادہ ہے اس کو قرآن شریف سے خبر نہیں ہے اور درحقیقت مجھے کچھ بھی اس وقت تک خبر نہیں تھی اور کبھی کبھی زبان سے فرما دیتے کہ آئیے ذرا ہمارے درس میں بھی بیٹھا کیجئے اور خود حضرت خلیفۃ المسیحؑ سلمہ اللہ تعالیٰ میری جگہ پر مجھ جیسے گنہگار کے پاس تشریف لے آیا کرتے تھے اور بعض وقت جو میں اپنی نشست گاہ پر اشعار عاشقانہ خوش الحانی سے پڑھتا اور چپ ہو جاتا تو فرماتے کہ پیر صاحب اور پڑھئے ہم تو آپ کے پڑھنے کے مشتاق ہی رہ گئے ہمیں اشتیاق میں چھوڑ کے چپ ہو گئے ایک روز میں مسجد مبارک سے زینہ کی راہ سے اترتا تھا اور کچھ عاشقانہ اشعار خوش الحانی سے پڑھتا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ زینہ کے نیچے کھڑے سن رہے تھے جب میں آپ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تو فرمایا پیر صاحب کیوں چپ ہو گئے ہمیں تو وجد ہی آ گیا تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی بیمار ہو جاتے تھے یا لکھتے لکھتے تھک جاتے تو فرماتے کہ صاحبزادہ صاحب کو بلاؤ ان سے کوئی غزل سنیں گے اور میں سنا دیتا تو آپ کو تکلیف میں تسکین ہو جاتی ایک روز فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب کوئی

غزل سناؤ کہ تمہاری آواز بہت پیاری معلوم ہوتی ہے ہم میں بھی چشیت ہے ایک روز جہاں چھاپہ خانہ ضیاء الاسلام ہے وہاں رہتا تھا اور میرے گھر کے آدمی سرسودہ تھے صرف میں اکیلا تھا حضرت اقدس علیہ السلام کے سر میں درد شدت سے تھا وہاں حضرت اقدس علیہ السلام میرے پاس آکر لیٹ گئے اور فرمایا ہماری پنڈلیاں دباؤ میں دبانے لگا پھر فرمایا صاحب زادہ صاحب کوئی غزل پڑھو میں نے یہ غزل نظیر کی خوش الحانی سے سنائی۔ فرمایا قوال طرز میں پڑھو پھر میں نے پڑھی۔

غزل

کیا کہیں دنیا میں ہم انسان یا حیوان تھے	خاک تھے کیا تھے غرض اک آن کے مہمان تھے
غیر کی چیزیں دبا رکھنی بڑی سمجھے تھے عقل	چھین لی جب اس نے تب جانا کہ ہم نادان تھے
ایک دن ایک استخوان پر پڑ گیا جو میرا پیر	کیا کون اسدم مجھے غفلت میں کیا کیا دھیان تھے
پیر پڑتے ہی غرض اس استخوان نے آہ کی	اور کہا ہم بھی کبھی دنیا میں صاحب جان تھے
دست دبا کام وزباں گردن شکم پشت و کمر	دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے
رات کے سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پنگ	بیٹھنے کو دن کے کیا کیا تخت اور ایوان تھے
لگ رہے تھے دل کئی چنل پری زادن کے ساتھ	کچھ نکالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے
ایک ہی تھپڑ اجل نے آنکر ایسا دیا	پھر نہ ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سالن تھے
ایسی بیدردی سے مجھ پر پاؤں مت رکھو نظیر	او میاں ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

جب میں اس مصرعہ پر کچھ نکالی تھی ہوس الخ پونچا فرمایا پھر کہو پھر پڑھا پھر فرمایا پھر پڑھو پھر فرمایا یہ مصرعہ بہت اچھا ہے اور یہی مصرعہ اس حزل کی جان ہے تمام غزل سننے کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا نور الدین کی شکل

حضرت اقدس کی ہو گئی ہے یہ خواب میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنایا فرمایا مولوی صاحب واقعی عقیدت و ارادت میں یکتا ہیں اور ہم میں فنا ہیں۔ اور ایسا ہی ہونا چاہئے صاحبزادہ صاحب مولوی صاحب کی پیروی اور اتباع کرو مولوی صاحب اسی لائق ہیں جی چاہتا ہے کہ نور الدین جیسی صلاحیت تقویٰ سب میں ہو۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش الحان اور خوش آواز پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

فونوگراف سے تبلیغ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے جو فونوگراف جناب نواب محمد علی خان صاحب نے منگوایا تھا فرمایا ہمارے پاس بھی لاؤ ہم بھی سنیں گے پھر نواب صاحب لائے اور آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ آلہ بھی خدا نے ہمارے لئے اور ہمارے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ایجاد کرایا ہے اس میں ہم آواز اپنی بھر کر دو آدمیوں کو غیر بلاد میں بھیجیں گے تاکہ تبلیغ احکام الہی پوری ہو جائے اس کے ذریعہ سے ہر ایک سن لے گا۔ اور یوں وعظوں کی مجالس میں یورپیوں کو شامل ہونا موت کا سامنا ہوتا ہے لیکن اس ذریعہ سے وہ سن لیں گے اور فرمایا ہم ایک نظم لکھتے ہیں وہ صاحبزادہ صاحب کی آواز سے بھر والوان کی آواز اچھی ہے مگر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ میں اپنی آواز بھر دوں گا آپ نے فرمایا اچھا اور فرمایا کہ دوسرے بلاد میں ہماری آواز چاہئے کس واسطے کہ خدا نے ہمیں مبعوث کیا ہے اور مبعوث من اللہ کی آواز میں برکت ہوتی ہے یہ اس پر فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم چاہتے تھے کہ میں اپنی آواز بھر دوں گا پھر قادیان شریف کے آریوں شرمیت وغیرہ نے فونوگراف سننا چاہا ان کے لئے تبلیغ اسلام کی ایک نظم لکھی تاکہ وہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم سن لیں پھر ہندو عورتیں آئیں آپ نے اسی ذریعہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام سنوائے اور اسلام

کی خوبی ان کے کان میں ڈالی اور آپ اس سے نہایت خوش ہوئے۔

وسعت اخلاق حضرت اقدس علیہ السلام ہے جو عرض کرتا کہ میں نے نظم لکھی ہے وہ سنائی چاہتا ہوں خواہ وہ پنجابی زبان میں ہو

خواہ فارسی میں خواہ عربی میں آپ بے تکلف فرماتے کہ اچھا سناؤ اور آپ شوق سے سنتے خواہ وہ کیسی ژولیدہ طور سے ہوتی کسی کا دل نہیں توڑتے اور جزاک اللہ فرماتے لیکن میں نے خوب غور سے دیکھا کہ آپ کے جسم یا کسی عضو کو غزل قصیدہ نظم سننے کے وقت کسی قسم کی حرکت نہ ہوتی تھی اور آپ چپ چاپ بیٹھے سنا کرتے تھے اور بات چیت کرتے وقت یا وعظ کے وقت کبھی آپ کا عضو حرکت نہ کرتا تھا نہ آنکھ نہ رخسار نہ ہاتھ جیسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ باتیں کرتے وقت ہاتھوں سے آنکھوں سے چروں سے حرکت کیا کرتے ہیں اور جسم کی بوٹی بوٹی پھڑکا کرتی ہے اور جو اس طرح سے بات کرتا آپ ناپسند کیا کرتے تھے مولوی عبد اللہ مجتہد لودھیانوی پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو وہ کہا کرتے تھے کہ تم صاحبزادہ صاحب غور کر کے دیکھنا اور میں نے تو خوب غور کیا ہے کہ حضرت اقدس باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہنساتے ہیں اور باتیں لوگوں کی سنتے ہیں اور لوگوں میں بیٹھتے ہیں لیکن آپ کے چہرہ اور بشرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور وہ آیا اور کھڑے ہوئے گویا جیسے کسی عاشق کو اپنے معشوق کا انتظار ہوتا ہے سو واقعہ میں یہی حالت حضرت اقدس علیہ السلام کی دیکھی کہ حضرت رب العزت سے وہ لو لگ رہی تھی اور آپ ذات باری تعالیٰ میں ایسے محو مستغرق معلوم ہوتے تھے کہ کسی چیز کی کوئی پروا نہیں تھی۔ اور ذات احدیت میں فنا ہیں۔

میں نے ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام سے وطن کے جانے کی اجازت چاہی فرمایا ابھی جا کے کیا کرو گے میں نے عرض کی کہ حضور ایک کام ضروری ہے فرمایا کیا کہیں عرس میں جانا ہے اور قوالی سننے کو جی چاہتا ہو گا پھر آپ ہنسنے لگے میں

نے عرض کیا کہ عرس میں تو نہیں جاتا ہے جب سے حضور کی خدمت میں آنا ہوا ہے عرس و قوالی تو ہم سے رخصت ہوئی آپ کی صحبت میسر ہو اور پھر قوالی کو جی چاہے ایسا کہیں ہو سکتا ہے۔

بعض وقت میں کوئی لطیفہ سنا دیتا تو ہنستے اور فرماتے کہ صاحب زادہ صاحب اتنے لطیفے تم نے کہاں سے یاد کر لئے ایک شخص نماز نہیں پڑھا کرتا تھا وہ اتفاق سے ایک کام کیلئے مسجد مبارک میں گیا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کہا آج تم کیسے مسجد میں آگئے نماز تو پڑھتے نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کچھ نہ فرمایا میں نے کہا کہ حضرت اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مراٹی کا گھوڑا چھوٹ کر مسجد میں گھس گیا لوگوں نے اس کو دھمکایا اور کہا کہ مراٹی تیرے گھوڑے نے مسجد کی بے ادبی کی مراٹی نے جواب دیا کہ جناب گھوڑا حیوان تھا اس نے مسجد کی بے ادبی کی اور مسجد میں گھس گیا کبھی مجھے بھی دیکھا کہ میں نے کبھی مسجد کی بے ادبی کی ہو اور مجھے کبھی مسجد میں گھستے اور بے ادبی کرتے ہوئے دیکھا ہے حضرت اقدس علیہ السلام ہنسنے لگے اور فرمایا اس شخص پر یہ مثال خوب صادق آئی بے شک یہ آج بھولے سے مسجد میں آگیا ہے وہ شخص ایسا خفیف اور شرمندہ ہوا کہ اسی روز سے نماز پڑھنے لگا۔

فاتحہ خلف الامام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ایک شخص سیالکوٹ یا اس کے گرد و نواح کا رہنے والا تھا اور ہر روز ہم اس کو امام کے پیچھے نماز میں الحمد پڑھنے کو کہتے تھے اور ہم اپنی دانست میں تمام دلیلیں اس بارہ میں دے چکے مگر اس نے نہیں مانا۔ اور الحمد للہ امام کے پیچھے نہ پڑھی اور یوں نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف آگیا ایک روز اسی قسم کی باتیں ہونے لگی صرف حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میں الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے اور کوئی دلیل قرآن شریف یا حدیث

شریف سے بیان نہیں کی وہ شخص اتنی بات سن کر امام کے پیچھے نماز میں الحمد شریف پڑھنے لگا۔ اور کوئی حجت نہیں کی۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کرنا چاہئے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں یہ سوال کرنا اور دریافت کرنا چاہئے کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے کہ نہیں ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑھنی چاہئے ہونا نہ ہونا تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے حنفی نہیں پڑھتے اور ہزاروں اولیاء حنفی طریق کے پابند تھے اور خلف امام الحمد نہیں پڑھتے تھے جب ان کی نماز نہ ہوتی تو وہ اولیاء اللہ کیسے ہو گئے چونکہ ہمیں امام اعظم سے ایک طرح کی مناسبت ہے اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔ اس زمانہ میں تمام حدیثیں مدون و مرتب نہیں ہوئی تھیں اور یہ بھید جو کہ اب کھلا ہے نہیں کھلا تھا۔ اس واسطہ وہ معذور تھے اور اب یہ مسئلہ حل ہو گیا اب اگر نہیں پڑھے گا تو بے شک اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچے گی ہم یہی بار بار اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ الحمد نماز میں خلف امام پڑھی چاہئے۔

ایک روز میں نے دریافت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحمد کس موقعہ پر پڑھنی چاہئے فرمایا جہاں موقعہ پڑھنے کا لگ جاوے میں نے عرض کیا کہ امام کے سکوت میں فرمایا۔ جہاں موقعہ ہو پڑھنا ضرور چاہئے۔

رکوع سے رکعت ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی کو رکوع میں ملنے کا موقعہ ملا اب اس

نے الحمد نہیں پڑھی وہ رکعت اس کی ہو جاوے گی۔ مولوی عبدالکریم صاحب بولے کہ وہ رکعت اس کی نہیں ہوگی حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ رکعت اس کی ہوگئی۔ نہیں کیسے ہوگی۔ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس کو موقعہ ملتا کہ وہ الحمد پڑھ لیتا تو کیا وہ الحمد نہ پڑھتا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ پڑھتا کیوں نہیں اس

میں گیا کہ میں ہی اذان کہوں گا اور مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپ ٹہل رہے ہیں اور ہماری باتیں اور تکرار سن رہے ہیں جب میں مسجد مبارک کی چھت پر گیا تو دیکھا حضرت اقدس علیہ السلام ٹہل رہے ہیں۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں میں نے السلام علیکم کہا فرمایا وعلیکم السلام۔ آگے میں نے عرض کیا کہ اذان دینے کے واسطے آیا ہوں فرمایا اذان کا وقت ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد سفیدی ظاہر ہو گئی فرمایا اذان دو میں نے اذان دی بعد اذان کے آپ نے فرمایا آج تمہارا اور میرا بخش سودائی کا کیا جھگڑا ہو رہا تھا میں ڈر گیا کہ خدا جانے حضرت اقدس کیا فرمادیں گے ہماری ساری باتیں سنی ہو گئی میں نے ڈرتے ڈرتے سب حال سنایا فرمایا یہ سودائی مجنون مرفوع القلم ہوتے ہیں یہ ایسی حالت میں جو کچھ کہیں یا جو کریں تو ان کی کچھ بھی پکڑ نہیں ہے ایسے لوگوں کو دنیا مخدوب ولی اللہ اور قطب صاحب خدمت کہا کرتی ہے لیکن دراصل یہ لوگ مخدوب اور ولی اللہ نہیں ہوتے یہ لوگ محروم ہوتے ہیں یعنی تمام نعماء الہیہ سے محروم رہتے ہیں چنانچہ عقل سے ذہن سے لباس سے کھانے پینے کی لذت بیوی بچوں کی اور ان کی پرورش کی نعمتوں اور ثواب سے محروم اللہ تعالیٰ کی شناخت اور معرفت سے محروم اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے علوم سے محروم رسول نبی کی شناخت اور ان کی اتباع اور پیروی سے محروم قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے معانی اور اسرار اور معارف اور نکات سے محروم شریعت و طریقت سے محروم پھر نماز جو معراج المومنین ہے اور روزہ جس کی خاص اللہ تعالیٰ ہی جزا ہے اور حج کے طریقوں اور زکوٰۃ اور پھر ان کے حصول ثواب اور درجات سے محروم ہیں تم کو ایسے شخصوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے۔ کہ تم کو تمام نعمتوں اور فیوض سے متمتع فرمایا اور محروم نہیں کیا عقل دی ذہن دیا قرآن شریف کی تلاوت اور اس کا علم اور اسرار و معارف و نکات سے بہرہ ور کیا ہر ایک چیز حلال و حرام کی تمیز دی۔ رسولوں کی شناخت کی

توفیق دی اپنی ذات اور صفات کا علم دیا۔ ولی اللہ اس کو کہتے ہیں جو ادا مردنواہی کا پابند ہو اس کے کرنے سے جو نتیجہ ہوتا ہے اس کا نام کشف والہام اور ویدار الہی یا لقاء اللہ کہتے ہیں انسان کا فرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اختیار کرے پھر جو اس پر اس کا نتیجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ عنایت فرماوے گا ایسے محروموں اور مجنونوں سے الگ رہنا مناسب ہے اگرچہ پاس ہو تو سوال کرنے پر دیدے ورنہ الگ رہے اور خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ ہمیں محروم نہیں کیا اور بے نصیب نہیں کیا نماز ایسی چیز ہے کہ سب مراتب ولایت اور قرب الہی کے مدارج اسی میں طے ہو جاتے ہیں افسوس لوگوں نے نماز کو تو چھوڑ دیا اور بے ہودہ وظائف کے پیچھے پڑ گئے نماز ہی سے انسان خدا سے ملتا ہے اس کو بہت سنوار کر پڑھنا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے نماز کو جس قدر درستی اور آہستگی سے پڑھو گے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرو گے اور خدا تعالیٰ کو نزدیک پاؤ گے دعاء سینفی حزب البحر قصیدہ غوفیہ وغیرہ سے جو وظائف لوگوں نے نکالے ہیں وہ سب اختراع بدعت ہے جتنی دیر وظیفوں میں صرف ہوا تھی دیر نماز میں لگانی چاہئے خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا اور قرآن شریف ترتیل سے اسی قدر زیادہ فائدہ مترتب ہو گا۔

دلائل الخیرات کا ورد ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد اور پڑھنا کیسا ہے فرمایا دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہو اگر نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے یہ کتابیں قرآن شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے۔ اور انسانوں کا بناوٹی وظیفہ ہے فرمایا قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور نا سبھی سے ایسا کرتے ہیں۔ قرآن شریف وظیفہ کے لئے نہیں ہے یہ عمل کرنے کے لئے اور اخلاق کو درست کرنے کے لئے ہے اگر آنحضرت ﷺ صحابہ کو تسبیح ہاتھ

میں دیکر حجروں میں بٹھا دیتے تو دین ہم تک کب تک پہنچتا وہاں تو تلوار تھی اور جہاد تھا اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلِّ الشَّيْطَانِ یعنی جنت تلواروں کے سایہ میں ہے ہمارا زمانہ بھی منہاج نبوت کا زمانہ اور ہمارا طریق بھی منہاج نبوت کا طریق ہے اب لوگوں کو چاہئے کہ حجروں میں آگ لگا دیں تسبیح ہاتھ سے پھینک دیں رنگے کپڑوں کو جلا کر راکھ کر دیں اور جہاد کے لئے اور دین کی حمایت کے لئے مال سے جان سے ہاتھ سے جس طرح سے ہو سکے کریں جب جہاد سیفی جہاد تھا اور اب جہاد لسانی و قلمی ہے جہاد جب بھی تھا اور اب بھی ہے لیکن صورت جہاد بدل گئی ہے مومن کبھی قشر پر راضی نہیں ہوتا وہ مغز چاہتا ہے لفظ پرستی کفر ہے زے لفظوں کے پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا اس پر عمل کرنے سے اس کے مطابق چلنے سے کام چلتا ہے۔

تعویذ گندہ اور اعجاز مسیحا حضرت اقدس کبھی تعویذ آج کل کے درویشوں فقیروں مولویوں کی طرح سے

نہیں لکھتے تھے پانچ چار دفعہ آپ کو تعویذ لکھنے کا کام پڑا ہے اور وہ یوں پڑا ہے کہ خلیفہ نور الدین صاحب ساکن جموں کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے اولاد کے بارہ میں دعا کرائی آپ نے فرمایا ہاں ہم دعا کریں گے خلیفہ صاحب نے عرض کی کہ ایک تعویذ مرحمت ہو جائے فرمایا لکھ دیں گے پھر ایک دفعہ عرض کی فرمایا ہاں یاد دلا دینا لکھ دیں گے اب خلیفہ صاحب نے ادب سے تعویذ کے لئے خود عرض کرنا مناسب نہ جانا اور جناب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ چھوٹے سے تھے ان سے کہا کہ تم تعویذ حضرت اقدس سے لادو ان کو حضرت اقدس علیہ السلام کے پیچھے لگا دیا۔ یہ جب جاتے تو کہتے ابا خلیفہ جی کے واسطے تعویذ لکھ دو دو چار دفعہ تو ٹالا لیکن یہ پیچھے لگ گئے ایک دن انہوں نے کہا ابا تعویذ لکھ دو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں تو تعویذ لکھنا نہیں آتا محمود کو جس بات کی ضد پڑ جاتی ہے مانتا نہیں تعویذ لکھ کر دیدیا۔ آپ نے معہ بسم

اللہ تمام الحمد للہ لکھ کر تعویذ محمود احمد صاحب کو دیدیا یہ لے کر خلیفہ جی کو دے آئے بس تعویذ کا باندھنا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہ طفیل دعاء مسیح ان کی بیوی حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا۔

ایک شخص کا حیدر آباد کی طرف سے خط آیا اور وہ غیر احمدی تھا لکھا کہ ایک تعویذ اپنے دست مبارک سے لکھ کر مجھے بھیج دو۔ حضرت اقدس نے مجھے فرمایا صاحبزادہ صاحب ہمیں تو تعویذ لکھنا نہیں آتا لاؤ الحمد شریف لکھ دیں اسی میں ساری برکتیں ہیں آپ نے الحمد لکھ کر مجھ کو دیدی اور فرمایا خط میں بھیج دو۔

ایک شخص کا خط مارواڑ سے آیا اور لکھا کہ ہمارے گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور خود بخود لگ جاتی ہے اور طرح طرح کی بیستاک آوازیں آتی ہیں اور ہمارے بال بچے اکثر اور ہم بھی بیمار رہتے ہیں کوئی تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مرحمت فرمائیے تاکہ اس آسیب سے کوئی جن ہے یا خبیث ہے نجات ملے فرمایا تم ہی کچھ لکھ دو ہم آسیب و آسیب کچھ نہیں جانتے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے کہنے کے مطابق یہ لکھ دیا کہ مکان کے چاروں کونوں میں رات کو ہر روز اذان کہہ دیا کرو۔ پھر میں نے یہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھایا فرمایا بہتر ہے یہ خط بھیج دو۔ دو تین ہفتہ کے بعد اس کا خط آیا کہ اب آگ بھی نہیں لگتی اور خواب پریشان بھی نہیں آتے اور خدا تعالیٰ نے ہم سب کو تندرست کر دیا۔ پھر میں نے تعویذ کے لئے عرض کیا تو فرمایا ہاں لکھ دیں گے پھر ایک روز الحمد لکھ دی اور فرمایا بھیج دو۔

قادیان کی بعض عورتیں اور گاؤں کی عورتیں آجائیں کہ مرزا جی ہمیں اپنے ہاتھ کا تعویذ دو۔ آپ فرمادیتے صاحب زادہ صاحب کے پاس جاؤ وہ تعویذ لکھ دیں گے تم جانتی ہو کہ صاحبزادہ صاحب کون ہیں وہ لمبے قد والے پیر صاحب وہ کہہ دیتی کہ ہاں ہم جانتے ہیں قادیان اور نواح قادیان میں سب مرد و عورت مجھ سے واقف ہیں کوئی پیر صاحب کوئی بڑا پیر کہتے تھے۔ پھر وہ عورتیں میرے پاس

آتمیں اور کہتیں کہ مرزا صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہے تعویذ لکھ دو میں بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے دیکھا دیکھی الحمد شریف ہی لکھ دیا کرتا تھا۔

سورہ فاتحہ کا عمل ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں سرسادہ سے چل کر قادیان شریف حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

ہوا تو حضرت مولانا مرشد نانور الدین صاحب خلیفۃ المسیح علیہ السلام بھی آئے ہوئے تھے اور صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پیر صاحب بہت سے پیر دیکھے کہ وہ عملیات اور تعویذ کرتے ہیں کوئی عمل آپ کے بھی یاد ہے جس کو دیکھ کر ہمیں بھی یقین آجائے کہ عمل ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے فرمایا دکھاؤ اور میں نے عرض کی کہ ہاں وقت آنے دیجئے۔ دکھلا دوں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور صاحب کو یاد ہو گا ان کے بزرگوں سے عمل چلے آتے ہیں کوئی دو گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا جس کو ذات الجنہ یعنی پہلی کا درد شدت سے تھا میں نے عرض کی کہ دیکھئے اس پر عمل کرتا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ ہاں عمل کرو میں نے اسی شخص پر دم کیا اس کو درد سے بالکل خدا تعالیٰ نے آرام کر دیا اور شفا دی۔ جب اس کو آرام ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ مسمیریزم ہے میں نے اس زمانہ میں مسمیریزم کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ اور نہ میں جانتا تھا کہ مسمیریزم کیا چیز ہوتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا صاحبزادہ صاحب تم نے کیا پڑھا تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد میں نے الحمد شریف پڑھی تھی۔-----

القصة جب میں حضرت ﷺ کی مجلس میں بحالت کشف ادب سے بیٹھ گیا تو میں نے جو سیرے پاس ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا کہ تم آنحضرت ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کر دو کہ مرشد کے قدم چومنے جائز ہیں کہ ناجائز

ہیں سوانہوں نے عرض کیا کہ حضرت اسراج الحق دریافت کرتا ہے کہ مرشد کے قدم چومنے جائز ہیں کہ ناجائز ہیں وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کے سامنے سفید پوش بیٹھے تھے لمبا ہاتھ کر کے اور ہلا کر زور سے کہا کہ نہیں نہیں مجھے اس وقت یہ خیال ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے دریافت کیا تھا نہ کہ اس سے یہ کون ہیں جو خود بخود بول اٹھے پس میں اس خیال کے آتے ہی اس جگہ سے اٹھا اور سیدھا جہاں کو نمبر وار پاس چھوٹے چھوٹے نقطہ دیئے ہوئے ہیں جا کر حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس چپکے سے جا بیٹھا میں نے دریافت کرنا چاہا تو آنحضرت ﷺ نے میری طرف نیچی نگاہ سے دیکھا اور ایک پیر مبارک میری طرف یعنی داہنا پیر پھیلا دیا۔ میں نے دیکھا تو آپ کے پائے مبارک میں سوتی جراب سفید تھی پس میں نے قدم مبارک دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چوم لیا۔ اور آنکھوں سے لگایا پھر آپ ﷺ نے پائے مبارک اکٹھا کر کے سکیر لیا اور سوتی جراب قدم مبارک سے اتار کر مجھ کو عنایت فرمائی میں نے وہ جراب بڑے ادب سے لے لی اور جب میں پہلی جگہ سے اٹھ کر آپ ﷺ کے پاس گیا تو جاتے ہوئے بائیں طرف پاؤں چار آدمی ملے کپڑے پہنے ہوئے اور اکڑو بیٹھے ہوئے دیکھے اور ان کے آگے پیالیاں بھنگ وغیرہ کی رکھی ہیں۔ اور دو تارہ ڈھولک بجا رہے ہیں اور کچھ گارہے ہیں جو سمجھ میں نہیں آیا اس وقت میں نے خیال کیا کہ اللہ اللہ آنحضرت ﷺ تو تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ گانے بجانے والے بھی ایک طرف موجود ہیں اور پھر دل میں کہا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف جو شخص پشت دے کر برہنہ بدن اور سر بیٹھا ہے یہ کون بے ادب اور گستاخ ہے جو آنحضرت سید کائنات سید المرسلین ﷺ کو پشت دیئے ہوئے بیٹھا ہے اور کوئی اس گستاخ کو منع نہیں کرتا اور وہ لوگ جو حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کو ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ جاتے تھے وہ یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ حضرت رسول کریم ﷺ عرب سے ہجرت کر کے اب ہند میں آگئے

اس کے بعد یہ کشفی حالت جاتی رہی اور ایک لذت باقی اس نظارہ عجیب کی رہ گئی اور دو تین روز وہ ذوق و شوق رہا کہ بیان سے باہر ہے پھر میں نے یہ کشف شیخ یوسف علی نعمانی مرحوم مذکور الصدر سے جو وہ بھی اس وقت موجود تھا بیان کیا اور شیخ عباس علی صاحب بخشی فوج ریاست جیند اور قاضی غلام نبی صاحب رئیس جیند سے اور شیخ برکات علی جمعدار وغیرہ سے یہ کشف بیان کیا پھر ایک روز مجلس مولود تھی اور میں ہی پڑھنے والا تھا اس وقت بھی یہ کشف دوبارہ ہوا چونکہ کشف میں بھی ایک قسم کی ربودگی ہوتی ہے اور قوائے مد رکہ اس عالم سے ٹوٹ کر دوسرے عالم کی طرف مصروف ہو جاتے ہیں تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ سوتا ہے کیونکہ بیان بند ہوا اور زبان میں جو ایک قسم کی تیزی اور سرعت ہوتی ہے اور کبھی لڑکھڑا جاتی ہے پس ایک صاحب جو اس وقت شاید ناظم تھے مجلس میں حاضر تھے کہنے لگے کہ حضرت میاں صاحب یہ وقت سونے کا ہے یا پڑھنے کا ہے جب انہوں نے مکرر یہ کر رہا تھا تو میری کشفی حالت بند ہوئی اور میں نے کہا کہ میں سوتا نہیں ہوں بلکہ ایک نظارہ عجیب دیکھ رہا ہوں۔ وہ جو میں نے دیکھا تھا پھر بیان کیا اس وقت دو تین سو آدمی تھے اس نظارہ کشفی کے دو سال کے بعد میں لدھیانہ گیا کسی شخص نے کہا کہ کوئی گاؤں قادیان ہے وہاں ایک مرزا غلام احمد بڑے نیک اور ولی اللہ سنے جاتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں ہو گئے دیوں سے تو کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا خدا جانے دنیا میں سینکڑوں ولی اللہ ہو گئے پھر دو تین روز کے بعد بھی یہی ذکر ہماری مجلس میں ہوا میں نے ان کو کہا کہ تم نے کیوں کر جانا کہ ولی اللہ ہیں اور انہوں نے کہا کہ ان کی تعریف دو چار شخصوں کی زبانی معلوم ہوئی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم مجدد اس صدی کے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پچھلے زمانہ کے اولیاء اللہ جیسے سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بابزید بسطامی اور سید معین الدین حسن اجیری اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ تو واقعی طریقہ رسول اللہ ﷺ پر تھے اور وہ سب اہل اللہ اور برگزیدہ الہی تھے

اور اب کے صوفیوں کی راہ اور طریق جاہدہ مستقیم سے گر گئی اور انہوں نے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے یہ دو باتیں سن کر میرے دل کو ایک لگاؤ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف ہو گیا۔ اور خواہش ملاقات دل میں پیدا ہوئی کہ ایسے شخص سے ملنا چاہئے جو پہلوں کا حوالہ دیتا ہے اور اپنے آپ کو مجدد کہتا ہے بے شک وہ مجدد ان بزرگوں میں سے ہی ہو گا اور چودھویں صدی شروع ہونے والی ہے خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ مجدد ہوں اور مجدد کا ہونا ضروری ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتا رہے گا اور اب سینکڑوں فرقے نکل آئے علما میں اختلاف صوفیاء میں اختلاف امرا میں حالت خراب غریاء وضعفاء کی عادات خراب چاروں طرف فتنہ برپا ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور فضل ہے جو ہمارے زمانہ میں مجدد ہو اور مجھے زیادہ تریوں انتظار تھا کہ ہمارے بنوئی حافظ رونق علی عرف محمد جان ساکن رامپور ضلع سہارنپور نے بھی یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ اس صدی چار دہم کا میں مجدد ہوں گا اس سے بھی دل کو ایک خوشی تھی کہ ہمارے ہی خاندان میں مجددیت ہوگی اور پھر ایک مولوی امیر علی اجیری کا بھی دعویٰ تھا کہ اس چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں گا آخر کار ان مولوی صاحب نے تو چودھویں صدی لگتے ہی توبہ کر لی کہ مجھ کو غلطی لگی میں مجدد نہیں ہوں لیکن حافظ صاحب موصوف کا تو اب تک کہ تیس برس چودھویں صدی کے گذر گئے مجددیت کا دعویٰ ہے اور اس تیسویں سال کا تو یقیناً ان کا اعتقاد ہے اور دشمن شخص ان کے معتقد ہیں اور وہ دونوں بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں اور ایک درویش اجیر میں تھا اس کا بھی دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔

مجدد الوقت کون ہے؟ جب میں اول دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تھا تو میں

نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں منجملہ اوروں کے (۱) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اور مجدد ہے اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا ان میں سے کسی ایک کو۔ فرمایا جس کے پاس دلیل ہو دعویٰ بلا دلیل تو تسلیم نہیں ہو تا دلیل یہی ہے کہ مکالمہ و مخاطبہ ایہ ہو اور وحی کا نزول ہو اور منہاج نبوت پر ان کا طریق ہو درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور یہی شناخت ولی نبی رسول کی ہے جس کے ساتھی ہمراہ مرید صحابی اچھے اور نیک صالح ہوں اور ان میں تبدیلی فوق العادت پیدا ہو جاوے اور وہ اپنے اندر ایک نور نمایاں تاباں دیکھ لیں تب جانو کہ وہ اچھا ہے اور ولی ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا کامل تعلق اور پیوند ہے اور قوت روحانی اور کشش ربانی موجود ہے اور جس کے پیر اور ہم صحبت خراب ہوں اور کوئی تبدیلی کسی قسم کی نہ پاویں اور گندی زیت اپنے اندر رکھتے ہوں تو معلوم کر لو کہ وہ خود بھی گندہ ہے اور اس میں خدا کا انوار اور نعمت روحانی نہیں ہے اور نہ اس میں خدا ہے اور نہ خدا کے انوار و فیض سے کچھ بہرہ ہے دیکھو جب برسات ہوتی ہے تو سینکڑوں بوٹیاں جنگل میں خراب بھی پیدا ہوتی ہیں اور گل بوٹے بھی عمدہ پیدا ہو جاتے ہیں مگر جو فائدہ مند ہیں وہ باقی رہتے ہیں اور جو نکمے اور کار آمد نہیں ہوتے وہ جل بھن کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں تم دیکھو گے کہ جس کو خدا نے بھیجا ہے اور جو خدا کی طرف سے منصب مجددیت لے کر آیا ہے وہ باقی رہ جاوے گا اور سرسبز ہو گا اور جو خدا کی طرف سے نہیں ہیں وہ تمام تباہ اور ہلاک ہو جاویں گے۔ آنحضرت ﷺ کے وقت مبارک میں بھی بہت سے مدعیان نبوت کھڑے ہو گئے تھے اور مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی تو کیا وہ رہ گئے اور وہ سرسبز ہوئے ہرگز نہیں ہوئے۔

ان کا نام و نشان مٹ گیا اور وہ ایسے ہلاک ہوئے کہ چند روز میں ہی نیست و نابود ہو گئے سو حقیقت میں جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ جوں کا توں ہوا سوائے آپ کی ذات مبارک اور وجود باجوہ کے تمام ناکام و نامراد رہ کر نیست و نابود ہو گئے۔

دیگر مدعیان مجددیت کا انجام (۲) چنانچہ حافظ محمد جان تو دیوانہ ہو گئے اور ان پر ایسی خدا کی مار

پڑی کہ نماز روزہ عبادت سب چھوٹ گیا عیش و آرام سب گیا اللہ تعالیٰ کا نام بھی منہ بے نہیں لکھتا ہے ایک بازاری عورت فاسقہ رنڈی ان کی مرید ہوئی تھی سو وہ بھی مرکب گئی اس کا دنیا سے نام مٹ گیا اور اب وہ اندھے ہو گئے اور محلہ میں سے جو روٹی مل جاتی ہے وہ کھا لیتے ہیں بس اسی پر گزارہ ہے حافظ قرآن تھے وہ قرآن شریف بھی بھول گئے بات یہ سچ ہے کہ جو شخص مرسل الہی سے روگردانی میں ہے وہ طرح طرح کی آفات و مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور خُبْرُ اللَّهِ نِیْذُ الْأَنْزِیَةِ اسی جہاں میں ہو جاتا ہے ان کے علاوہ۔

(۳) ایک مولوی ابوالقاسم ساکن امردہ ہیں انہوں نے بھی مجددیت کا اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی دیوانے اور مجنون ہوئے اور اب خدا جانے زندہ ہیں یا مردہ۔ یہ حضرت فاضل امردہ مولانا سید محمد احسن صاحب کے رشتہ دار بھی ہیں۔

(۴) ایک ارکٹ میں مولوی عبدالعزیز تھے انہوں نے دعویٰ مہدویت کیا اور اپنا طریقہ عزیزیہ نکالا ایک رسالہ ان کا میں نے دیکھا ہے اس میں انہوں نے اپنی مہدویت کا اعلان کیا اور معراج لکھی کہ مجھے معراج ہوئی وہ بعینہ ترجمہ حدیث بخاری کا ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنا حال معراج کا بیان کیا ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اس میں نام محمد ﷺ اور اس میں نام ہر جگہ عبدالعزیز مہدی ہے یہ رسالہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنایا فرمایا یہ

لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں صاحبزادہ صاحب کیا خدا تعالیٰ کے ہاں اندھیر ہے یا اس کی خدائی کمزور اور ضعیف ہے دنیا کی گورنمنٹ میں اندھیر نہیں جو ذرا بھی سرائٹھادے اور اپنے آپ کو ملازم بتادے تو وہ پکڑا جاتا ہے اور وہ تو احکم الحاکمین اور شہنشاہ اور مالک و خالق و قادر توانا ہے وہ نہیں گرفتار کرے گا وہی سال کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مولوی عبدالعزیز دیوانہ ہو گیا اور برہنہ پھرنے لگا اور خورد و نوش کی بھی تمیز نہیں رہی۔ اور یہاں تک حالت گزری کہ بعض دفعہ گویا اور گویا بھی کھالیتا تھا اسی حالت خراب میں مر گیا۔

(۵) ایک شخص لاہور میں تھا کہ جو گلی کوچوں میں لالہ انا مہدی زسؤل اللہ کانفرہ لگا تا پھرتا تھا اور کوئی اس کو نہیں پوچھتا تھا اور نہ کسی نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا اور نہ کسی نے باز پرس کی ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام جو لاہور تشریف لے گئے اور مسجد شاہی میں جاتے تھے اور ہزاروں آدمی ساتھ تھے یہ دیوانہ مہدی بھی آگیا۔ اور دوڑ کے حضرت اقدس علیہ السلام کے گلے میں کپڑا ڈال لیا بمشکل تمام لوگوں نے ہٹایا اور کپڑا آپ کی گردن سے نکالا وہ بھی اسی جنون کی حالت میں مر گیا اور کچھ خبر نہیں ہے کہ اس کو کس نے وفایا کس نے کفنایا کہاں گاڑا۔

(۶) ایک شخص لاہوری الور میں گیا اور دو شخص اس کے ساتھ تھے وہ بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور سب سے جہاد کا طالب تھا ایک ہمارے دوست وزیر محمد صاحب صباغ موحد کے مکان پر بھی دو تین روز تک رہا ان کا بیان ہے کہ یہ کبھی کبھی روتا اور چلاتا اور کہتا کہ ہائے مجھے کوئی نہیں پوچھتا اور کبھی کہتا کہ خدا ہی جانے میں مسیح علیہ السلام ہوں یا مہدی علیہ السلام ہوں اور کبھی کہتا کہ میں ہی مسیح بھی ہوں اور میں ہی مہدی بھی ہوں اور اس کو مایہ پوچھ لیا بھی تھا۔ صرف اردو پڑھا ہوا تھا لیکن قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا تھا اور کبھی کہتا کہ وزیر محمد تم میرے

ساتھ ہوتا کہ انگریزوں سے جہاد کریں و زبرِ محمد نے کہا کہ ہم کو جہاد کی کون سی ضرورت پیش آئی ہمارے احکام اسلام یا تبلیغ اسلام میں کوئی روک ہے یا ہم اپنے دین کو پھیلا نہیں سکتے ہمیں کس چیز کی دقت اور مشکل ہے خدا کے فضل سے بہ نسبت بادشاہ اسلام ہمیں ہزار درجہ اس انگریز راج میں آرام ہے اگر جہاد کا وقت ہوتا اور خدا تم کو سچا مہدی بناتا تو خود بخود سامان جہاد بھی ہو جاتا تم کوئی دیوانے ہو جو ہمیں جہاد کی اشتعالک دیتے ہو جو خدا و رسول کے خلاف ہے اور اب جہاد ہاد کچھ نہیں امن چین آرام کے دن ہیں پھر وہ چلا گیا اور اس کا پھر پتہ نہیں لگا کہ کہاں گیا زمین نکل گئی شیر بھیڑیا کھا گئے مر گیا۔ کیا ہوا۔

(۷) ایک شخص سید اصغر علی نام ریواڑی میں تھا۔ وہ میرا دوست تھا اور وہ راضیوں کی صحبت میں رہ کر تنفیلیہ ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ والنسی بن گیا تھا اس کو ابتدا سے فطرت مانہ تھا پھر اس کو خون بالہو لیا ہو گیا میں جب ریواڑی گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ اب کے سال امام مہدی ظاہر ہو جاویں گے اور اسی سال میں ان کا ظہور ہو گا۔ اور وہ حج بھی کریں گے اور گفتِ مختص سے عجیب عجیب قسم سے عدد نکال کر تاریخ اور سال مہدی بتلایا کرتا تھا اور وہی سن و سال بتلایا کہ جن میں حضرت اقدس علیہ السلام نے دعویٰ مہدیت اور مسیحیت کا کیا میں نے کہا ابھی ایک سال تک تو مہدی مسیح نہیں آسکتے اور یہ میرا خیال جب پیدا ہوا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے دعویٰ مہدیت کیا کیونکہ ایک مجدد کو جب سو برس گزر جاویں تو تب اور مجدد ہو جب چودھویں صدی کے مجدد حضرت اقدس علیہ السلام ہو گئے تو اب مہدی و مسیح کا ہونا تو محال ہوا۔ اور ان کی ضرورت نہیں ہے پندرہویں صدی پر بات جا پڑی میں نے کہا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد چودھویں صدی ہو گئے اگر مہدی و مسیح آئے بھی تو پندرہویں صدی پر آویں گے اس نے کہا کہ مرزا صاحب ہرگز مجدد نہیں ہیں مہدی و مسیح اسی چودھویں صدی میں اسی سال میں جو چودھویں صدی کا چہارم سال ہے آجاویں

گے خدا کی قدرت اسی سال میں حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار مہدی و مسیح موعود ہونے کا نکلا ہے میں نے اس کو خط بھی لکھا اور ملاقات کے وقت کہا کہ دیکھو تمہارا حساب ٹھیک نکلا مہدی بھی موجود ہو گیا اور عیسیٰ بھی آگیا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں وہ مجھ سے لڑنے مرنے کو تیار ہو گیا اور کہا کہ میں نے مرزا صاحب کا اشتہار دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے کذاب ہے پہلی کتابوں سے چراچرا کر مضمون لکھ لیتا ہے پھر اس نے خود مہدی کا نائب اپنے آپ کو بیان کیا اور مجھ سے کہا کہ جہاد کی تیاری کرو اب امام مہدی آویں گے اور ہم تم ان کے ساتھ ملکر جہاد کریں گے میں نے کہا اب جہاد کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جو مہدی آیا اور مسیح ہوا، اس نے ایسے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیدیا ہے اور حدیث شریف میں وضع الحرب بخاری میں موجود ہے کہ مسیح کے وقت جہاد و حرب رکھ دیا جائے گا یعنی جہاد سیفی و شمشیری نہیں ہوگا۔ اس پر بھی وہ جھٹلایا اور دہلی میں آیا۔ دہلی کی جامع مسجد میں بیان کیا اور لوگوں سے کہا کہ لوگو تم ہمارے ساتھ ہو اور تلوار و بندوق توپ جو کچھ تم سے میا ہو سکے درست کر لو جہاد کرو۔ لوگوں نے جواب دے دیا پھر اس نے خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں امام مہدی موعود ہوں۔ اس حالت میں بھی اس نے میرے سے ملاقات کی اور اس کا جنون دن بدن ترقی کرنا گیا میں نے کہا کہ پہلے تو تم کہتے تھے کہ مہدی آویں گے عیسیٰ آویں گے پھر نائب مہدی بنے اب تم خود مہدی بن گئے اس بات پر میری اور اس کی لڑائی ہو گئی۔ بارہ ہزاری سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو ریواڑی کے وسط شہر میں واقع ہے سخت تکرار ہوئی اور میں نے اس کو مارا دوسرے روز پھر وہ آیا اور منت سماجت کرنے لگا اور مجھ سے معافی مانگی اور دعویٰ مہدیت پیش کیا ایک رات کو سوتے سوتے جو اس کو دیوانگی ہوئی تو ہاتھ میں برہنہ شمشیر لے کر اور ایک جھنڈا پرانے کپڑے کا بوسیدہ بانس پر باندھ کر گھر سے نکلا اور کہا کہ میں مہدی ہوں یہ نشان اور یہ تلوار

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے آسمان سے لا کر دی اور کہا اللہ تعالیٰ نے یہ شمشیر و نشان تمہیں عطا کیا ہے تم جا کر اس سے جہاد کرو جب یہ بازار میں نکلے ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں نشان تھا پولیس کو خبر ہو گئی پکڑ لیا اور قید کیا گیا اور بعد تھوڑے روز کے ان کو گوالیار میں محمّد یا ان کے بیوی بچے ریواڑی رہے کئی سال کے بعد پوشیدہ طور پر پھر ریواڑی آگئے کیونکہ ان کے ہاں میت ہو گئی تھی لیکن گھر سے باہر پھر نہیں نکلے پھر سرکار کو خبر ہو گئی تو پھر ان کو گوالیار بھیج دیا جب ان کا جنون ذرا کم ہوا تو یہ ریواڑی آگئے اور سرکار نے اپنی رحم دلی سے معافی دیدی انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام پر ایک مقدمہ بھی دائر کیا تھا اس کی پیروی کے لئے چناب مولوی محمد علی صاحب اور جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عمل مصفی گوڑگانوہ آئے تھے بہر حال وہ مقدمہ حضرت اقدس علیہ السلام کے حق میں ہوا۔

ایک دفعہ انہوں نے اعلان کیا کہ وَلَا أَصْغَرُ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابِ مُبِينٍ جو قرآن شریف ہے وہ میرے حق میں ہے۔ چونکہ ان کا نام اصغر علی تھا آیت میں بھی اصغر علی ہے ایک روز ایک پادری سے ان کی تکرار ہوئی اصغر علی نے بھی مکہ چلایا اور پادری صاحب یورپین تھے انہوں نے بھی تھپڑ اٹھایا اصغر علی ڈر کر بھاگ آیا اور دو تین روز تک گھر میں چھپا بیٹھا رہا۔

اب وہ فاتے اٹھا کر اور طرح طرح کے مصائب و شدائد میں گرفتار ہو کر مر گیا اب اس کا ایک بھائی اور مجنون اس کا جانشین کھڑا ہوا ہے اس کا دعویٰ فی الحال قطبیت کا ہے اور کچھ نہیں ہے ایک دفعہ مولوی سلطان الدین احمد صاحب مبین جمالی ریواڑی گئے تھے یہ صاحب ثانی الذکر ان کے مکان پر بھی آئے لیکن باہر دروازہ کے کھڑے رہے کسی نے کہا مولوی صاحب سید صاحب آئے ہیں جو اپنے آپ کو قطب وقت اور غوث زمان کہتے ہیں مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہاں سے جا کر بازاروں میں گلیوں میں کہتے پھرے کہ

مولوی صاحب زرے مولوی ہیں کچھ انکو باطنی مس نہیں ہے دوسرے روز پھر وہ آئے تو مولوی صاحب نے ان کو بلایا اور آٹھ آنہ انکو دے دیئے۔ بس یہ آٹھ آنے دینے تھے کہ سید صاحب زریر سرفرواد تھی نرم شود معتقد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب آپ نے مولوی صاحب ہماری شان پہچانی مولوی صاحب نے کہا ہاں سید صاحب اب معلوم ہوا کہ آپ بھی کچھ ہیں سید صاحب کہنے لگے کہ کچھ کیا بہت کچھ ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں میں بھول گیا تھا آپ بہت کچھ ہیں۔ اب سید صاحب مولوی صاحب کی تعریف گلی کوچوں میں کرتے پھرتے ہیں کہ مولوی صاحب بڑے صاحب نسبت ہیں۔ یہ حال ہے ان لوگوں کی قطبیت اور غوثیت اور مہدویت کا۔

(۸) منملہ ان مدعیان مجددیت کے ایک
رشید احمد گنگوہی کا حال مولوی رشید احمد گنگوہی تھے ان کو ان کے

مرید مجددیت لکھا کرتے تھے اور خاص کر مولوی محمد حسین فقیر بھٹی دہلوی کا تو یہی عقیدہ تھا مولوی صاحب نے کبھی نہیں کہا کہ مجھ کو مجدد مت لکھو میں مجدد نہیں ہوں گویا ان کی مرضی تھی کہ میں بھی مجدد ہوں مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی کفر میں حد کردی اشتہار دیا کہ علانیہ سب دشمن کرو مرزا میلہ ہے اسود عیسیٰ ہے۔ کذاب ہے۔ مفتری ہے۔ و جال ہے نعوذ باللہ منہا۔ مولوی صاحب پر ایک تو یہ وبال پڑا۔ اور دوسرا وبال یہ پڑا کہ مجدد کہلایا۔ اس وبال و نکال کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیوی مری بیٹا مراد بیٹوں کی بیویاں مریں صرف اکیلا رہ گیا پھر تائبنا ہو گیا اور حدیث جو پڑھایا کرتا تھا وہ پڑھانا جاتا رہا کئی ایک مرید جو اس کے تھے اور بڑے تھے مر گئے اور سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ اور مولوی عبدالقادر صاحب جو ان کے مرید اور خلیفہ تھے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید ہو گئے اس مولوی گنگوہی کو سخت ہم و غم ہوا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے مباہلہ کے لئے بھی بہت مولوی رشید احمد

متوفی سے تحریری اور زبانی کہا لیکن مباہلہ نہ کیا اور ایک وہاں مولوی صاحب پر یہ پڑا کہ بار بار ان کی زبان سے نکلا کہ جیسے الہام میرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر ہمارے مریدوں کو بھی ہوا کرتے ہیں گویا مفتری علی اللہ بھی بنا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار دیا تھا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور احمد اللہ امرتسری اور رسل بابا وغیرہم مجھ سے مباہلہ کر لیں گیارہ عذابوں میں سے ایک یہ عذاب ضرور ان پر اگر یہ مقابلہ مباہلہ نکریں گے پڑے گا منجملہ ان عذابوں کے ایک یہ عذاب تھا کہ سانپ کاٹے اور پھر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ سو مولوی رشید احمد گنگوہی متوفی کو سانپ نے کاٹا۔ حالانکہ مولوی صاحب کو سانپ کے کاٹنے کا علاج دعویٰ سے تھا۔ اور سینکڑوں کو س تک ان کا پڑھا پانی جاتا تھا لیکن یہ عذاب الہی تھا اور سانپ نہیں تھا بلکہ غلاظ شداد فرشتوں سے ایک فرشتہ تھا اور سانپ کے ڈسنے کے بعد تین چار روز تک زندہ بھی رہا لیکن اسی زہر سے مر گیا خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ اب یہ مامور و مرسل کی مخالفت کا عذاب ٹل نہیں سکتا۔ ان کے مرنے سے تین ماہ یا دو ماہ پیشتر مجھے ایک کشفی نظارہ میں دکھائی دیا کہ راستہ میں ایک مکان کو چھوڑ کر بڑے کپڑے پہنے ہوئے مولوی رشید احمد زمین پر لیٹ گئے میں نے یہ اپنا کشف حضرت اقدس علیہ السلام سے بیان کیا اور اس وقت حضرت فاضل امروہی بھی تشریف رکھتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی موت آگئی سو ایسا ہی واقعہ ہوا الحمد للہ علیہ ذلک۔

(۹) منجملہ ان کاذب مدعیان مہدویت کے ایک شخص شیخ محمد یوسف سہارنپور کا تھا اس کو کچھ علم عربی تھا سیاہ فام پستہ قد ایک قسم کا اس کو قطرب مانیا تھا اس نے بھی دعویٰ مہدویت کیا تھا اتفاق سے وہ قادیان بھی آیا تھا میں اور جناب محترم سید السادات میرنا صرناوب صاحب ابو الفعفاء سلمہ اللہ تعالیٰ ہم اس سے ملنے کے لئے گئے تھے اور وہ ایک مسجد میں اراہیوں کی ٹھہرا تھا وہ ہمارے

ساتھ ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس روز تو کوئی تھوڑی سی باتیں غیر متعلق ہوتی رہیں۔ دوسرے روز وہ پھر آیا اور مغرب کی نماز مسجد مبارک میں اس نے پڑھی اور بعد نماز شام اس نے اپنا دعویٰ مہدویت پیش کیا اور ایک حدیث اپنے دعویٰ مہدویت میں بیان کی لیکن اس کا ترجمہ اور جب اصل مانگی گئی تو کہا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے مشکوٰۃ شریف منکوائی گئی اس نے بہت سی ورق گردانی کر کے کہا کہ تم نکال دو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت فاضل امر دہی سلمہ یا حضرت غلیثۃ المسیح علیہ السلام نے مشکوٰۃ شریف ہاتھ میں لے کر کھولی اور حدیث نکالنی چاہی لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے منع کر دیا اور فرمایا ہمیں تمہیں کیا غرض ہے جو حدیث نکالیں ان کو خود ہی نکالنی چاہئے جو مدعی ہے تاکہ ہم اس کا علم بھی دیکھ لیں اور حدیث دانی معلوم کر لیں پھر کتاب بند کر کے اس کے ہاتھ میں دیدی اس کے ہاتھ کانپ گئے اور زبان میں لکنت پیدا ہو گئی حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کے ثبوت پیش کئے اور بڑے زور سے تقریر کی اس تقریر اور ثبوت کو سن کر ایک سید صاحب جو پہلے عیسائی تھے اور عیسائیت میں شاید شادی بھی کر لی تھی وہ معہ بیوی کے حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان اور بیعت ہوئے تھے اور وہ شاید جہلم کی طرف کے رہنے والے تھے ایک ایسا جد آیا کہ جیسے صوفی قوالی میں لوٹتے ہیں اور ان پر اس لذت میں ایسی تباہی ہوئی کہ کچھ کسی کی خبر نہ رہی اس مدعی کا زب نے اس تقریر اور ثبوت کی جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان کئے تھے تکذیب کی اور اس کی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور تیرا دعویٰ جھوٹا ہے پس اس سید نے اٹھ کر ایک ایسی دوہڑا سکی کمر میں ماری کہ وہ دہرا ہو گیا۔ اور چلا اٹھا۔ پھر لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے اس مدعی کا زب کو اپنی طرف کھینچ لیا پس اس نے گھبرا کر لڑکھائی ہوئی زبان سے کہا کہ حضرت مجھ کو میرے جائے فرو گاہ تک پہنچا دو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ دو آدمی

ان کو بحفاظت تمام پہنچا دو اس نے کہا کہ کسی پر مجھ کو اطمینان نہیں ہے میرے ساتھ صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو جو میرے ہموطن بھی ہیں اور جناب میر ناصر نواب صاحب کو بھیج دو ان پر مجھے اطمینان ہے پس حضرت اقدس علیہ السلام نے ہم دونوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان کو ان کی جائے فرود گاہ پر چھوڑ آؤ پھر ہم دونوں اس کے ساتھ ہوئے اور وہ لرزتا اور کانپتا آگے پیچھے دیکھتا ہوا چلا کہ کوئی اور آکے میری خبر نہ لے لے میں نے اور حضرت میر صاحب نے کہا کہ ذرومت ہم تمہارے ساتھ ہیں اب تم کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا مگر تم نے بڑا غضب کیا کہ منہ پر ایسے گندے الفاظ بولے اس نے کہا میری غلطی ہوئی اور میں تورات کو ہی یہاں سے چلا جاؤں گا ہم اس کو اس کی جگہ مسجد میں چھوڑ آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے واسطے کھانا تو بھجوا دو پھر کھانا لے کر گیا اور کھانا کھلا کر واپس آیا اور میں نے کہا کچھ اور ضرورت ہے کہا کہ میرے پاس خرچ نہیں ہے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ ان کو خرچ کی ضرورت ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے جیب سے بڑا نکالا اور چار روپے مجھے دئے کہ دے آؤ میں وہ چار روپیہ لے کر اس مدعی کاذب کے پاس گیا اور روپیہ دئے کہا کہ مرزا صاحب تو بڑے خوبیوں کے آدمی ہیں میرا اسلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میری خطا معاف فرمادیں پس وہ اسی وقت ایک چھوٹا سا لپتہ جو لپٹا ہوا اور میلا تھا اور شاید ایک جوڑا کپڑوں کا وہ بغل میں لے کر چل دیا میں نے بہت کہا اور ٹھہر دیکھانے کا تو کوئی فکر ہی نہیں ہے لنگر سے آتا رہے گا اور جس قسم کا کھانا تم کھاؤ گے وہ بھی تیار کرادوں گا اس نے نہ مانا اور چل دیا خدا جانے وہ کہاں جا کر ٹھہرا ہو گا اور کہاں گیا ہو گا پھر اس کا کوئی پتہ ہمیں نہیں ملا۔

(۱۰) ایک شخص مدعی مجددیت
نواب صدیق حسن خان کا حال

بھی تھے گو کھلم کھلا دعویٰ نہیں کیا لیکن اپنی تحریروں میں اس قسم سے اپنا دعویٰ

لکھا ہے کہ ان کی کتابیں پڑھنے والے خوب جانتے ہیں مگر انہوں نے صدی کو نہیں پایا بجائے دعویٰ مجددیت کے اپنی عزت و ثروت اور نوابی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے حضرت فاضل امروہی دام فیضہ ان کی قوت بازو اور مددگار تھے بعض کتابیں جو دوسروں کی غیر مشہور تھیں کا تراش کر اور مقدم و مؤخر مضامین کر کے اپنے نام سے مشہور کر دیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی تو ایک جلد نواب صاحب کے پاس بھیج دی نواب صاحب نے کتاب چاک کر کے واپس بھیج دی۔ اور کہا کہ ہم کو ایسی کتابوں کی کوئی ضرورت نہیں ان کتابوں کے پاس رکھنے سے گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضگی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک مضمون جو براہین احمدیہ کے پرچہ منضمہ میں لکھا ہے وہ انہیں کی نسبت ہے اس میں ایک جملہ ایسا حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جو بظاہر تو علم پر دلالت کرتا ہے مگر جو دیکھا جاوے تو نواب صاحب کی بے عزتی اور تباہی اور امراض مملکہ کی خبر دے رہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنمنٹ آپ پر مہربان رہے اصل الفاظ حضرت صاحب کے ذیل میں درج ہیں۔

”تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت میں کہ جو بہت پارماطیع اور متقی اور فضائل علمیہ سے متصف اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت خبر رکھتے ہیں کتاب براہین احمدیہ کی اعانت کیلئے لکھا تھا سو اگر نواب صاحب ممدوح اس کے جواب میں یہ لکھتے کہ ہماری رائے میں کتاب ایسی عمدہ نہیں جس کیلئے کچھ مدد کی جائے تو کچھ جائے افسوس نہ تھا مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہ لکھا کہ پندرہ بیس کتابیں ضرور خریدیں گے اور پھر دوبارہ یاد دہانی پر یہ جواب آیا کہ دینی مباحثات کی کتابوں کا خریدنا یا ان میں مدد دینا خلاف منشا گورنمنٹ انگریزی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی کچھ امید نہ رکھیں سو ہم بھی نواب صاحب کو امید

گاہ نہیں بناتے۔ بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے خدا

کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی رہے ☆

اس کے بعد نواب صاحب معزول کئے گئے اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہوئے اور ایسی بیماری ان کو ہوئی کہ جس سے وہ جانبر نہ ہوئے آخر الامر وہ سمجھ گئے کہ یہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی بے ادبی کا نتیجہ ہے اور دو شخص معافی کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے اس گستاخی کی معافی دی اور دعا دی اور شاید آپ کو الہام بھی ہوا کہ ان کا خطاب نوابی تل جاوے گا اور دعا حضرت اقدس علیہ السلام کی قبول ہو گئی چونکہ خطا چھوٹی خطا نہیں تھی اس واسطے زندگی میں انکو عمدہ نہ ملا اور وہ خطاب اور عمدہ اس وقت ان کو پہنچا کہ جب نواب صاحب انتقال کر گئے تھے اس حقیقت سے حضرت فاضل امروہی خوب واقف ہیں اور تفصیل اس کی آپ کو خوب معلوم ہے نواب صاحب کو مولوی محمد حسین پٹاوی اور دوسرے غیر مقلدوں نے مجددان لیا تھا۔

(۱۱) ایک شخص انبالہ اور تھانیس میں تھا اس نے بھی امام اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بہت سے الہام شائع کئے تھے مگر وہ بھی ناکام و نامراد اور خراب و خستہ ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور اس کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔

(۱۲) ایک الہی بخش اکاؤنٹٹ لاہوری تھا جس نے اپنے دعویٰ اور الہام میں حد کردی اور ایک کتاب عصاء موسیٰ لکھی اور شائع کی اور وہ خیر الدنیا و الآخرة دینا سے گیا اور ابدی لعنت اپنے ساتھ لے گیا۔

(۱۳) ایک صوفی درویش اجیر میں تھا جس کا دعویٰ تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں گا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا جب اس سے دریافت کیا گیا کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو اور احکام شرعی کیوں نہیں بجالاتے ہو تو اس کا جواب یہ تھا کہ میں

مکلف نہیں ہوں ابھی نابالغ ہوں نابالغ پر نماز کب جائز ہے شرعی بالغ پندرہ سولہ برس میں ہو جاتا ہے اور روحانی بالغ چالیس سال میں ہوتا ہے ابھی میری پینتیس سال کی عمر ہے جب میں چالیس برس کا ہو جاؤں گا تب احکام شرعی و روحانی کا پابند ہوں گا اور اپنے دعویٰ میں یہ کریمہ کا شعر پڑھا کرتا تھا کہ

چل سال عمر عزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نکشت
بس ان کے دعویٰ اور دلائل کا کریمہ ای انتہا تھا قرآن شریف سے ناواقف
تھا صوفیائے کرام کی کتابوں سے بھی ناواقف تھا اور دعوے ایسے تھے کہ حضرت
خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور بایزید سماعی رحمۃ
اللہ علیہم اجمعین بھی اس کے نزدیک گویا ایک طفل مکتب تھے نعوذ باللہ منہا۔ اب
اس کا پتہ نہیں چلا کہ وہ مر گیا گل گیا۔ کیا ہوا۔

(۱۴) منغلہ مدعیان امامت و مجددیت وغیرہ کے ایک مولوی فضل الرحمان
کنج مراد آبادی بھی تھے وہ تو نہیں لیکن ان کے مرید پیران نے پرند بلکہ مرید ان
سے پراندہ مدعی ست گواہ چست بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل الرحمان شاہ
صاحب ہی اس چودھویں صدی کے مجدد ہیں بہر حال مولوی صاحب نے دعویٰ
نہیں کیا لیکن جب تک کوئی شخص اپنے پیر کی زبان سے اشارۃً یا کنایتہً تھوڑی
بہت بات نہ سنے تو ایسی عظیم الشان بات منہ سے نہیں نکال سکتا۔ سو وہ بھی اس
دنیا سے رحلت کر گئے۔ اور چودھویں صدی کا کچھ کسی قدر بھی کافی حصہ نہیں لیا۔
(۱۵) منغلہ مدعیان کے ایک چراغ الدین ساکن جنوں تھا اس کا بیان لکھنے کی
ضرورت نہیں ہے بہت کچھ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھ دیا ہے ہماری
طرف سے اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔

(۱۶) ایک مرزا امام الدین بیگ ساکن قادیان **مرزا امام الدین کا حال**
تھا اس نے بھی بھگیوں خاکروبوں کا پیشوا
ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن تھا دہریہ اس کا سارا جلسہ ساری کارروائی شروع سے

عین موت کے وقت تک کی میں نے بھی دیکھی ہے اور میری اس سے ملاقات تھی خدا کو نہیں مانتا تھا رسول کا تو کیا ذکر ہے شروع بات یہ ہوئی کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام کا دعویٰ مجددیت کا اعلان ہوا اور لوگ دور دور سے آنے لگے تو اس کے بھی جی میں آئی کہ ہم بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں جیسے کہ حضرت اقدس مشہور و معروف ہو گئے ہم بھی ہو جاویں گویا خدائی میں اندھیر سمجھا کہ اندھا راجہ پھوٹی نگر میں بس اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اور سوچا کہ ہندو مسلمان عیسائی تو اہل علم ہیں عقلمند ہیں رہے چمار سو وہ بھی ہندوؤں میں شامل ہیں ایک قوم خاکروبوں کی ہے شاید ان میں پٹری جم جائے بس اس نے جھٹ پٹ ایک اشتہار دیدیا جس میں اپنے آپ کو لال گرو کا پیرو بتایا خاکروب بیچارے بے عقل تو تھے ہی وہ معتقد ہو گئے اور نذر نیاز آنے لگی ان کو دس احکام کی تعلیم دی جو توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے اس وقت کھلم کھلا دہریہ نہیں تھا کہ بلکہ وجودی تھا ایک درویش ضعیف العمر جس کو میں نے دیکھا ہے وہ سخت وجودی تھا اور ایک پستہ قد چلی ڈاڑھی پتلا دبلابے علم تھا اس کی صحبت اس نے اختیار کی رفتہ رفتہ دہریہ ہو گیا چنانچہ اس کے آخری رسالوں سے ثابت ہے۔ ایک روز مولوی امام علی صاحب جملی اکسٹرا اسٹنٹ نے ایک خاکروب سے دریافت کیا کہ تم خاکروب ہو خاکروبوں میں سے تمہارا پیشوا ہونا چاہئے تھا اس نے کہا نہیں جی پہلے بھی لال بیک مغل تھا اور اب مغل ہونا چاہئے جو یہ امام الدین بیک ہے یہ تو مغلوں کا ہی حق ہے جب خاکروب زیادہ آنے لگے مردار خواری ان سے چھڑانی چاہی چند فخصوں نے چند روز کے لئے چھوڑ دی تھی جب کام نہ چلا تو پھر کھانے لگے پھر اس نے گول چہترہ بنایا وہ مسجد لال بیگیان قرار پائی اور یہ حکم دیا کہ دو وقت عبادت کے طلوع و غروب آفتاب ہیں پس دوبار انہی وقتوں میں نماز پڑھنی چاہئے اس گول چہترہ کے بیچ میں ایک جھنڈا نصب کیا اس کے پاس امام کھڑا ہوتا تھا اور چاروں طرف گول حلقہ باندھ کر

مقتدی کھڑے ہوتے تھے امام کا منہ پہلے جانب شرق ہوتا اور امام کا نام ناقوس رکھا پس وہ ناقوس پہلے زور سے کہتا کہ یا ہویا من ہو۔ پھر سب مقتدی اس لفظ کو کہتے پھر وہ ناقوس جانب شمال منہ کرتا اور کہتا چاروں طرف دسیندا ڈھول میندا۔ یعنی چاروں طرف دکھائی دیتا ہے معشوق ہمارا ڈھول دولہ کا بگڑا ہوا لفظ پنجابی ہے پھر مغرب کی طرف منہ کر کے کہتا وہ پنجابی جملہ ہے میرے یاد نہیں رہا۔ پھر دکن کی طرف منہ کر کے کوئی جملہ ادا کرتا۔ بس یہ نماز تھی اسلام سے سخت نفرت دلاتا تھا کئی شہروں گاؤں میں دورہ کرتا تھا بہت خاکروب جمع ہوتے ایک دفعہ میں فیروز پور میں تھا اور یہ امام الدین بیگ بھی وہاں بھنگیوں کے مجمع میں بیٹھا ہوا تھا پھر اس کی سواری چلی آگے آگے ڈھول ڈھپڑی تاشے بجتے تھے لیکن اپنا پکوا کر کھاتا صرف ان سے نقد لے لیتا مجھے اس نے دیکھ لیا کہنے لگا او پیرا تاپان چلاتیں مرزا غلام احمد کول۔ میں نے کہا کہ میں ابھی تو آیا ہوں ایک مہینہ کے بعد جاؤں گا باقی اس کا حال آئندہ کہیں موقعہ پر لکھا جائے گا۔

مجدد امام رسول نبی بنا اور نرا زبان سے دعویٰ کر دینا تو آسان ہے لیکن وہ کام کر کے دکھانا کہ جو اس کے منصب امامت کے لائق ہے اور جس کام کے لئے وہ مبعوث ہوا۔ ذرا کارے دارو۔ یہ کام اسی شخص کا تھا جو کہہ گیا اور کر کے دکھا گیا جتا گیا بتلا گیا سوتی دنیا کو اپنے علم خدا واد سے تقریر سے تحریر سے نشانات سے کرامات سے حال سے قال سے رفتار سے کردار سے ہلاہلا کر جگا کے بیوقوفوں کو وقوف دلا کے اپنی صداقت کے بین نشان دکھلا کے ظاہر کر گیا کہ درحقیقت میں خدا کا بھیجا ہوا مامور ہوں چنانچہ فرمایا

یونہی غفلت کے لفافوں میں پڑے سوتے ہیں وہ نہیں جانتے سو بار بجایا ہم نے
مصطفیٰ پر تراجم ہو سلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
رہا ہے جان محمد سے میری جاں کو بدمام دل کو یہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

ترے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد تری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تجھ سا بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں لاجرم دوپہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
ہم ہوئے خیرام تجھ سے ہی اے خیر سل تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
کافرو لحد و جہاں ہمیں کہتے ہیں نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
ہر میدان میں فتح ہر موقع پر منصور ہر ایک مقام پر مظفر وہ کون تھا وہ وہی تھا
جس کا نام نامی واسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خمسہ

جس نے دیکھے نین متوالے ترے مست و بے خود ہو نہ وہ تو کیا کرے
اک نظر جس پر پڑے کتنا پھرے من ندیم چوں تو ہرگز دلبرے
سر کٹے عاشق کٹے غارتگرے
وہ جلی ہے تمہاری اے جناب دونوں عالم جس نے کڑا لے خراب
آدی ہوں کس طرح لاؤں میں تاب در زمین پنہاں بماند آفتاب
گریرائے ما بداد از مظہرے
وہ بھی دن ہوگا کبھی عالی ہم میرے گھر تک آپ کے آئیں قدم
میں پکاروں شوق سے یہ دمدم من سرے دارم کہ در پابیت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہم سرے

در حقیقت مامورین و مرسلین کی من جملہ اور شناختوں کے یہ بھی ایک اعلیٰ
درجہ کی شناخت ہے کہ وہ خدا کے فضل سے دنیا میں آکر ایک عالم کو حیران
کرویتے ہیں اور اپنی فتح اور دوسروں کی شکست اپنا وقار و دوسروں کا ادبار اپنی
نفرت و دوسروں کی ہزیمت کا موجب ہوتے ہیں ورنہ یوں تو رمالی جفری بھی کچھ نہ

کچھ علم غیب کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں اور انکا کیا کام ہوتا ہے بخلاف مامورین و مرسلین اپنا ادبار اور دوسروں کا وقار اپنی ہزیمت دوسروں کی نصرت اپنا افلاس و کسبت اور دوسروں کی عزت و حرمت آپ ایک ایک پیسہ کے واسطے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے اور زانچہ نکاتے اور پانسہ پھینکتے ہیں دوسروں کو عزت کی روپیہ کی دولت وغیرہ کی بشارتیں دیتے ہیں لیکن آپ ذلت و خواری و افلاس میں رہتے ہیں دوسروں کے دروں پر جاتے ہیں ان کو ان سے کیا نسبت بڑے جاہل اور کو دن اور احمق ہیں وہ لوگ جو پیٹھگوئیوں کو رمالوں اور نجومیوں کے زانچہ سے ملاتے ہیں اور نسبت دیتے ہیں یہ لوگ کبھی عزت نہیں پاتے ہمیشہ ذلت و خواری کے گڑھے میں پڑے رہتے ہیں خدا تعالیٰ سے انکا کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ لوگ ذرا سی ابتلا میں گھبرا جاتے ہیں جان دیدیتے ہیں اور اول تو انہیں ایمان نہیں ہوتا اور جو ذرہ برابر ایمان ہو وہ بھی کھو بیٹھتے ہیں نہ انہیں تقویٰ نہ طہارت نہ خشیت صرف اپنی امانی و خواہشوں کے پیرو ہوتے ہیں بات بات میں جھوٹ قدم قدم پر لغزش اور خدا کے فرستادے ابتلاؤں میں قدم آگے بڑھاتے ہیں کیسے ہی ہولناک نظارے پیش آویں کسی قسم کے پہاڑ سہرے گریں یہ پیسے جاویں رگڑے جاویں مگر نتیجہ میں کامیاب انجام میں بہرہ مند بہرہ ور اور بارور ہوتے ہیں گھر میں بیٹھے ہیں تو بادشاہ ہیں خدا سے تعلق خدا سے ہم کلام خدا سے راز و نیاز دنیا و مافیہا سے بے تعلق دریائے رحمت الہی کی بارش برستی ہے گھر سے باہر جاویں تو دریائے رحمت الہی ساتھ ہے ان کی آنکھ میں برکت ان کی نظر میں سب کچھ ان کے قدموں میں برکت ان کے ہاتھوں میں برکت ان کی ہر ایک چیز میں رحمت و برکت ان کے ساتھیوں میں وَ لَهُمْ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَ بَرَكْتَ وَرَحْمَتِ پاکیزگی خود پاک دوسروں کو پاک بنانے والے اور خود نور کے پتلے منور اور ساتھ ہی منور غرضیکہ ان لوگوں کے علاوہ اور بھی لوگ تھے جنہوں نے دعویٰ مجددیت کیا تھا اور وہ ناکام و نامراد دنیا سے اٹھ گئے اور حضرت

اقدس علیہ السلام کا فرمانا صحیح و درست ہوا۔

جب میں حضرت اقدس سے مل کر اور شرف صحبت حاصل کر کے واپس
سرسادہ آیا تو میں نے لوگوں سے بیان کیا کچھ مصدق ہوئے اور بہت سے حیرت
زدہ اور بہت سے مذب ہو گئے لیکن میری بیوی نے صدق دل سے تصدیق کی۔

ایک ہفتہ کے بعد میری بیوی کہنے لگی کہ آج رات میں نے
ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ جن کے سردریش میں

مندی لگی ہوئی ہے اور بال سفید ہیں مونڈھوں تک لٹکتے ہیں اور درمیانہ قد اور
دہرا بدن ہے گندمی رنگ ہے وہ ایک مکان میں کھڑے ہیں اور دنیا میں چاروں
طرف قتل عام ہو رہا ہے اور کہیں آگ لگ رہی ہے اور کسی جگہ طوفان آ رہا
ہے اور کسی طرف تلواریں اور نیزے چل رہے ہیں۔ اور روئے زمین پر کہیں
امن کی جگہ نہیں لوگ غل مچا رہے ہیں روتے ہیں اور چلاتے ہیں بچے عورتیں
بڑے چھوٹے حیران و پریشان اور مضطرب ہیں اور میں بھی حیران کھڑی ہوں اور
دل میں کہتی ہوں کہ الٹی کدھر جاؤں کوئی جگہ امن کی نہیں ملتی میری نظر اس
مکان کے بالا خانہ پر پڑی وہ بزرگ مجھے دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹی اوپر
آ جاؤ میں یہ غنیمت سمجھ کر کہ کچھ تو امن کا مکان ملا اوپر بالا خانہ پر اس بزرگ کے
پاس گئی انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں آ گئیں دنیا میں سوائے
ہمارے اب کوئی جگہ امن کی نہیں ہے تم بھی رہو میں نے یہ بات اس بزرگ کی
زبانی سنی خدا کا شکر کیا پھر میری آنکھ کھل گئی بتاؤ وہ کون بزرگ تھے اور یہ کیا
بات ہے میں نے کہا یہ حلیہ یہ صورت یہ لباس اور یہ ہیئت جو تم نے بیان کی ہے
یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی ہے اور یہ مکان بھی وہی ہے جو میں
دیکھ کر آیا ہوں کہنے لگی شاید وہی ہوں اور شاید دنیا میں پھر غدر پڑ جاوے اور بے
امنی ہو جاوے اور قادیان میں ہی امن ملے چلو وہیں چلے چلیں میں نے کہا کہ تم
عورت ہو عورتوں کے ایسے ہی چھوٹے چھوٹے خیال ہو کرتے ہیں اب غدر

کہاں اور ایسی بے امنی کیسی یہ بے امنی روحانیت اور عذاب الہی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ میں جو اب قادیان شریف گیا تھا تو حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے جو ہندوستان کا تھا اور شاید وہ اس ضلع گورداسپور میں ملازم تھا اتفاق سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ایک شخص نے آپ کے دعویٰ مجددیت پر اعتراض کیا اور پھر اس نے استخارہ کیا اور اس کو استخارہ میں یہ آیت معلوم ہوئی آیت تو یاد رہی نہیں لیکن اس کا مطلب یہ تھا کہ جو اس کو نہیں مانے گا وہ ہمیشہ کی جہنم میں ڈالا جاوے گا سو ایسی ہی بات معلوم ہوئی ہے کہ لوگ انکار کریں اور اس انکار کی نوبت دور تک پہنچے اور لوگوں پر طرح طرح کے عذاب آویں جب ہم کئی برس کے بعد قادیان گئے تو میری بیوی ساتھ تھی جب اس نے حضرت اقدس علیہ السلام کی شکل دیکھی تو دیکھتے ہی پہچان گئی کہ وہ جو میں نے خواب میں دیکھا تھا ہو یہ وہی بزرگ ہیں اور دوڑی آئی اور مجھ سے کہنے لگی کہ خدا کی قسم جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ یہی حضرت اقدس ہیں اور وہی مکان ہے یہ خواب میری بیوی نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ خواب تمہارا سچا ہے پھر میری بیوی نے بیعت کی۔ اور صدق دل سے بیعت کی پھر ایک مدت کے بعد یہ خواب یوں سچا نکلا کہ دنیا نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تکذیب کی اور دنیا پر عذاب کبھی زلزلہ کی شکل میں کبھی طاعون کی شکل میں کبھی طوفان کی شکل میں کبھی اور رنگ میں غرض کہ روحانی و جسمانی عذاب دنیا پر نازل ہوا اور لوگوں میں پریشانی پھیلی اور سوائے قادیان کے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے خواب میں میری بیوی سے فرمایا تھا کہیں امن و امان نہ رہا اور دارالامن ہوا تو قادیان ہی ہوا۔

دوسرا خواب ایسا ہی ایک خواب میرے بھانجے حضرت احمد نے ایک روز دیکھا صبح کو اٹھ کر کہنے لگا کہ ماموں صاحب تم مرزا صاحب

کی بیعت توڑ دو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ میں نے کہا کیوں کہنے لگارات کو میں نے ایک خطرناک پردہشت خواب مرزا صاحب کی نسبت دیکھا ہے چونکہ وہ نوجوان بچہ تھا وہ اپنی ناسمجھی سے مبشر خواب کو منذر سمجھ گیا علم رو یا ایک عجیب علم ہے خدا کے پاکیزہ علوم اور اسرار سے ہے اس کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ سکھلاتا اور بتلاتا ہے میں نے کہا اچھا وہ خواب بیان کرو اس نے بیان کیا کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے اس میں مرزا صاحب بیٹھے ہیں اور سامنے ایک لاشی رکھی ہوئی ہے اور چاروں طرف بت پتھر کے رکھے ہیں سب کا منہ مرزا صاحب کی طرف ہے اور مرزا صاحب ان کو دیکھ رہے ہیں اور وہ تمام بت ہاتھ جوڑ رہے ہیں اور تمام کے تمام بت ناقص ہیں کسی کا ایک ہاتھ نہیں کسی کے دونوں ہاتھ نہیں کسی کی ایک ٹانگ نہیں ہے اور کسی کے دونوں نہیں کسی کے ایک آنکھ نہیں اور کسی کے دونوں نہیں کسی کا ایک کان نہیں اور کسی کے دونوں نہیں غرضیکہ کوئی لولا کوئی لنگڑا کوئی کانا کوئی اندھا اور تھوڑے سے آدمی بھی بیٹھے ہیں اور منجملہ ان آدمیوں کے ماموں صاحب تم مرزا صاحب کے سامنے بیٹھے ہو تم اور سب لوگ اور تمام بت مرزا صاحب کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھے ہیں کسی کا ایک ہاتھ ہے تو وہ ایک ہاتھ ہی لمبا کر رہا ہے یعنی جوڑ رہا ہے کسی کا ہاتھ نہیں صرف مونڈھا ہے وہ مونڈھے کو ہی آگے کئے ہوئے ہے گویا وہ بھی ایک طریق سے ہاتھ جوڑ رہا ہے اور ایک بت سب سے بڑا ہے وہ بھی ہاتھ جوڑ رہا ہے اور اس کے جسم ہی جسم ہے اور کوئی عضو سلامت نہیں بس یہ خواب میں نے سن کر سجدہ شکر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں کیا اور پھر میں نے کہا اے بھائی یہ خواب تو عجیب طرح سے خدا کی قدرتوں کو ظاہر کر رہا ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے گویا آپ سردار ہیں مقتداء ہیں پیشوا ہیں اور تمام عالم کے لوگ یعنی اہل علم اور بے علم عاجز ہو کر حضرت اقدس کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اور اپنی عاجزی کا اقرار کر رہے ہیں

اور سب سے بڑا بت حضرت اقدس کا پہلا مکفر اول مکذب اگیتا ایذا رساں مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اس خواب سے مجھ کو تو خدا نے نصیحت اور عبرت دی لیکن وہ خواب میں حضرت اقدس علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا اور بد بخت مکذب ہی ذلت کی موت سے مرا۔

اہل علم تو یوں عاجز ہوئے کہ عربی میں الہی تائید سے حضرت اقدس علیہ السلام نے کتابیں لکھیں کوئی انکا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور عام یوں عاجز و لاچار ہوئے کہ طاعون زلزلہ طوفان دنیا میں آیا اور محمد حسین بٹالوی بڑا بت اور یہود اسکر یونٹی یوں عاجز اور ذلیل ہوا کہ عربی کتابوں کا مقابلہ نہ کیا جلسہ مہوتسومین کچھ پیش نہ کر سکا اور اپنی اولاد وغیرہ کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوا۔

کس نخی پر سد کہ بھیا کون ہو تین ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو
 اَللّٰهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكِ تَوْتِي الْمَلِكُ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ
 مَنْ تَشَاءُ وَتَعَزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اَنْكَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ایک معجزہ یہ میری حاضری کا حضرت اقدس کی خدمت میں پہلا موقع تھا جو ۱۸۸۲ء اور ۱۲۹۸ھ تھی ایک روز فرمایا چلو سیر کو چلیں وہ وقت عصر کی نماز کے بعد کا تھا بارش برس کر تھی تھی تھوڑا سا آفتاب اوپر تھا پس حضرت اقدس علیہ السلام اور میں اور دو یا تین آدمی اور تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں سیر کو موضع بوڑ کی طرف چلے ہر جگہ پانی راستہ میں بھرا ہوا اور یکچڑ بہت تھی جس سے چلنا دشوار تھا پس حضرت اقدس علیہ السلام بے تکلف چلتے تھے اور ہم سب تکلف سے قدم دیکھ دیکھ کر اٹھاتے تھے کوئی دو میل کے فاصلے پر نکل گئے۔ آپ نے فرمایا کہ صاحب نماز مغرب کا وقت قریب آگیا چلو واپس چلیں میں نے عرض کیا کہ حضور کی جیسے مرضی مجھے اس اللہ کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمام مخلوق کی جان ہے اور رو سیاہ ہے وہ اور لعنتی

ہے وہ جو بات ہٹا کر جھوٹ بولے ہم واپس مکان پر آگئے اور سورج کچھ اوپر ہی تھا اور ہمیں بالکل امید نہ تھی کہ سورج اوپر رہے اور ہم مکان پر پہنچ کر نماز مغرب ادا کریں یہ اس وقت عجیب نظارہ تھا اور یہ ایک معجزہ تھا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب مکان پر آئے تو با فراغت وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی ہمیں گمان تھا کہ ہم عشاء کی نماز کے وقت مکان پر پہنچیں گے ایک مادی شخص اور اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں پر ایمان نہ لانے والا شخص جو چاہے سو کہے لیکن اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس نے اپنی قدرت دکھائی میں نہیں جانتا کہ سورج کھڑا رہا یا زمین چھوٹی ہو گئی یا کیا وجہ ہوئی کہ لمبے عرصہ کی راہ کو چند منٹ میں ہم نے طے کر لیا اور معلوم بھی نہیں ہوا اس قادر مطلق کی طاقتوں اور قوتوں اور قدرتوں میں عجیب اسرار پناہی ہیں کہ جو نہ لکھنے میں آسکتے ہیں نہ بیان میں نہ تحریر میں وہ ذات پاک اور اس کے بھیجے ہوئے ایسی ہی قوت اور قدرت سے پہچانے جاتے ہیں ہم نے آپ کی ۲۵ سالہ صحبت میں تقلیدی خدا نہیں مانا نہیں پہچانا نہیں جانا بلکہ حقیقی اور تحقیقی خدا مانا اور دیکھا اور معلوم ہو گیا کہ خدا ہے اور بے شک ہے وہ جو چاہتا ہے سو کر سکتا ہے اور جو چاہا سو کیا اور جو چاہے گا سو کرے گا بد بخت ہیں وہ انسان اور بڑے محروم اور بد قسمت ہیں وہ آدمی کہ خدا ظاہر ہوا اور اپنے مرسل کو بھیجا اور پھر انہوں نے نہیں مانا قادیان کی زمین قادیان کی گلیوں قادیان کے صحرا جنگل میں پنجاب میں ہندوستان میں کابل میں امریکہ میں عرب میں یورپ میں ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں نشان الہی ظاہر ہوئے مگر اندھی آنکھوں نے نہ دیکھا اور مردار جسموں نے نہ مانا اور مردہ روحوں نے نہ محسوس کیا۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ **یہودا اسکر یو طی** یہودا اسکر یو طی یہ الہام کیسا سچا ہوا وہ یوں ہوا کہ جیسے میں نے اپنے کشف میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور مولوی محمد حسین

بٹالوی کو اس کشف میں دیکھا تھا کہ مجلس مبارک میں آنحضرت ﷺ کو پشت دیکر بیٹھا ہے سو دیا ہی اس الہام نے ظاہر کر دیا کہ یہود اسکریوٹی مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اگرچہ بعض آدمیوں نے ملا دامل ساکن قادیان آریہ پرچسپاں کیا اور ملا دامل نے یہ سکر حضرت اقدس سے عرض بھی کیا کیونکہ یہ مذکورہ بالا شخص حضرت اقدس کا اس زمانہ میں بہت معتقد تھا کہ خدا کرے میری نسبت یہ الہام نہ ہو۔ اور میں اس کا مور نہ بنوں اور جو دیا زمانہ میرے برگشتہ بخت کا آئے تو اس سے پہلے میں مرجاؤں لیکن جہاں تک میری سمجھ ہے وہ یہ ہے گو ملا دامل آریہ مخالف ہو گیا مگر اس مخالفت سے وہ یہود اسکریوٹی نہیں ٹھہر سکتا جب تک کوئی اس کا پورا مثل عملی طور سے نہ ہو جاوے یہ عملی نمونہ یہود اسکریوٹی کا محمد حسین نے دکھلایا اور عملی طور سے ظاہر کر دیا کہ یہود اسکریوٹی فی الواقع محمد حسین بٹالوی ہے اول اول یہ حضرت اقدس کا معتقد تھا اور یہاں تک اس کو اعتقاد تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی جو تیاں اٹھا کر چلتا تھا اور پھر اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں بڑی تعریف حضرت اقدس کی لکھی اور آپ کو وضو بھی کرایا کرتا تھا اور آپ کے الہامات اور دعویٰ کا مصدق رہا لیکن جب یہ مخالف ہوا تو یہود اسکریوٹی کے سارے کام کر کے دکھلائے تحریر سے تقریر سے پوری مخالفت کی فتویٰ کفر اس سے شروع ہوا ابوبہ اور فرعون اسی کا نام حضرت اقدس کے الہام میں ہے اور گورنمنٹ برطانیہ میں اس نے مخبری اور گرفتاری جاسوسی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں جو اقدام قتل کا تھا گواہ بن کر عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گیا جیسے کہ یہود اسکریوٹی نے حضرت مسیح علیہ السلام ناصری کے ساتھ کیا تھا دیا ہی اس نے اپنے آپ کو اپنے فعل سے قول سے یہود اسکریوٹی بن کے ایک عالم کو دکھلایا اور یہود اسکریوٹی کی طرح جذلان میں پڑا ذلت اٹھائی بے عزت ہوا دنیا سے۔ اولاد سے بیوی سے دامادوں سے محلہ والوں سے شہر والوں سے اور سب سے اور آخر کار عقل و علم سب

سلب ہو کر مورد غضب الہی ہوا۔ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ مولوی صاحب کے یسودا اسکرپوٹلی ہونے اور میرے کشف کی تصدیق میں کہ حضرت اقدس کو میں نے آنحضرت سید المرسلین ﷺ کی شکل میں دیکھا اور مولوی صاحب کو آنحضرت ﷺ کی طرف پشت پھیرے دیکھا ایک کشف مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی امرتسری مرحوم مغفور کا بھی ہے جو چھپ چکا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین کا جامہ چاک ہو گیا اور سر سے پیر تک پھٹ گیا اور بار بار فرماتے تھے کہ مولوی محمد حسین سے کوئی کلمے کہ توبہ کرے اس کا تکبر اس کو لے ڈوبا۔ اور علم کا جامہ چاک ہو گیا کیا دیکھنے والوں اور عقلمندوں کے لئے یہ تھوڑا نشان ہے؟ درحقیقت بہت بڑا نشان ہے اور اب تک موجود ہے وہ معترض جو اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا آپ کی کوئی پیگم کوئی پوری نہیں ہوئی وہ اس پیگم کوئی اور نشان میں غور کریں حضرت اقدس علیہ السلام کو یہ بھی الہام ہوا کہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مِّنْ اَزَادَا هَا نُنْکِکَ یہ الہام یہ پیگم کوئی یہ نشان کیسا ہو ہو ظاہر ہوا اور ان سب الہامات سے اور واقعات سے میرے کشف کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام مثیل مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی مثیل یسودا اسکرپوٹلی ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ -

غیر مقلدین کی نسبت حضرت اقدس کا خیال ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام

سے عرض کیا کہ حضور یہ وہابی غیر مقلد ناپاک فرقہ (میں اس وقت سخت متعجب خفی تھا) جو ہے اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں آپ سکر اور ہنسک خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز پھر میں نے ذکر کیا فرمایا کہ یہ فرقہ بھی خدا کی طرف سے ہے برا نہیں ہے۔ جب لوگوں نے تقلید اہر عنفیت پر یہاں

تک زور دیا کہ ائمہ اربعہ کو منصب نبوت دے دیا تو خدا نے اپنی مصلحت سے اس فرقہ کو پیدا کیا تاکہ مقلد لوگ راہ راست اور درمیانی صورت میں رہیں صرف اتنی بات ان میں ضرور بری ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود مجتہد اور امام بن بیٹھا اور ائمہ اربعہ کو برا کہنے لگا میں نے عرض کیا کہ اس فرقہ کے بانی اور پیشوا مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ ہمارا مولوی نذیر حسین صاحب پر نیک گمان ہے وہ بھی ولی اللہ ہے میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے مولوی نذیر حسین صاحب کی نسبت بہت کچھ برا کہا ہے فرمایا معاف کرانا چاہئے وہ شخص برا نہیں جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں دیا نہیں ہے پھر میں جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوا تو وہی میں آکر مولوی نذیر حسین صاحب کے مکان پر گیا اور آواز دی مولوی صاحب نے ایک لڑکا اندر سے بھیجا کہ دریافت کرے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ایک مسافر ہوں۔ آپ باہر آویں کچھ کام ہے مولوی صاحب باہر آئے اور السلام علیکم کیا اور کہا کیا کام ہے؟ میں نے کہا آرام سے بیٹھ کر پوچھئے کوئی چار پائی منگوائیے مولوی صاحب نے چار پائی منگوائی ہم دونوں بیٹھ گئے فرمایا آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے کہا میں رہتا تو سرسادہ ضلع سارن پور میں ہوں لیکن اب قادیان سے آرہا ہوں۔ کہا حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے بھی ملے میں نے کہا ہاں ان کے پاس سے ہی آرہا ہوں کہا کہ بہت اچھا ہوا جو آپ وہاں گئے اور ملے اور وہ ان مقدس لوگوں میں سے ہے جو پہلے مقدس ہو گزرے ہیں۔ سرسادہ میں دھومن شاہ صاحب بھی تھے نام ان کا مخدوم احمد صاحب تھا اور وہ مولوی فضل حق خیر آبادی کے مرشد تھے میں نے کہا کہ میں ان کا ہی پوتا ہوں پھر کہا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا کہ شاہ حبیب الرحمن صاحب پھر دوبارہ مولوی صاحب نے مصافحہ کیا اور کہا کہ ہم شاہ حبیب الرحمن صاحب سے ملے ہیں آپ صاحب زاوہ ہیں آپ کینے تشریف لائے ہیں میں نے تمام سرگذشت قادیان کی بیان کی اور کہا کہ اب میں

حسب الارشاد آپ کے پاس آیا ہوں کہ جو میں نے آپ کی نسبت گستاخی کی یا کلمات بیجا کہے ہیں ان کی معافی چاہتا ہوں مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ اب جو قادیان جاؤ تو حضرت مرزا صاحب سے میرا سلام مننون کہہ دینا۔ پھر میں چلا آیا۔

ایک شبہ کا ازالہ اس بات سے کوئی شش و پنج میں نہ پڑے کہ مولوی صاحب جو دلی اللہ تھے اور خدا کے مامور مرسل نے

بھی دلی اللہ کہا اور وہ حسن ظن رکھتے تھے تو پھر مخالفت کیسی اور وہ ہامان کیوں ہوا۔ اور دنیا سے وہ بغیر تصدیق مسیح موعود کیوں گیا بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور الوالعزم نبی صاحب شریعت کے وقت میں بلعم بن باعور ایک دلی اللہ تھا لکھا ہے کہ اس کے ستر ہزار ابدال مرید تھے مگر خدا کے مرسل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب یا مقابلہ کرنے سے وہ کافر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کتا کہا اسی طرح سے یہ معاملہ ہوا بلعم اپنی عورت کے برکانے اور بادشاہ کے لالچ دینے سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کر بیٹھا اسی طرح مولوی نذیر حسین مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے برکانے اور ورغلانے سے زیانکاروں میں ہوا اس سے بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی یقیناً یقیناً یہود و اسکریوطی ہے۔

میں نے قادیان میں بہت سی بوڑھی عورتوں سے اور ہندوؤں سے اور مسلمانوں سے آپ کا چال چلن پوچھا اور حالات ابتدائی اور درمیانی عمر کے دریافت کئے کسی نے آپ کی نسبت سوائے خیر اور تعریف کے ایسی بات نہ بیان کی کہ جس سے آپ پر کوئی وجہ آئے۔ میں ایک ہفتہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ پھر بمشکل تمام رخصت لے کر چل دیا۔

آدم بر سر مطلب میں لدھیانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دو تین ماہ رہا اور پھر رخصت ہو کر ہانسی آیا اور ہانسی سے کوٹ پوتلی علاقہ جے پور پہنچ گیا کوئی ایک ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے

کتاب ازالہ اوہام میرے نام روانہ کی پھر میں قصبہ پر اگ پورہ جو قصبہ کوٹ پوتلی سے چھ سات کوس ہے وہاں چلا گیا وہاں کے باشندوں نے میری بڑی عزت کی اور بہت سے وعظ ہوئے اور ہندو مسلمان سب شریک ہوتے تھے سب باشندگان قصبہ نے دو ہزار روپیہ کی فرست بنائی کہ یہ روپیہ جمع کر کے اس عاجز راقم کو دیں ابھی یہ فرست طیار ہوئی تھی جو حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک کارڈ دہلی سے میرے نام آیا جو خاص حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مکرری السلام علیکم ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ۔ میں دہلی میں ہوں تجویز بحث ہو رہی ہے آپ اگر پہنچ سکتے

تو تشریف لادیں لیکن ۱۷ اکتوبر ۹۱ء تک آنا چاہئے والسلام خاکسار غلام

احمد از دہلی بازار یلماران کوٹھی نواب لوہارو۔“

واقعات مباحثہ دہلی یہ صحیفہ عظامی کوٹ پوتلی آیا اور کوٹ پوتلی سے دوسرے روز میرے پاس ایک شخص کے ہاتھ

پر اگ پورہ پہنچا عصر کا وقت تھا میں اسی وقت بارادہ دہلی کوٹ پوتلی چل دیا بہت کچھ لوگوں نے ٹھہرنے پر اصرار کیا اور روپیہ کا لالچ دیا مگر میں نے کسی کی نہ سنی اور روانہ ہوا کوٹ پوتلی ایک گھنٹہ آرام کر کے روانہ ہوا رات کو اسٹیشن ریلوے اجیرہ کا پر پہنچا چونکہ اونٹ عمدہ سواری کا تھا اس نے راہ میں تکان نہ ہوا اجیرہ کا سے ٹکٹ دہلی کا لیا دہلی سے بگھی کرایہ پر کر کے بازار بلی ماراں میں گیا تو لوگوں کا ہجوم پایا جو مخالفت میں شور کر رہے تھے میں نے مکان پوچھا تو کسی نے نہ بتایا اور سب لوگ میری طرف متوجہ ہو کر میرے پاس آگئے چونکہ میرا لباس اس وقت صوفیانہ تھا اور ایک چونغ اور دوپٹہ شربتی رنگ کا تھا اس واسطے لوگوں کو اور بھی تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ مرزا تو کافر ہے (نعوذ باللہ) آپ بزرگ ہو کر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں میں نے کہا تمہارے لئے یہی بات اس وقت مرزا

صاحب کی صداقت کے لئے کافی ہے کہ مجھ جیسا بزرگ ان کو مانتا ہے کچھ لوگ ہمارے مریدوں میں سے تھے انہوں نے دوڑ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت آپ مرزا صاحب کے پاس جاتے ہیں ان پہ تو کفر کا فتویٰ لگ رہا ہے اور لوگ قتل کے درپے ہو رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی قتل ہونے کے لئے آیا ہوں اور نیز کافر بننے کے لئے۔ یاد رکھو جب تک کسی پر متفقہ کفر کا فتویٰ نہیں لگتا وہ مومن بھی نہیں ہو سکتا خبردار تم اس معاملہ میں نہ بولو اور میرے ساتھ چلو حضرت مرزا صاحب کا مکان بتلاؤ کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں پس دو شخص ایک نصیر الدین اور دو سرا محمد عاشق میرے ساتھ ہوئے اور مجھ کو حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر یعنی نواب لوہاروی کی کوٹھی پر لے گئے منشی ظفر احمد صاحب اور محمد خان صاحب کپور تھلوی موجود تھے انہوں نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ ہم آتے ہیں سو وہ دونوں صاحب نیچے آئے اور اوپر مکان میں لے گئے وہاں دیکھا تو جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما تشریف رکھتے ہیں۔ حکیم صاحب سے یہ نئی ملاقات تھی۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام کو خبر ہوئی اس کے بالا خانہ پر مجھے بلوایا۔ کچھ لوگ وہاں بھی تھے من جملہ ان کے ایک جناب سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی اور غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی تھے اور ایک اشتہار چھپوانے کی تجویز کرتے تھے خاکسار کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور مصافحہ کیا فرمایا خوب ہوا جو تم آگئے ہمارا مولوی سید نذیر حسین سے مباحثہ ہے۔ لدھیانہ والا مباحثہ جو مولوی محمد حسین صاحب سے ہوا وہ بھی تم نے لکھا تھا اور اب یہ مباحثہ بھی تم لکھنا۔ اتنے میں مکان کے نیچے بازار میں بہت لوگ جمع ہو گئے اور عجیب عجیب حیوانوں کی طرح بولیاں بولنے لگے اور بڑھے بڑھے لوگ سفید ڈاڑھی والے صرف ٹوپی سر پر تالیاں بجا بجا کر بکواس کرتے تھے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کو گالیاں دیتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ دیکھو دہلی والوں پر شمدہ پن ختم ہو گیا ہے سفید ریش ہیں اور پھر تالیاں بجا بجا

کر گالیاں دیتے ہیں اور کچھ شرم و حیا نہیں رکھتے لباس دیکھو تو انکا خلاف تہذیب بازاری لوگوں سے گیا گزرا ہوا دیکھو ایک یہ صاحبزادہ صاحب سراج الحق ہیں جو اس وقت موجود ہیں کیسا اچھا لباس شریفانہ ہے اور بعد عصر کی نماز کے جو توجہ الی اللہ کا وقت ہے ان کی کبوتر بازی کا وقت ہے بوڑھے بزرگ خضر صورت سفید ریش اور دیکھو تو کبوتر اڑا رہے ہیں اور قسم قسم کی بولیاں خلاف انسانیت بولتے ہیں بات بات میں گالی بات بات میں شمدہ پن پھر بہت دیر تک خاکسار سے باتیں کرتے رہے اور حالات سفر دریافت فرماتے رہے کوٹ پوتلی میں جو میرا مباحثہ ہوا تھا میں نے اس کا ذکر کیا فرمایا ہاں ہاں تمہارا خط پہنچا تھا ہمیں خوب معلوم ہے اور ہم نے بھی خط لکھا تھا میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت کئی عنایت نامے پہنچے وہ سب میرے پاس موجود اور محفوظ رکھے ہیں۔

غرضیکہ دہلی والوں نے وہ فتنہ اٹھایا اور شور و شر برپا کیا کہ جو حضرت آدم کے ساتھ ابلیس نے اور حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ آپ کی قوم نے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون اور آل فرعون نے اور حضرت مسیح کے ساتھ ان کی قوم بنی اسرائیل نے وغیرہ وغیرہ کہ تمام حال لکھنے اور بیان کرنے سے بالا تر ہے مگر مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

دہلی و دمشق ہے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ جو حدیث و مشقی صحیح مسلم اور مشکوٰۃ میں آیا ہے جس کو حدیث نوانس بن سمعان کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا نزول دمشق منارہ سفید کے قریب ہو گا اس کے معنی گواہی ہوں لیکن اس عاجز کو جو راقم سفر نامہ ہے خداوند کریم نے یہی سمجھائے ہیں کہ وہ دمشق دہلی ہے اور منارہ جامع مسجد دہلی ہے کیونکہ جامع مسجد آج کل دہلی سے شرقی جانب ہے چونکہ دمشق پایہ تخت قریش تھا اور دہلی پایہ تخت خاندان مغلیہ تھا اس کے بعد یہ پایہ تخت نصاریٰ کا ہوا اور مسیح موعود کا نزول بھی نصاریٰ اور فتن

و جال یعنی پادریوں کے وقت میں لکھا ہے پس جو کام مسیح موعود کا لکھا ہے وہ اس جگہ اکثر حصہ اس کا پورا ہوا اور وہ جو لکھا ہے کہ ستر ہزار یہود (ستر ہزار سے مراد اکثر ہے) و جال کے ساتھ ہو جاویں گے سودہلی کے یہودیوں نے اس پیچھوئی کو پورا کر دکھایا کہ تمام مسلمان یہود سیرت مقلد و غیر مقلد شیعہ و ہابی پادری سب ایک ہو گئے اور دمشق میں ہی جنگ مسیح لکھا ہے سودہ جنگ بھی یہاں ہو یعنی مولوی بشیر سسوانی و بھوپالی سے مباحثہ ہوا اور سب نے مل کر اگرچہ غیر مقلدوں کا تو مولوی نذیر حسین امیر تھامی لیکن مقلدوں اور شیعوں نے بھی مولوی نذیر حسین دہلوی کو اپنا امیر و پیشوا بنایا اور یہاں تک یہ ایک جان اور ایک دل اور ایک خیال ہوئے کہ ان میں کوئی تمیز نہ رہی کہ کوئی فرقہ بھی ان میں ہے اور جو حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ایک فرقہ ہو جاوے گا اور سب مل جل کر ہم خیال ہو جاویں گے سودہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جتنے فرقے تھے سب ایک خیال میں شیرد شکر ہو گئے اور آپس کے قصے اور جھگڑے اور جنگ و جدال اور بحث مباحثے چھوڑ دیئے اور آپس میں ایک جان دو قالب بن گئے۔

مخالفوں کی طرف سے اشتہار پر اشتہار حشرات الارض برساتی کیرؤں کوڑوں کی طرح نکلنے لگے اور تمام نے جھوٹ پر کمر باندھ لی اور مخالفت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے اشتہار چھاپنے بھی بند کر دیئے۔ ہندوؤں کو حالانکہ اس بات سے تعلق نہ تھا لیکن ہندوؤں نے بھی ان یہودیوں اور پادریوں کا ساتھ دیا کوئی کتاب دیکھنے کے واسطے اگر دیکھنی پڑتی تو کتاب بھی نہیں دیتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے چاہا کہ کچھ کتابیں یوں تو ملتی نہیں خرید لی جاویں سو کتب فردشوں نے کتابیں فروخت کرنی بند کر دیں۔ قیمتا بھی نہ دیں حالانکہ ہم چوگنی اور چمگنی قیمت دینے کو تیار تھے جب مولوی بشیر سے اگلے روز مباحثہ ٹھہرا تو کتابوں کی سخت ضرورت ہوئی پر نہ ملی حضرت اقدس علیہ السلام نے خاکسار کو زنانہ مکان میں بلوایا اور فرمایا۔ صاحب تمارے والد

اور تمہارے بھائی اور خود تمہارے مرید دہلی میں ہیں کسی سے یا کسی کی معرفت کتابیں تو لاؤ میں نے عرض کیا کہ میں حضور کے ساتھ ہوں کتابوں کا ملنا محال ہے یہ عصر کا وقت تھا۔ فرمایا اللہ کے نام پر جاؤ تو سہی بیش ازیں نیست۔ لوگ گالیاں دیں گے ماریں گے سودین کے کام میں مار کھانا گالیاں سننا تو سنت انبیاء و اولیاء ہے۔ اور جو مار بھی ڈالیں گے تو شہادت پاؤ گے آخر کتنے روز جینا ہے ایک روز مرنا ہے۔

فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت کو نہیں دیکھتے۔ نہ انہوں نے جان کو عزیز رکھا اور نہ مال و دولت سے پیار کیا نہ عزیز و اقارب سے رشتہ رکھا اور نہ گھربار کی طرف رخ کیا۔ صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ تعلق رکھا۔ نہ اولاد پیاری ہوئی اپنے نبی اپنے پیشوا محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ ساتھ دیا اور وہ حق اطاعت و فرمانبرداری بجالائے کہ جو حق تھا اور آجکل تو گورنمنٹ برطانیہ کی وہ پر شوکت و سطوت سلطنت ہے کہ کسی چیز کا خطرہ نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہئے یہ زندگی کیا چیز ہے کچھ بھی چیز نہیں۔

اکمل صاحب نے خوب فرمایا خدا ان کو جزائے خیر دے۔

ایک وہ دن تھے کہ جان قربان کرنی پڑتی تھی ابو دین حق میں ایسا امتحان کچھ بھی نہیں زندگی وہ زندگی ہے جو ہمیشہ اور ابدی زندگی ہے اس کا فکر کرنا چاہئے یہ زندگی خواب کی مثال ہے اور وہ دوسری زندگی واقعی اور حقیقی زندگی ہے جو ابدی ہے اور اس زندگی کی مثال بیداری کی مثال ہے اس عالم سے مرنا کیا ہے بس یہ ہے کہ آنکھ کھل گئی دیکھو ایک شخص سوتا ہے اور خواب میں اپنے محبوب یا دینار و درہم کو دیکھ رہا ہے یہ دیکھنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا حقیقت وہ ہے کہ آنکھ کھل گئی اور واقعی دینار و درہم کو بھی پالیا اور معشوق سے بغلیں ہو گیا۔ اس عالم میں انسان خواب کی سی حقیقت رکھتا ہے اور وہ عالم عالم بیداری ہے کہ جو کچھ غیب میں بتلایا گیا تھا اور غیب پر ایمان لایا تھا وہ اب مشاہدہ میں آگیا ان دونوں

زندگیوں کا ایک درمیانی مقام ہے اور ہر ایک دو چیزوں میں ایک برزخ ہوتا ہے۔ جیسا انسان و حیوان میں بندر برزخ ہے کہ کچھ حصہ انسانیت کا رکھتا ہے اور کچھ حیوانیت کا سودہ مرسلوں کی صحبت و بیعت سے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اس عالم میں ہی اس عالم کو مشاہدہ کر لیتا ہے اور اس عالم کے حالات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

پھر فرمایا یاد رکھو ایک حالت ایمانی ہے اور دوسری عرفانی حالت ہے مردان خدا و مقبولان خدا کی بیعت سے یہی فائدہ حاصل و مترتب ہوتا ہے کہ بیعت کنندہ ایمانی حالت سے عرفانی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔

پھر ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا کی اور فرمایا جاؤ میں نے عرض کیا کسی کو میرے ساتھ کر دیجئے۔ سو حضرت اقدس علیہ السلام نے برادر م جناب فشی ظفر احمد کپور تھلوی کو میرے ساتھ کر دیا۔ اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت اقدس کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی بعد نماز مغرب میں اور فشی صاحب چلے راستہ میں ہم دونوں نے مشورہ کیا کہ کہاں چلیں اور کس سے کتابیں طلب کریں۔

فشی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے دوست مولوی محمد حسین نصری کے بیٹے ہیں ان کے پاس چلیں وہ ضرور کتابیں دے دیں گے۔

نعمانی : فشی صاحب آجکل مولویوں کی الاما مثا اللہ عجیب حالت ہے کَتَلَمَّسِ اَفْعٰی نَاعِمٌ فِی السَّوْاطِرِ یہ ہمارے سخت دشمن ہیں ان کی دوستی کا کچھ اعتبار نہیں ہے میرا دل گواہی نہیں دیتا۔

فشی صاحب : چلو جی وہ ہمارے دوست جان پہچان مدت کے ہیں وہ ضرور کتابیں دے دیں گے۔

نعمانی : اچھا چلو۔ میں بھی ان کو خوب جانتا ہوں اور وہ مجھ سے پورے واقف ہیں لیکن

فَسْتَرْجِعُ مِنْ حُبِّ الشَّرِّ يَبْرُ كُنْخَابِ

آزمودہ را آزمودن جمل است انکو بھی دیکھ بھال لو۔

منشی صاحب: ایک بات خوب یاد آئی۔ آؤ پہلے امام جامع مسجد کے پاس چلیں انہوں نے مجھ سے چند روز ہوئے کہا تھا کہ اگر کسی کتاب کی ضرورت ہو تو میں دے دوں گا مجھ سے لے لینا اور کسی کو خبر نہ کرنا۔

نعمانی: اچھا صاحب چلو ان کا وعدہ بھی دیکھ لو۔

ہم دونوں امام صاحب کے پاس گئے چونکہ مجھ سے امام صاحب واقف تھے اور میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب جو دہلی میں آتے تو باپ بیٹے بڑے ادب سے ارادتمندانہ آیا کرتے تھے۔ اس سبب سے میرا بھی ان سے تعارف تھا لیکن دل میں کھٹکا تھا کہ ان کی ارادت اور واقفیت کوئی چیز نہیں اس میں للہیت نہیں تھی۔

حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اور بار بار فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھے کیونکہ دل بھی خدا نے ایک عجیب چیز بنایا ہے اور اس میں اپنی تجلی کی شعاعیں رکھی ہیں۔

خیر منشی صاحب کے فرمانے سے ہم امام صاحب کے گھر پر گئے آواز دی تو باہر آئے اور ہماری شکل دیکھ کر سہم گئے کانپ گئے اور چہرہ پھیکا ہو گیا اور منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور بولے۔ فرمائیے اس وقت رات کو کیا کام ہے؟

منشی صاحب بولے: کتابوں کی ضرورت ہے آپ نے وعدہ فرمایا تھا اَلْكَرِيمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا بَدَعَتْ دَوْتَيْنِ رُوزِ مِثْنِ انشاء اللہ آپ کی کتابیں آپ کے پاس آجائیں گی۔

امام صاحب: بھئی اب کیا کروں اب تو کل علماء اور عوام کا یہ مشورہ اور پختہ عہد ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کو کتابیں نہ دیجادیں۔ اور ان کا کوئی اشتہار نہ چھاپا جاوے مجھے معاف فرمائیے میں ان سے الگ نہیں ہو سکتا اور کتابیں بھی نہیں دے

سکتا ہوں۔ مجبور ہوں معذور ہوں۔ آپ اس وقت چلے جائیے یہاں ٹھہرنا بھی مناسب نہیں بات کرنی تو کیسی۔

نعمانی: بندہ خدا یہاں اس وقت کون دیکھ رہا ہے پوشیدہ دید و اور پوشیدہ ہی تمہاری کتابیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گی۔

امام صاحب نے لرزتے ہانپتے کانپتے کہا کہ پوشیدہ اور چوری سے کام کرنا جائز ہے۔

نعمانی: اس میں چوری اور سرقہ کا کیا کام ہے یہ مسئلہ تو آپ منبر پر رونق افروز ہو کر بیان کریں۔ کتابیں دینی ہوں تو دے دیجئے کتابوں کا بگڑا کیا ہے۔

امام صاحب تو بھر گئے اور بے ہودہ باتوں پر آ گئے۔

پھر ہم دونوں وہاں سے چل دیئے۔

نعمانی: فشی صاحب دیکھا۔

فشی صاحب: ہاں دیکھ لیا یہ تو امام ہیں اور ڈرپوک ہیں انکو اپنی امامت کا خطرہ ہے اس واسطے انہوں نے یہ روکھا پن کیا اور بد عمدی کی چلو مولوی محمد حسین کے بیٹے ایسا نہیں کریں گے۔ وہ میرے دوست ہیں ان سے پوری امید ہے۔

نعمانی: اچھا صاحب چلئے۔

پھر ہم دونوں مولوی صاحب مذکور کے مکان پر گئے فشی صاحب نے آواز دی وہ باہر آئے اور آتے ہی کہا کہ فشی صاحب اس وقت رات کو کیسے آئے ہم تو تمہاری صورت سے بھی نفرت کرتے ہیں۔

فشی صاحب: کچھ کتابوں کی ضرورت ہے آپ دے دیں بڑی مہربانی ہوگی۔

مولوی صاحب: کل کو مرزا کا جناب مولانا مولوی محمد بشیر صاحب سے مباحثہ ہے ہم کتابیں نہیں دے سکتے کل شہر میں اتفاق ہو کر عہد ہو گیا ہے کہ مرزا کو کوئی کتاب مستعار یا قیمت سے نہ دینی چاہئے اور مرزا کو کتابوں کی ضرورت کیا ہے

وہ الہام سے کتابوں کی عبارت معلوم کر سکتا ہے۔

نعمانی: سب کام الہام پر نہیں رکھے گئے دیکھو آنحضرت ﷺ سے یہودیوں کا اونٹ کی حلت و حرمت میں مباحثہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کوئی عبارت ان کی کتاب کی الہاماً نہیں بتلائی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان سے کہو فَاْتُوا بِالْبُرْهَانِ فَاْتَلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ توریت لاؤ اور پڑھ کر سناؤ کہاں اونٹ حرام ہے اگر تم سچے ہو۔

الہام بجائے خود ہے اور کتابیں بجائے خود ہیں الہام الہی نے تو ظاہر کر دیا بتلادیا کہ تم لوگ خائن ہو کاذب ہو محرف ہو یہود خصلت ہو مسیح زندہ نہیں مرجھا اب تمہاری اڑ پر تمہاری کتابیں تمہارے سامنے رکھی جاتی ہیں اور تمہاری خیانت دکھائی جاتی ہے وہاں کتاب توریت منگائی گئی اور پڑھنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اے رسول ﷺ وحی سے خبر دیدو اور وحی سے انکی کتاب کی عبارت پڑھ دو مسلمات خصم سے خصم ساکت ہو سکتا ہے چونکہ جو کتابیں تمہارے مسلمات سے ہیں انہیں مسلمات سے بحث کی جائے گی اور سند میں پیش کر کے تمہارے افترا اور کذب اور خیانت سے تم کو مطلع کیا جاوے گا مولوی صاحب کو سخت غصہ آیا اور گالیاں دینے لگے اور بڑا شور و غل مچایا اور کہا اے کوئی محلہ میں ہے جو ان دو شخص مرتد اور ملحد مرزائیوں کی خبر لے میں تو وہاں بے چلدا یا اور فشی صاحب تو بحث کے لئے وہیں ڈٹ گئے۔

نعمانی: فشی صاحب آؤ چلو ان لوگوں کے تیور بدلے ہوئے ہیں یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے جانے دو مگر جب دو چار آدمی اور گالیاں دیتے ہوئے آئے تب فشی صاحب وہاں سے چلے۔

جامع مسجد (منارہ و مشقی شرقی) کے نیچے کھڑے ہو کر ہم نے مشورہ کیا کہ اب کہاں جائیں پھر میں اور فشی ظفر احمد ان مولویوں کی یہودانہ حرکات پر افسوس کرتے ہوئے ایک فشی احمد حسین صاحب بنتی جامع مسجد کے قریب رہتے تھے ان

کے پاس گئے یہ صاحب میرے والد کے مرید اور وظیفہ خوان تھے میں نے کہا منشی صاحب تم میرے والد کے مرید ہو اور ہمیشہ ان کی محبت اور اپنی ارادت کا خلوص ظاہر کیا کرتے تھے ہمیں کتابوں کی ضرورت ہے تم کسی سے اپنی معرفت لے دو منشی صاحب نے کہا مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ مرزا صاحب کے ارادتمند ہیں مرزا صاحب کے واسطے کتابوں کی ضرورت ہوگی۔ کتابوں کا ملنا محال ہے اس شہر میں یہ عہد ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کو کوئی کتاب نہ دی جائے میں اس میں مجبور ہوں بس اتنا ہی اس وقت ادب کافی ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور زیادہ نہ ٹھہریں۔

پھر ہم دونوں حیران و پریشان شرقی منارہ کے نیچے کھڑے ہو گئے اور ہم آپس میں کہنے لگے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے اور لوگوں کا یہ حال ہے اب کریں تو کیا کریں۔

جو کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہوتا ہے اس کے اسباب و سامان بھی وہ اپنی قدرت سے بہم پہنچا دیتا ہے۔

خود کنی و خود کنانی کار را خود دہی رونق تو آں بازار را
 یکا یک اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا کہ بہرام خان کے ترا ہے کے
 قریب کوچہ سعد اللہ خان میں ایک صاحب نقشبندی حاجی علیم اللہ صاحب رہتے
 ہیں اور وہ میرے والد سے اور نیز مجھ سے بھی بڑے عقیدت مند اور بوڑھے
 جہاں دیدہ ہیں آؤ انکے پاس چلیں۔ شاید ان سے یا انکی معرفت کسی اور سے
 کتابیں مل جائیں مگر دل میں دھڑکا اور خوف کہ مبادا وہاں بھی ایسے ہی یا اس
 سے زیادہ کوئی واقعہ پیش نہ آجائے خیر تن بہ تقدیر ہم دونوں انکے مکان پر پہنچے
 اور ڈرتے ڈرتے دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک مارتا ہے ایک آواز دی دو
 آواز دی تیسری آواز پر حاجی صاحب تشریف لائے اور فرمایا میں عشاء کی نماز پڑھ
 رہا تھا اس واسطے دیر لگی بڑے شریفانہ طور سے خاطر سے تواضع سے حسب دستور

سابق پیش آئے پان منکوا یا۔

حاجی صاحب: کیسے تشریف لائے اور پھر رات کے وقت بہت روز میں ملاقات ہوئی آپ تشریف رکھیں چارپائی منگاتا ہوں۔

نعمانی چونکہ ان سے بے تکلفی تھی: عرض کیا کہ بیٹھنے کا تو یہ موقع نہیں ہے اس وقت کتابوں کی ضرورت ہے کوئی تفسیر یا حدیث کی آپ کے پاس ہو تو دے دیجئے تیسرے روز آپ کے پاس آپ کی کتابیں واپس آجائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حاجی صاحب: کتاب تو کوئی میرے پاس نہیں ہے لیکن میں آپ کو ایک راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مولوی سلیم الدین خان صاحب کوچہ بلیماران کے قریب رہتے ہیں اور وہ آپ کے والد حضرت شاہ حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دادا حضرت مخدوم احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے واقف ہیں اور ان سے اعتقاد رکھتے ہیں ان کے پاس ہر قسم کی کتابیں ہزاروں کتابیں مطبوعہ اور قلمی قدیم و جدید موجود ہیں اور وہ فروخت بھی کرتے ہیں آپ ان کے پاس چلے جائیں میں ان کو ایک رقعہ لکھ دیتا ہوں وہ کتابیں ضرور دے دیں گے لیکن اتنا کام کریں کہ حضرت مرزا صاحب کا وہاں کوئی ذکر نہ آئے آجکل طوفان بے تمیزی اور شور و شر برپا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے ذکر خیر آنے پر کتابیں نہیں دیں گے۔

حاجی صاحب نے فوراً مجھے ایک یہ رقعہ لکھ کر دیا ”مخدوم و مکرم جناب مولانا مولوی سلیم الدین خان صاحب دام عنا تیکم آپ کے پاس صاحبزادہ سراج الحق صاحب ابن حضرت شاہ حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نعمانی و جمالی و سرساوی تشریف لاتے ہیں آپ کو اس وقت کچھ کتابوں کی ضرورت ہے جو کتاب طلب کریں مہربانی فرما کر دے دیں۔ واپسی کا میں ذمہ دار ہوں آپ مطمئن رہیں۔“

والسلام۔ الراقم۔ حاجی علیم اللہ عرف حاجی احمد جان نقشبندی۔ دہلی تراہا بہرام خان کوچہ سعد اللہ خان۔

ہم دونوں اس رقعہ کو خوش خوش لے کر چلے اور مولوی صاحب کے مکان پر پہنچے دیکھا تو ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے الماریاں صندوق۔ طاق فرش زمین سے چھت تک مکان بھرا پڑا ہے اور کچھ لوگ اور بھی کتابیں لے رہے ہیں اور مولوی صاحب عشاء کی نماز ادا کر کے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔
نعمانی: السلام علیکم۔

مولوی صاحب۔ وعلیکم السلام۔ کہہ کر اشارہ سے کہا کہ بیٹھ جائیے۔
نعمانی: ہم دونوں بیٹھ گئے۔

مولوی صاحب: اشارہ سے تھوڑا سا وظیفہ ہے اس کو ختم کر لوں۔
نعمانی دل میں خوف اور دھڑکا پیدا تھا کہ مبادا ایسے آدمی بھی آجائیں جو ہم کو پہچان لیں اور غل مچادیں کہ یہ تو مرزائی ہیں اور اس پر کتابیں نہ ملیں۔
مولوی صاحب کا خدا خدا کر کے وظیفہ ختم ہوا۔
نعمانی: جھٹ پٹ وہ رقعہ حاجی صاحب کا دیا۔

مولوی صاحب حاجی صاحب کا رقعہ پڑھ کر: آپ کب سے صاحبزادہ صاحب تشریف لائے آپ کے والد اور دادا رحمۃ اللہ علیہما تو اکثر دہلی میں تشریف رکھا کرتے تھے آپ تو دہلی میں کم آتے ہیں۔
نعمانی: دو چار روز سے دہلی میں آیا ہوں۔

مولوی صاحب: کیا آپ کو بھی بحث مباحثہ کا شوق ہے۔
نعمانی: ہاں خوب شوق ہے۔

مولوی صاحب: مرزا صاحب بھی تو قادیان سے آئے ہوئے ہیں کل کو مرزا صاحب اور مولوی محمد بشیر میں مباحثہ ہے۔ شاید مولوی سلیم الدین خان صاحب اس وقت یہ سمجھے کہ یہ (یعنی راقم) بھی مرزا صاحب کے خلاف بحث کرے گا،

واللہ اعلم۔

نعمانی: ہاں کل دونوں صاحبوں کا مباحثہ ہے۔

مولوی صاحب: سچی بات تو یہ ہے کہ مولوی محمد بشیر مولوی ہیں مگر جناب مرزا صاحب کے مقابلہ کے نہیں ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہے مرزا صاحب کی تحریر میں نے دیکھی ہے بڑی زبردست تحریر ہے۔ صاحب زاوہ صاحب تم ابھی صاحبزادہ ہو مرزا صاحب سے ہرگز ہرگز مباحثہ نہ کر بیٹھنا تم کیا اور مولوی محمد بشیر کیا کوئی عالم آج میرے ذہن میں ان کا مقابل نہیں ہے۔

نعمانی: دل میں کہا کہ واقعی بات تو سچ کہتے ہیں ایک زمینی اور کہاں آسمانی برکے چون مہربانی می کند از زمینی آسمانی می کند بہت اچھا مجھے کتابیں عنایت کیجئے۔

مولوی صاحب: کون کون سی کتابیں چاہئے۔

نعمانی: جن کتابوں کے نام حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے لکھ کر دیئے تھے وہ میں نے مولوی صاحب کو بتلا دیئے۔

مولوی صاحب نے ایک شخص سے کہا کہ یہ کتابیں سب دے دو پھر مجھے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں اپنے آدمی کے ہاتھ آپ کے مکان پر پہنچا دیتا ہوں۔

نعمانی مولوی صاحب کی یہ بات سن کر گھبرایا کہ ان کا آدمی کتابیں لے کر جائے گا تو حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر جائے گا تو یہ بھید کھل جائے گا۔ میں نے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں ہم دو آدمی ہیں کتابیں لے جائیں گے اور راستہ میں سے ایک مزدور کر لیں گے۔

مولوی صاحب: اچھا آپ کو اختیار ہے۔

پس ہم دونوں بمشکل تمام کتابیں لے کر چلے راہ میں قلی چار پیسے دیکر لیا۔ جب وہ کتابیں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں تو حضرت

اقدس ہے اور فرمایا کتابیں کیونکر ہاتھ آئیں ہم دونوں نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے تعجب فرمایا۔ اور خاموش ہو گئے۔

بشیر سسوانی سے مباحثہ صبح کو دوسرے دن مولوی محمد بشیر معہ چند آدمیوں کے آگئے پہلے مولوی عبدالکریمؒ

صاحب سیالکوٹی سے سلام مسنون کے بعد مصافحہ کیا اور پوچھا کہ جناب مرزا صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں۔

کریمؒ سیالکوٹی: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اوپر بالا خانہ پر رونق افروز ہیں۔

بشیر: آپ کو اطلاع کر دیجئے۔

☆ امیر سیالکوٹ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو اوپر بالا خانہ پر جا کر اطلاع دی کہ حضرت صلے اللہ علیک وعلیٰ محمد مولوی بشیر صاحب بھوپالی آئے ہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے مولوی محمد بشیر صاحب نے السلام علیکم کہہ کر حضرت سے مصافحہ کیا اور حضرت اقدس نے السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام دیا۔

بشیر نے مصافحہ کے بعد معافقہ کیا چونکہ حضرت اقدس علیہ السلام کو معافقہ کی عادت نہیں تھی اور نہ بچیس برس کے عرصہ کی صحبت میں کسی کے ساتھ معافقہ کرتے دیکھا مولوی صاحب خود حضرت اقدس سے لپٹ گئے چونکہ بشیر صاحب کا بہت ہی چھوٹا قد تھا کمر تک رہے اور آپ ہی علیحدہ ہو گئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے معافقہ نہیں کیا سیدھے کھڑے رہے اور دونوں ہاتھ بھی سیدھے لٹکائے رکھے پھر حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی محمد بشیر صاحب دونوں بیٹھ گئے اور ہم سب اور مولوی صاحب کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے مولوی محمد بشیر اور ان کے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

مولوی صاحب مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سچا ہے جیسا کہ اور انبیاء کا دعویٰ نبوت و رسالت سچا ہوتا تھا اس دعوے کی بنیاد ہے کہ کئی ماہ تک مجھے متواتر الہام ہوتے رہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو گئے اور جس مسیح موعود کا آنا مقدر تھا وہ تو ہے مجھ کو الہام سے کشف سے روایا سے بتواتر بتلایا گیا سمجھایا گیا تب بھی میں اس کو یقینی نہیں سمجھا لیکن کئی ماہ کے بعد جب یہ امر تواتر اور پورے یقین اور حق یقین کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو میں نے قرآن شریف کھولا اور خیال کیا کہ اس اپنے الہام وغیرہ کو کتاب اللہ پر عرض کرنا چاہئے قرآن شریف کھولتے ہی سورہ مائدہ کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي نَكَلَ آتَىٰ میں نے اس پر غور و فکر کیا تو اپنے الہامات اور کشوف و روایا کو صحیح پایا اور مجھ پر کھل گیا اور ثابت ہو گیا کہ بے شک مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے پھر میں نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو خوب تدبر اور غور سے پڑھا تو سوائے وفات مسیح کے حیات کا پتہ مسیح علیہ السلام کی نسبت کچھ نہ نکلا۔ پھر میں نے صحیح بخاری کھولی خدا کی قدرت کھولتے ہی کتاب التفسیر میں یہ دو آیتیں ایک اِنَّمَا مَتَّوْقِيْنُکَ اور دوسری فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي نَكَلَ آتَىٰ میں نے ایک کا ترجمہ مِمْسُکُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ سے اور دوسری کا ترجمہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود تھا گویا بخاری نے دونوں آیتوں کو جو دو مختلف مقام پر ہیں ایک جگہ جمع کر کے اپنا مذہب ظاہر کر دیا کہ ان دونوں آیتوں سے مسیح کی موت ثابت ہے اور کچھ نہیں پھر تمام صحیح بخاری کو اول سے آخر تک ایک ایک لفظ کر کے پڑھا اس میں بھی سوائے موت کے حیات کا کوئی لفظ اشارۃً یا کنایۃً نہ نکلا پھر میں نے صحیح مسلم وغیرہ کل کتب احادیث لفظاً و یکھیں اور خوب غور سے ایک ایک سطر اور ایک ایک حرف پڑھا لیکن کہیں بھی مسیح کی حیات نہ نکلی سوائے موت

کے۔ رہی نزول کی حدیشیں ان میں کیسی نزول من السماء نہیں ہے نزول سے حیات کو کیا تعلق جب حیات و رفع الی السماء ہی ثابت نہیں تو پھر کیسا نزول نزول مسافر کو بھی کہتے ہیں جیسا میں نے اب دہلی میں نزول کیا۔

ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول دمشق میں ہو جاوے یا اس کے علم کی اشاعت ہو جاوے یا اس کی طرف سے اس کا کوئی جانشین نزول کرے۔ اور دمشق سے مراد دمشق نہ ہو کوئی اور شہر ہو۔ (بے شک دمشق دہلی ہی ہے) یہ سب حدیشیں مسیح کے نزول کے بارے میں کشفی ہیں اور کشف رویا تعبیر طلب ہے۔

(نوٹ حضرت امام غزالیؒ کیسے سعادۂ سعادۂ میں لکھتے ہیں کہ کشف میں تعبیر ضرور ہوتی ہے کس لئے کہ ایک پہلوان واقعات کا جو کشف میں دکھایا جاتا ہے۔ مخفی ہوتا ہے پھر ایک جملہ بڑا ہی لطیف لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مردوں کے چوڑوں میں چھالے پڑ گئے۔ اور نامردوں کے پیروں کے چھالے پڑ گئے۔ مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ باخدا اپنے جائے نشست پر دور دراز کے واقعات اور ماضی و مستقبل کے حالات بیٹھے ہوئے دیکھ لیتے ہیں اور نامرد چل پھر کر وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کی حقیقت کو نہیں پہنچتے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ) اور وہ مسیح کیونکر اس امت میں آسکتے ہیں وہ مختص الزمان اور مختص القوم رسول تھے اور آنحضرت ﷺ کا فتنہ للناس عام رسول تھے۔ ابھی آپ کی تقریر ختم نہ ہوئی کہ مولوی محمد بشیر گھبرا کر بول اٹھے کہ آپ اجازت دیں تو میں اس دالان کے پرلے کونہ میں بیٹھوں اور وہاں کچھ لکھوں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا آپ جہاں چاہیں بیٹھیں پس مولوی صاحب پرلے کونے میں جا بیٹھے۔ اور مجدد علی خان سے مضمون لکھوانے لگے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شرط اس بات پر ٹھہری تھی کہ قریب بیٹھ کر خود اپنے اپنے قلم سے اسی وقت سوال و جواب کے طور پر لکھیں گے لیکن مولوی صاحب

دور جا کر کسی اور سے لکھوانے لگے میں نے عرض کیا کہ میں مولوی صاحب سے کہہ دوں۔ آپ نے فرمایا خیر جانے دو۔ اور لکھنے دو۔ یا لکھوانے دو

حضرت محترم ملک رب ذوالمنن مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امرہی کا خط بھوپال سے حضرت اقدس علیہ السلام کے نام اسی روز آیا اس میں من جملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا تھا کہ مولوی محمد بشیر چھ مہینے سے مضمون لکھ رہے ہیں۔ ان کی کل کمائی بس یہی ہے۔ جو وہ لکھ کر لائے ہیں اور مصالحو ان کے پاس نہیں ہے۔ درحقیقت یہ حضرت فاضل امرہی نے سچ لکھا تھا۔ اور یہ سچ یوں معلوم ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب نے جو مضمون مجدد علی خان سے لکھوانا شروع کیا وہ لکھا ہوا تھا۔ اور شرط یہ تھی کہ کوئی اپنا پہلا مضمون نہ لکھا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ لکھنا ہو گا وہ اسی وقت جلسہ میں بالوجہ لکھنا ہو گا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے کہا کہ یہ تو خلاف شرط کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں مولوی صاحب سے کہہ دوں کہ لکھا ہوا تو آپ لائے ہی ہیں یہی دے دیجئے تاکہ اس کا جواب لکھا جائے حضرت اقدس نے بکراہت اجازت دیدی میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب لکھے ہوئے مضمون کی نقل کرانے کی کیا ضرورت ہے دیر ہوتی ہے لکھا ہوا مضمون دے دیجئے تاکہ جلد جواب ادھر سے لکھا جائے مولوی صاحب میری اس بات کو سن کر بھونچکا سے رہ گئے اور لڑکھائی ہوئی زبان سے کہا کہ نہیں نہیں میں تو لکھ کر نہیں لایا۔ صرف نوٹ تھے ان کو شرح و مفصل لکھو اور ہا ہوں میں نے پھر اس کے جواب میں کچھ کہنا چاہا تو حضرت اقدس نے رد کر دیا۔ اور فرمایا جو عدا جھوٹ بول رہا ہے وہ کب ماننے لگا ہے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مولوی ہو کر جھوٹ بولنا اور پھر مامور الہی کے مقابلہ پر بحث کے لئے کھڑے ہو جانا۔ یہ ان کے ایمان کا نمونہ ہے۔ اور پھر تعجب اور بلکہ افسوس ان لوگوں پر کہ جو جھوٹوں کا ساتھ دیتے ہیں حضرت اقدس علیہ السلام سے اگر کوئی ایسی بات سرزد ہوتی تو مخالف تو خدا جانے کیا کیا اور ہم مجاہدین تو یقیناً

جن لوگوں نے آپ کو مسیح و مامور مانا ہوا ہے اور حسن ظن سے کام لیا ہے۔ وہ بد ظن ہو جاتے اور بھاگ جاتے اور خاکسار اقم الحروف تو سب سے پہلے فرار ہوتا، اور کبھی بھی پاس نہ پھٹکتا۔ آپ وہ لائے اور اسی کا نمونہ بن کر دکھادیا جو اگلے پیغمبر و رسول مامور اولیاء لائے تھے۔

ناظرین اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ پہلے تو یہ بات ہوئی تھی کہ دہلی (دمشق) والوں سے عام جلسہ میں مباحثہ تقریری کی درخواست تھی حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر پر زور دیا اور عام جلسہ منظور نہیں فرمایا کہ عام لوگ فساد کر بیٹھتے ہیں۔ تحریری مباحثہ منظور ہوا مگر دس سو آدمی دہلی والوں نے چاہے تھے لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اہل شہریوں تو غل شور مچانے میں اور فساد کرنے میں دلیر ہیں اور بحث کے وقت خدا جانے یہ کیا فتور اٹھادیں گے یہ مباحثہ تحریری ہے جب تحریریں طرفین کی چھپ جائیں گی تو سب پڑھ لیں گے صرف دس آدمی مولوی محمد بشیر کے ساتھ ہوں اور دس آدمی ہمارے ہوں۔ اور یہ دس آدمی چیدہ سنجیدہ اہل علم ہوں۔ نوبت بانیہار سید کہ سو سو آدمیوں پر دمشق لوگ آگئے حضرت اقدس علیہ السلام نے نہ مانا پھر پچاس پچاس آدمیوں پر آگئے حضرت اقدس نے یہ بھی نہ مانا میں نے عرض کیا کہ میری بھی عرض ہے۔ فرمایا کیا میں نے عرض کیا کہ حضور پچاس پچاس آدمی رہنے دیجئے۔ ہماری طرف سے تو دس بارہ ہی آدمی ہیں۔ ان کی طرف سے پچاس ہو جائیں گے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ بحث تحریری ہے اور تحریر میں دیر لگتی ہے بولنے کا کچھ کام نہیں دہلی والوں کو بولنے کا شوق ہے اور جب تک یہ نہ بولیں تو ان کو چین نہیں پڑتا۔ ان کے پاس صرف ایک زبان ہی ہے یہ کوڑی کے بھی مول کی نہیں ہے حضور کا یہ شعر ہے۔

جزیک زبان شاں کہ نیرزد یکدرم

یہ بیٹھے بیٹھے گھبرا جائیں گے کوئی ست ہو جاوے گا کوئی بے لطفی سے کوئی

سستی سے کوئی نیند سے اونگھنے سے چلے جاویں گے صرف دس بارہ ہی آدمی رہ جاویں گے ایک روز تو پچاس آدمی آجاویں گے لیکن دوسرے روز آپ ہی گھبرا کر اکتا کر نہیں آویں گے۔ فرمایا کہ اچھا پچاس آدمیوں کی اجازت دے دو خدا کی قدرت ایسا ہی ہوا ایک روز تو پچاس آدمی آگئے اور ایک گھنٹہ میں ہی لوگ چپ چاپ بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے یہ چوترا چل آدمی کیونکر خاموش بیٹھ سکتے ہیں کوئی اونگھنے لگا کوئی جمائیاں لینے لگا ایک آدھ گھنٹہ میں ہی اٹھ اٹھ کر چل دیئے۔

مرزا حیرت کا حال مرزا حیرت صاحب بھی تشریف لائے تو انگریزی لباس پہنے اور الٹی مانگ بائیں آنکھ کی طرف

انگریزی فیشن کی نکالے ہوئے سر پہنہ تھے یہ بھی خاموش بیٹھ نہ سکے آدھ گھنٹے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیئے ایک روز یا دو روز پیشتر مرزا حیرت صاحب نے یہ کام کیا تھا کہ ایک اشتہار چھپوایا جس کے ایک کالم میں عربی عبارت تھی اور دوسرے کالم میں اردو عبارت تھی۔ یعنی عربی کا ترجمہ اور آپ ان اشتہاروں کو لے کر فتح گڑھ کے مینار پر چڑھ بیٹھے اور وہاں سے وہ اشتہار پھینکنے لگے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ کہ میں اصل مسیح آسمان سے اتراہوں اور دہلی میں دجال آیا ہوا ہے (نعوذ باللہ منہا) میں اس کے قتل کے لئے آیا ہوں۔ میرزا حیرت صاحب نے بھی دہلی کو دمشق بنا دیا کہ آپ اصل مسیح بنے اور معاذ اللہ حضرت اقدس کو دجال بنایا دہلی دمشق آپ ہی ہوئی نہ اصل مسیح نہ اصل دمشق چونکہ یہ مضمون اشتہار سب مولویوں وغیرہ کے مشورہ سے تھا تو کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ میرزا حیرت کفر کرتا ہے اور کسی نے کفر کا فتویٰ تو کیا فسق کا فتویٰ نہ دیا۔ اَلْكَفَرُ مِلَّةٌ وَ اِحْدَةُ مِلَازِ حَیْرَتِ مَذْکُورِ اِیْکِ رَوْزِ مَصْنُوعِی اِنْسِکِرِبْنِے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے کہا کہ میں انسکریپٹ ہوں سرکار سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کے کہنے پر بالکل خیال تک بھی نہ کیا۔ اور بات تک بھی نہیں کی۔ صرف سید امیر

علی شاہ صاحب نے جو کہ اہلکار پولیس تھے ایک بات کی تو مرزا حیرت صاحب حیرت میں ہو گئے اور چل دیئے۔ ایک دم ٹھہر نہ سکے سچ ہے چور کے پاؤں نہیں ہوتے دہلی میں لوگوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ وہ وہ حرکتیں کیں کہ اگر میں تمام وکمال مفصل لکھوں تو سفر نامہ رہ جاوے اور یہ بیان مشکل سے ختم ہووے ایک اشتہار مولویوں کی طرف سے نکلا اس میں منجملہ اور مضامین کے ایک بات یہ بھی تھی کہ دہلی کا بچہ بچہ مسیح ہے اللہ اکبر کیسا بڑا بول ہے۔ کتبوت کلمۃ تخرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُولُوْنَ اِلَّا كَذِبًا بچہ بچہ خود بخود مسیح ہو جاوے مگر خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا مسیح نہ بنے اللہ اکبر حضرت اقدس علیہ السلام کا حوصلہ دیکھو کہ ان باتوں پر کوئی فکر نہیں کوئی غم نہیں۔ صدمہ نہیں۔ لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں تمسخر اڑاتے ہیں اس مامور کی ہر ایک بات کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ذلت کے درپے ہیں۔ مگر اس مامور و مرسل کو ان کی ذرہ بھی پروا نہیں خیال تک نہیں کہ یہ کیا بلا ہیں اور کیا جکتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

مفسر حقانی کی کہانی شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب دہلوی کو دیکھو کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ یہ حضرت اقدس کی خدمت میں ایک روز آئے اور آئے یوں کہ حضرت اقدس نے ایک اشتہار مباحثہ کے لئے دیا تھا۔ چونکہ اس میں نام ان کا بھی تھا ان کو فکر پڑا اور گھبرائے ہوئے آئے کہنے لگے حضرت میں تو آپ کا بچہ ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ آپ کا مقابلہ بھلا مجھ جیسا ناچیز آدمی کیا کر سکتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں منافقانہ بنا کر کہنے لگے کہ میرا نام اشتہار مباحثہ سے کاٹ دیں۔ میں ایک فقیر گوشہ نشین اور ایک درویش زاد یہ گزین ہوں۔ اور ان مباحثات سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم ہی مولوی صاحب اپنا نام اپنے ہاتھ سے کاٹ دو۔ پس مولوی صاحب شمس العلماء نے اپنا نام اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ ایک بات یاد آئی کہ مولوی عبدالحق صاحب شمس العلماء نے وفات مسیح پر کچھ کلام کر کے

ایک مصرع عربی زبان کا پڑھا جو وہ مصرع مجھے یاد تھا مگر اس وقت ذہن سے اتر گیا اس میں ایک لفظ تھا تَوْفَى کُلَّ نَفْسٍ اور کہا کہ دیکھئے یہ شاعر قدیم عرب جاہلیت کا کیا کتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ کس باب سے ہے حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فرمانا اور شمس العلماء کو کوف لگ جانا ہوا۔ مولوی صاحب ایسے غروب ہوئے کہ سر نہ اٹھایا پھر بہت دیر کے بعد کہنے لگے کہ ہاں ہاں حضرت میں غلطی پر تھا آپ سچ فرماتے ہیں معاف فرمائیے از خوردان خطا از بزرگان عطاء۔ اللہ اللہ باتیں یہ لیکن باہر جا کر اور گھر پر لوگوں سے یہ کہا کہ مرزا بھلا مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہے مجھ سے ہمت و سماجت مرزا نے یہ کہا کہ حضرت مولوی صاحب میں آپ سے مباحثہ نہیں کر سکتا۔ آپ سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ میں نہیں ہے میں نے غلطی سے آپ کا نام لکھ دیا تھا میں نے مرزا کو ایک ہی سوال میں لے ڈالا۔

جب ایسے مولوی ہوں اور ایسے ان کے پیرو ہوں تو لٹیا کیوں نہ ڈوبے۔ اور دین کیسے تباہ نہ ہو ان کی ایسی کرتوتوں نے اس امام معصوم کو مبعوث کرایا مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَسَوَّاهُمْ فِى ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصَرُونَ ○ صُمُّ بُكْمٌ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَنْجُمُونَ حالانکہ اس وقت میں چکیں آوی ان کے ساتھ کے بھی تھے انہوں نے بھی جھوٹ بولا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر یہ ایسے نہ ہوتے تو مسیح موعود حکم و عدل کے بھیجنے کی غذا کو کیا ضرورت پڑتی تھی بیماریوں کے لئے ہی طبیب کی ضرورت پڑتی ہے دل زبان جسم ان کے سب بگڑ گئے واقعی یہ لوگ دابتہ الارض ہیں صورت تو ان کی انسانوں کی مگر اعضا اور دل ان کے حیوانوں کے مشابہ ہیں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی اپنا مشاہدہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک صوفی صافی ہمارے دوست تھے انہوں نے کہا کہ خدا نے مجھ پر یہ عنایت کی اور یہ فضل فرمایا ہے کہ میں اپنی باطنی آنکھ سے شیعہ یعنی

رافضی کو فوراً شناخت کر لیتا ہوں۔ یہ بات شدہ شدہ بادشاہ وقت کے کانوں میں پہنچی۔ بادشاہ نے دربار میں شیخ اکبر اور ان صوفی صاحب کو بلوایا اور فرمایا کہ ہمارے دربار میں کوئی رافضی ہو تو بتاؤ۔ ان صوفی صاحب نے سب کو ایک نظر دیکھ کر جو قاضی القضاۃ تھے جن کے ذمہ عدالت کا اور فتویٰ کا کام سپرد تھا اور وہ بڑے متقی صالح ولی اور عادل اور نیک سمجھے جاتے تھے۔ ان کو کہا کہ یہ رافضی ہے۔ بادشاہ اور تمام دربار صوفی صاحب کی یہ بات سن کر حیران و پریشان ہوئے چونکہ وہ قاضی واقعی رافضی تھا اور بظاہر سنت والجماعت تھا رعرب میں آگیا جھوٹا سچ کے سامنے کب ٹھہر سکتا ہے اقرار کر بیٹھا کہ میں واقعی شیعہ ہوں تقیہ سے سنی تھا کس لئے کہ وہ سمجھ گیا کہ جس نے میرے اندرونِ حال کو دریافت کر لیا مبادا یہ کوئی ایسی بات کہے کہ جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔ یا کوئی غضب الہی آجاوے جس کی میں برداشت نہ کر سکوں اقرار ہی کرتے بن آئی اور اقرار کے بعد سب کے رد و اپنے رفض سے توبہ کی اور سب کو توبہ کا گواہ کیا اس کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا کہ اس کی توبہ منافقانہ توبہ ہے اور اس نے جھوٹی توبہ کی ہے یہ اب بھی رافضی ہے تب وہ قاضی یقینی طور پر جان گیا کہ یہ شخص صوفی بے شک سچا اور ولی اللہ ہے اب اگرچی توبہ نہ کی جاوے گی تو دیکھئے میرا کیا حشر ہو اگر یہ بد دعا کر بیٹھا تو بیزا غرق ہو جائے گا تب اس قاضی نے کھڑے ہو کر سب کے رد و برو کہا کہ درحقیقت میں نے جھوٹی منافقانہ توبہ کی تھی اور میں آزما تا تھا اب میں نے جان لیا کہ یہ ولی اللہ ہیں اور میں جھوٹا ہوں۔ اب میں نے بدل اور سچی رفض سے توبہ کی اور خالص دل سے مسلمان اور سچا سنت جماعت ہوتا ہوں تب اس بزرگ نے دیکھ کر کہا کہ ہاں اب یہ سنی ہے۔ اور اس وقت یہ شیعہ نہیں رہا۔ بادشاہ نے کہا تم کیونکر اور کس صورت سے رافضی کو پہچان لیتے ہو۔ ان صوفی صاحب نے کہا کہ مجھے خدا نے باطنی آنکھ عطا کی ہے۔ اس آنکھ سے انسان کی اندرونی روحانی حالت کو دیکھ لیتا ہوں کہ جو اس کی اصلی صورت ہوتی ہے۔

مجھے رافضی کی خنزیر کی شکل معلوم ہو جایا کرتی ہے۔ یہ بات درحقیقت سچ ہے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں کُؤُ نُوا قَدْ ذُخِّرَ سِئْتِیْنِ یُودِکِی نُبْتَ فرمایا کہ تم بندر بن جاؤ۔ اور ذلیل بندر بننے سے یہ بات نہیں کہ وہ سچ بچ بندر بن گئے۔ جیسے یہ بندر جو درختوں پر چڑھے پھرتے ہیں مکانوں پر کودتے پھرتے ہیں بلکہ ان کی اس صفت کا اظہار ہے جو بندروں میں لڑنا بھڑنا لوگوں کا نقصان کرنا۔ لوگوں کی چیزوں کا برباد کرنا ہے۔ اسی طرح یہ علماء بندر کی صفات سے متصف ہو کر انبیاء کی تبلیغ کو پھیلنے نہیں دیتے۔ اور رات دن شریعت حقہ کی بگاڑ میں رہتے ہیں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ عقل ہے تو مجھ میں ذہن ہے تو مجھ میں علم ہے تو مجھ میں سمجھ ہے تو مجھ میں اور دیکھو تو کچھ بھی نہیں بندر بھی ہوشیاری جاتا ہے۔ لیکن حیوانیت کا زیادہ حصہ رکھنے کے باعث حیوانیت سے بھی گرے کام کر دکھاتا ہے۔

جب مولوی محمد بشیر کو اہل دہلی (و مشق) نے بلوایا تو مولویوں نے یہ کہا کہ تمہارے پاس وہ کونسی آیت حیات مسیح علیہ السلام میں قطعی و یقینی الدلالتہ ہے جس کو تم مرزا صاحب کے مقابلہ میں پیش کرو گے۔ ہم کو بھی سناؤ۔ اس جلسہ میں تمام مولوی مقلد غیر مقلد شامل تھے۔ مولوی محمد بشیر نے یہ آیت پڑھی کہ وَ اِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مُوْتِہٖ تو مولویوں نے کہا کہ اس آیت سے تو قطعی الدلالتہ تو الگ اشارہ کنایہ کے ساتھ بھی حیات مسیح نہیں نکلتی۔ مولوی بشیر نے کہا کہ میں تو یہی آیت پیش کروں گا۔ تمام مولویوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ تمہاری فتح و شکست کا اثر ہم پر نہیں ہے تب تمام مولوی عالم مولوی محمد بشیر سے علیحدہ ہو گئے اور مباحثہ کے وقت سوائے دو چار طالب علموں کے اور کچھ عام لوگوں کے اور کوئی بھی مولوی بشیر کے ساتھ نہ تھا ایک مولوی محمد احمد پنوہ تھا شاید علی جان والوں میں سے تھا وہ متعصب حضرت اقدس علیہ السلام کا سخت منکر تھا ایک روز کہنے لگا کہ مرزا صاحب نے یقینی نبوت

کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو اس نے کہا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے المحدث نبی میں نے کہا کہ ہاں لکھا ہے۔ محدث کا لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ دعویٰ نبی نہیں ہے کیونکہ آگے اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ اَمْتًا بِأَنْقِطًا بِهَا ساری عبارت پڑھئے تو خاموش ہو گیا میں نے یہ واقعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ صحیح جواب اس کا یہی تھا کہ اَمْتًا بِأَنْقِطًا بِهَا یہ لوگ نبوت کے معنی ہی نہیں سمجھے، صرف ایک حرف کو لے رکھا ہے بخاری شریف کو یہ لوگ پڑھتے ہیں مگر تذہب نہیں کرتے اسی میں لکھا ہے کہ لَمْ يَبْقَى مِنَ النَّبُوءَةِ الْخَبْرُ یہ بات دراصل یہ ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لائے تو آتے ہی مولوی نذیر حسین سے مباحثہ کرنا چاہا اور آپ سے ایک روز پیشتر مولوی محمد حسین بٹالوی دہلی آگیا تھا۔ اس نے آتے ہی مولوی نذیر حسین کو بہکایا اور تمام عام و خاص مولویوں وغیرہ سے کہا کہ تم مرزا سے تقریر میں تحریر میں ہرگز نہیں جیت سکتے ہاں ٹھٹھے نہیں۔ تمسخر سب و شتم اور پراقترا اشتہاروں سے فتح پاسکو گے وجہ یہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ میں تقویٰ امانت دیانت نہیں ہے اور نہ ان کا اللہ تعالیٰ پر اور جزا و سزا کے دن پر ایمان ہے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو حاضر ناظر جانکر اور اس کی ذات کی قسم کھا کر ہر جگہ بلکہ بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کے ساتھ حلف اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اِنَّا بَيِّنَاتٌ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی پر ایمان نہیں ہے۔ تب ہی تو یہ ہر ایک فریب مکر ٹھٹھے تمسخر کذب کو روار کھتے ہیں۔ مولوی محمد حسین نے لدھیانہ میں مباحثہ کے ایام میں یہ کہا تھا کہ اگر مرزا کا قرآن سے دعویٰ ثابت ہو جاوے تو میں ہرگز نہیں ماننے کا بلکہ قرآن کو چھوڑ دوں گا۔ جو مرزا کے دعوے کو سچا کرے۔ اللہ اللہ بڑا بول منہ سے بولا۔ اب تم اے ناظرین اس کے رسالے اشاعت السنہ کی وہ جلدیں جو بعد دعویٰ حضرت اقدس علیہ السلام نکلتی رہی ہیں۔ پڑھ کر غور کر کے دیکھ لو کہ اس شخص یسودا اسکریوٹی نے قرآن

کو چھوڑا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی پٹائی بکذیب کی ہے اگر میرا کتنا فضول ہے تو اس کی جلدیں ایک ایک کر کے دیکھ لو کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے پس اس یسودا اسکرپوٹلی کے کہنے کے مطابق سب اہل دل (دشمن) نے کر کے دکھایا پہلے پہلے مولوی بشیر نے بھی نرمی برتی تو مولویوں نے اور نیز محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ مولوی صاحب تم نے غضب کیا کہ نرمی اختیار کی ہے۔ جس قدر سختی درستی کرو گے اسی قدر فتح پاؤ گے ورنہ تم شکست کھاؤ گے ہزیمت اٹھاؤ گے مولوی بشیر نے اس بات کو نہ مانا مگر کیا کرے مجبوراً اس نے بھی پچھلے دنوں میں سختی اور درستی کا برتاؤ کیا۔

ہم سب جاہل کو سمجھتے تھے ہاں بیچ اگر ملی کہیں ملی سہی
میاں نذیر حسین کا مباحثہ سے گریز جب حضرت اقدس علیہ السلام نے مولوی نذیر

حسین سے مباحثہ چاہا تو مولوی نذیر حسین نے بمشورہ بٹالوی وغیرہ یہ کہا کہ میرے شاگردوں سے مباحثہ کر لو یعنی اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ دہلوی (دشمنی) ہوں اور تم ایک گاؤں کے رہنے والے ہو۔ دیہاتی آدمی کو شر پر کیا فوقیت ہے۔ خَلَقْتَنِي مِنْ تَارٍ کے مضمون کو ادا کر دیا۔ شاباش اے نذیر حسین مردوں کا یہی کام ہے کہ کہہ جائے سو کر جائے

بہت مولویوں نے یہ بھی اشتہاروں میں لکھا اور زبان سے بھی کہا کہ اگر مسیح موعود ہونا چاہئے تھا تو دہلی والوں سے ہونا چاہئے۔ یہ پنجابی ڈھکا مسیح موعود کیوں بنا۔

بہت سے آدمی حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تمسخر سے آتے بعضے غصہ سے لال پیلے ہوئے آتے۔ اور کھڑے کھڑے ہاتھ لمبا کر کے بڑھا کے حضرت اقدس علیہ السلام کی ریش مبارک تک ہاتھ لے جا کر کہتے ارے تو پنجابی ارے اور پنجابی ڈھکے تو مسیح بن گیا۔ خدا نے تجھے ہی ہم کو چھوڑ کر مسیح بنانا تھا اس

کے حق دار ہم تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام ہر ایک کی خاموشی سے بات سنتے اور حلم و تحمل کو کام میں لاتے۔ آخر کار مجھ سے نہ رہا گیا جب ایک مولوی نے ہاتھ بڑھایا کہ ریش مبارک تک حضرت اقدس کی ہاتھ لے جا کر یہ کلمہ خبیثہ مومنہ سے نکالا تو میرا حق تھا کہ بولوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اَنْ قَالَوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ کہنے پر تو میں بے تکلف بول پڑا کہ درر ہوکتے تھے کیا خبر ہے اور بے تحاشا میری زبان سے نکل گیا کہ میرے ---- کو ہاتھ لگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف ہاتھ کیوں بڑھاتا ہے اس وقت تو حضرت اقدس خاموش ہو رہے اور بڑی بردباری دکھلائی۔ اور میں نے چاہا کہ اس کے تھپڑ ماروں وہ مجھے غضبناک دیکھ کر الگ ہو گیا اور دور جا کر کھڑا ہوا۔ لیکن بعد میں جب مخالف کوئی نہ رہا تو فرمایا کہ صاحب ایسا لفظ بولنا زیبا نہیں میں شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا اور استغفار جناب باری میں دل میں کرنے لگا۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام آپ ہی ہنس پڑے اور فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقع پر حدیبیہ پر کفار کے جواب میں جو اس قسم کی حرکت کر بیٹھے تھے جو میرے ساتھ دہلی والوں نے کی تو ان کی زبان سے بھی امصص بظلال نکلیا تھا اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

مطلب ان لوگوں کا یہ ہے کہ مسیح تو فوت ہو گیا اور مسیح اس امت سے ہی ہو گا اگر مسیح ہو تا تو دہلی والوں میں سے ہو تا تو ہم مان لیتے گویا اپنے میں مسیح ہونا تسلیم کر لیتے۔ مگر اللہ جل شانہ جہاں اور جس کو بنائے وہ منظور نہیں کرتے ہیں اسی طرح کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ مکہ طائف کے کسی رئیس مالدار یا عالم کے پاس رسالت آنی چاہیے تھی اور ہم میں سے کسی کو رسول بنا تھا یہ محمد (ﷺ) کیوں رسول بن گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِ لَيَكْفُرْنَ بِهِمْ

آگے پھر اللہ تعالیٰ اس کا جواب آپ ہی دیتا ہے کہ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ

رَحْمَتِ رَبِّکَ

کیا ان کے اختیار میں رحمت ربی یعنی نبوت و رسالت رکھی ہے کہ ان کے مشورہ سے دی جاوے۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کے جواب میں یہ فرمایا کہ مولوی صاحب تمہارے سینکڑوں ہزاروں شاگرد ہیں۔ کس کس سے بحث کی جاوے۔ ایک شکست کھا جاوے دوسرے کو کھڑا کر دو گے۔ دوسرا ہزیمت پا جاوے تیسرے کو کھڑا کر دو گے۔ علیٰ ہذا القاس چوتھا پانچواں بہتر یہ ہے کہ اس معاملہ میں تم خود ہی بحث کر لو۔ تم جڑ کی طرح اور تمہارے شاگرد شاخوں کی طرح سے ہیں جڑ سالم رہی تو شاخیں بھی برقرار رہیں گی۔ اور جو جڑ ہی اکھڑ گئی تو پھر شاخیں آپ ہی گر کر سوکھ جاویں گی اور جو یہ منظور نہیں تو ایسا کرو کہ اپنے شاگردوں میں سے جس کے علم و فضل پر بھروسہ ہو اور کامل اطمینان ہو ایک شاگرد میرے مقابلہ پر کرد اور یہ لکھ دو کہ اس کی فتح ہماری فتح اور اس کی شکست ہماری شکست پس یہ بھی مولوی نذیر حسین صاحب کو منظور نہ ہوا۔ اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کھ گئے۔ اور کہتے کس طرح نہیں۔ یہودا اسکر یو طلی کھلوا رہا تھا۔ دابہ الارض چیونٹیوں کی طرح یا بھڑوں کی طرح پیچھے پڑے ہوئے تھے مولوی نذیر حسین نے ایک دفعہ تو کہا بھی اوے محمد حسین کیوں بڑھاپے میں میری مٹی پلید کراتا ہے اور کیوں مجھے خدا کے روبرو ردیاء بناتا ہے جانے دے۔ مسیح کی حیات کا کہیں بھی اتہ پتہ نہیں کیا تم قیامت کو میری طرف سے جواب دی کرو گے اس نے خم ٹھونک کر کہا ہاں خدا کے سامنے تمہاری طرف سے جواب دے لیں گے اور یاد رکھنا اگر اس کے بعد ایسا کلمہ پھر منہ پر لائے تو تمہاری زندگی خراب ہو جاوے گی اور سب تم سے پھر جاویں گے۔ کدھر جاؤ گے۔ کہاں رہو گے مولوی نذیر حسین پیر فروت کاٹھ کی پتلی کیا کر سکتا تھا اتنا ہوش نہ آیا کہ راستباز کبھی ضائع نہیں ہوتے صادق کبھی ذلیل نہیں ہوتے حضرت مرزا

صاحب کے ساتھ ہو لیتے اس کے واسطے کیا کمی تھی مجھے اس پر ایک بات یاد آگئی حضرت اقدس کے روبرو کسی نے یہ کہا کہ اگر محمد حسین بٹالوی رجوع کر لے اور مان جاوے تو وہ عزت تو اس کی اب ہو نہیں سکتی جو پہلے تھی اس پر حضرت مولانا نور الدین محبوب رب العالمین خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ غلط بات ہے۔ اس کی عزت پہلے سے بھی زیادہ ہم لوگ اور حضرت صاحب کریں گے سبحان اللہ کیا راستی اور صداقت کا کلام خلیفۃ المسیح کا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک حضرت مولوی صاحب نے سچ فرمایا۔

کیا جب دنیا حضرت اقدس علیہ السلام سے پھر گئی پھر ناکسار دشمن جان ہو گئی۔ آپ کا کیا باگڑ لیا۔ اس دشمنی و عداوت سے حضرت اقدس علیہ السلام کی دن دوئی رات چو گئی عزت و عظمت جبروت بڑھتی گئی۔ مریدوں کی روز بروز کثرت روپیہ کی زیادتی۔ تحائف کی بے شمار آمد مخلوق کا رجوع بے حد بے شمار اسی طرح مولوی نذیر حسین کا بھی اگر مان لیتا یہی حال ہوتا ایک مادی ایک ناواقف آدمی حضرت مسیح موعود کی ابتدائی حالت کو دیکھ کر کہہ سکتا تھا اور ایک خشک ملا آپ کی پہلی حالت پر نظر کر کے دعویٰ کر سکتا تھا۔ اور کیا ہے کہ یہ اب گرا اکل گرا۔ اب پتھر اب نیست نابود ہوا بس کچھ دیر نہیں لگتی کہ یہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا کچھ دن جاتے ہیں کہ اس کا نام و نشان مٹ جاوے گا ایک صوفی مشرب آپ کا آغاز دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ عنقریب اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ دنیا سے مٹ جاوے گا تباہ ہو جاوے گا اس کا نام لیو پانی دیو کوئی باقی نہ رہے گا اور نہ یہ خود رہے گا بلکہ بٹالوی یسودا اسکریوٹی نے تو سیالکوٹ میں عام مجمع میں یہ بات زبان سے کہ دی۔ اور پھر اشاعت السنہ میں چھاپ بھی دی کہ میں نے ہی اس کو چڑھایا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا جھوٹے کامنہ کالا نیلے ہاتھ پاؤں۔ ارے تو نے اشاعت السنہ میں لکھ کر سمجھ لیا کہ میرے لکھے سے یہ اس عروج کو پہنچا یہ خدا کا چڑھایا چڑھا۔ خدا کا بلایا بولا خدا کا بنایا ہوا بنا۔ اب کس کی مجال کہ اس کی طرف

آنکھ اٹھا کر دیکھ لے۔ حضرت اقدس نے فرمایا

اے آنکھ سوئے من بدویدی بھدتم ازباغبان ہتس کہ من شاخ مشرم
خود گر گیا حقیر ہو گیا۔ ذلیل ہو گیا۔ آسمان کا تھوکا منہ پر آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ پر
ایمان لانے والا شخص صدق دل سے یقین رکھنے والا ہزار جان سے بول اٹھتا ہے
کہ یہ بارور شجر عظیم الشان درخت ہو گا پھلے گا پھولے گا لاکھوں اس کے سایہ
میں آرام پاویں گے۔ جو اس کے کانٹے کی فکر میں ہو گا وہ خود کاٹا جاوے گا دیکھو
آنحضرت ﷺ کی کئی حالت کو آپ کے زمانہ میں آپ کو کس پرسی بے کسی
کی حالت میں دیکھنے والا کب کہہ سکتا تھا اور کب اس کو یقین آسکتا تھا کہ یہ عظیم
الشان انسان اولو العزم رسول مانا جاوے گا مگر واہ رے ابو بکر صدیق تجھ پر ہزاروں
صلوٰۃ والسلام اور واہ رے بلال حبشی تجھ پر بے شمار رحمت جو معراج کی رات کو
آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر جنت میں آپ سے پہلے پھرتا پایا انہوں نے اور
ان کے ساتھیوں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ فرمایا کیا دیکھا
تھا۔ یہی دیکھا تھا کہ ماریں پڑ رہی ہیں چاروں طرف سے دشمنوں کے زہر میں ہے
نہ کھانے کا آرام نہ لباس کا مزہ نہ مکان میں رہنا نصیب نہ جنگل میں ٹھکانا۔ روپیہ
نہیں دولت نہیں لشکر نہیں سپاہ نہیں کہ جس پر کچھ امید وابستہ ہو ایسی حالت میں
صادق کو پہچان لینا اور ہر آفت میں ہر ایک رنج و راحت میں ساتھ دینا کیونکر تھا
بس اس طرح تھا کہ خدا پر ایمان تھا پہلے انبیاء کی نظیریں موجود تھیں آپ کی
سلامت روی پیش نظر تھی کسی نے خوب کہا ہے۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور
سَيِّمًا هُمْ فِيهِ وَجُوهُهُمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ تو خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے
مگر نذیر حسین خشک ملا تھا۔ نابینا تھا بد قسمت نہ سمجھانہ سوچا اور اپنے شاگردوں
معتقدوں کے دباؤ میں آگیا۔ آپ بھی ڈوبا ان کو بھی ڈبویا۔ مولوی صاحب کو تو
ساری عمر میں لَا نَسْلَمُ نہیں نہیں یاد تھی اور سب کچھ بھول گئے۔

”جو لکھا پڑھا تھا نذیر نے سودہ ایک پل میں بھلا دیا۔“

مجھے زیادہ تر ان تمام خبروں کے ملنے کا یہ ذریعہ تھا کہ میرے دو مرید اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے فوت ہو گئے ہیں اس وقت ساتھ رہے دن کو رات کو ان مولویوں کی مجلسوں میں شامل رہتے اور ان کے مشوروں میں شریک ہوتے۔ اور رات کو خفیہ طور سے یہ سب حال مجھ سے کہہ جاتے تھے جب یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بات کا جواب نہ دے سکے تو انہوں نے یہ چالاکی اختیار کی کہ سب نے مل کر اشتہار دیدیا کہ کل مولوی نذیر حسین صاحب کی مرزا صاحب سے بحث ہوگی اس بحث کی حضرت اقدس کو اطلاع نہ دی لیکن عین وقت پر کلا بھیجا کہ آؤ مباحثہ کے لئے مولوی نذیر حسین صاحب موجود ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے مجھ سے مشورہ لینا تھا۔ تاریخ مجھ سے پوچھ کر مقرر کرنی تھی سرکاری انتظام کرنا تھا ایک طرفہ تاریخ مباحثہ کرنا یہ تو خلاف عقل بات ہے تم سب ایک طرف ہو میں اکیلا ہوں مسافر ہوں۔ اتنے میں حکیم عبد الجید خان بجھی میں بیٹھ کر آگئے اور حضرت اقدس سے عرض کیا کہ آپ مباحثہ کے لئے چلے۔ مولوی نذیر حسین صاحب بھی چلتے ہیں اس مولوی کو بھی خبر نہیں خواہ مخواہ لوگوں نے اپنی طرف سے ایک جلسہ قرار دے لیا تھا وہ بھی فساد کی نیت سے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے وہی جواب ان کو دیا جو اوروں کو بھیجے تھے اور اسی مضمون کا ایک اشتہار بھی دیا حکیم عبد الجید خان اس جواب کے سننے سے ناراض ہوئے اور کہا کہ آپ کو کیا جو میں آپ کے ساتھ ہوں میں نے کہا کہ حکیم صاحب تم ایک حکیم ہو کوئی بادشاہ نہیں صوبہ دار نہیں اگر فساد ہو جائے تو تمہارا ہم کیا کر لیں گے تم علیحدہ ہو جاؤ گے یا تم بھی بیچ میں پڑو گے اور رات کو وہی دونوں شخص مجھے اس مباحثہ کی اور طوفان بے تمیزی اور مجاہدہ کی خبر دے چکے تھے کہ ہرگز مت جانا۔ لوگوں کے تیور بدلے ہوئے ہیں اور وہ فساد پر آمادہ ہیں بحث ہونے کا بہانہ ہے وہ پتھر چھریاں لے کر مارنے کے لئے آمادہ ہیں

اور میں حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کر چکا تھا کہ ان لوگوں کا ایسا منصوبہ اور یہ ارادہ ہے آپ ہرگز تشریف نہ لے جاویں سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی بھی میرے ہمزبان تھے آخر کار حضرت اقدس علیہ السلام تشریف نہ لے گئے اور حکیم عبدالجید خان صاحب اٹھ کر چل دیئے جن کے یہ ارادے ہوں اور حق کو سننا اور سمجھنا نہ چاہیں تو اس کا کیا علاج گلی گلی کوچہ کوچہ میں فساد اور قتل حضرت اقدس علیہ السلام کے مشورے تھے اور سب کی ایک زبان تھی کہ مرزا کی ایک نہ سنو اور یہ سب کارروائی یہود اسکریوٹی کی تھی کہ جس کا میں ذکر کر چکا ہوں حضرت شیخ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ایک حدیث لکھی جس کو حضرت اقدس علیہ السلام نے مع حوالہ کتاب اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب مسیح موعود آوے گا تو ایک عظیم الشان مجمع ہو گا۔ اس مجمع سے ایک شخص یعنی ایک مولوی اٹھ کر کہے گا کہ اس شخص نے دین کو خراب کر دیا۔ اور شریعت کو بدل دیا اور وہ کفر کا فتویٰ دے گا۔ سو یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی الحمد للہ اس طور سے سچی ہوئی کہ دہلی میں عام مجمع میں اس محمد حسین بٹالوی نے علی الاعلان کہا کہ مرزا جھوٹا ہے اور اس نے دین کو برباد کر دیا اور کافر ہے۔ اس حدیث سے بھی بشارۃ النص بٹالوی یہود اسکریوٹی ٹھہرا اور مجمع سے مراد دمشق کا مجمع ہے اس طور سے صاف اور صریح دہلی شہر دمشق ٹھہرا گھر گھر کتابیں کھلیں۔ قرآن شریف کھلے کہ کسی طرح کوئی بات ایسی مل جاوے کہ مسیح کی حیات ثابت ہو جاوے کوئی آخرت کوئی اخوال الاخرۃ کوئی ہزار مسئلہ پڑھ رہا ہے کوئی آثار محشر لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے مولوی ہاں میں ہاں ملتا رہے ہیں اور شاباش دے رہے ہیں اور لوگوں کو حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت پر براہِ گنجۃ کر رہے ہیں ان کو یہ خبر نہیں کہ یہاں قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بخاری و مسلم جیسی عظیم الشان کتابوں کی چھان بین اور تنقید ہو رہی ہے۔ بخاری آخرت اور ہزار مسئلہ کتاب کو کون پوچھتا ہے۔ کوئی تفسیر

حسینی کو سنا تا پھرتا ہے یہ ان کو خبر نہیں کہ یہاں تفسیر کبیر وغیرہ کو کوئی نہیں دیکھتا لیکن سوائے پانچ سات راویوں کے کوئی ثقہ صادق عادل ایسا راوی نہیں جو مسیح کی حیات کو بیان کرتا ہے۔

لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے کہ ہر ایک کتاب میں جو پانچ سات راویوں کی روایت مکرر سہ کر رہا ہے پھر کر کے مسیح کی حیات میں بیان کی گئی ہے ان کو بڑے وثوق سے بیان کیا کہ بے شک جمہور اسی پر ہیں اور اجماع امت اسی پر ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے حالانکہ ان کل کتابوں میں یہی پانچ سات راوی ہیں جو ادنیٰ درجہ کے ہیں اور جو اعلیٰ درجہ اور عظیم الشان طبقہ کے علماء و فضلاء ہیں ان میں سے ایک راوی حیات مسیح میں نہیں وہ سب وفات کی طرف گئے ہیں جیسے کل صحابہ کا اجماع آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت مسیح کی وفات پر ہوا اور پھر ائمہ اربعہ حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد و جنبل اور ائمہ ستہ حدیث مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ یہاں تک کہ صاحب مشکوٰۃ نے بھی کوئی حدیث صحیح تو الگ ضعیف بھی مسیح کی حیات میں نہیں لکھی اور جو بڑے عالم ہوئے انہوں نے بھی حیات کا انکار اور وفات کا اقرار کیا ہے چنانچہ میں اپنے رسالہ مسیحی سراج الحق حصہ سوم چہارم پنجم میں اس بات کو خوب مفصل ثابت کر چکا ہوں۔

پس حضرت اقدس علیہ السلام کا مجمع جملا میں نہ جانا ان کی جھوٹی فتح کا قمار نہ بج گیا ان کے پر افترا کارروائی کی نوبت گونج اٹھی لیکن پھر بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے اہل دہلی کا میٹھا نہ چھوڑا اور دو تین اشتہار شائع کئے اہل دہلی نے جب مشورہ کیا کہ ہمارا کیا کرایا منصوبہ جاتا رہے گا اور ہمارا سب کام بگڑ جاوے گا مرزا کے اشتہار چھوانے بند کر دو۔ تب سب کے مشورہ سے مطبع والوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار چھاپنا بالکل بند کر دیا۔ اب بڑی مشکل پڑی۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام دعاؤں میں لگ گئے۔

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

ایک مولوی وہابی کی طرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا نکلا کہ غلام احمد غلام نبی غلام محمد - غلام رسول وغیرہ نام رکھنا شرک میں داخل ہے فتح پور کے علما چونکہ خفی تھے ان کو یہ برا معلوم ہوا اور ان کا ایک بڑا مولوی محمد عثمان نام کو اس سے بہت رنج پہنچا۔ اور اس نے ایک اشتہار اس اشتہار کے جواب میں شائع کیا کہ علماء اہلحدیث نے مرزا غلام احمد پر حملہ کیا ہے اور دراصل ہم سب مقلدین اور سنت جماعت پر حملہ کیا ہے کیونکہ ہمارے نام اس قسم کے ہیں اور ہم ان ناموں کو جائز رکھتے ہیں پھر مولوی محمد عثمان خفیہ طور سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک لبارقہ لکھا منجملہ اس مضمون کے جو اس رقعہ میں تھا یہ بھی مضمون تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسی اپنی جان سے محبت رکھتا ہوں ان وہابی مولویوں نے بڑی شرارت کی ہے میں ان کے شریک نہیں ہوں۔ گو میں آپ کو مسیح موعود نہیں مانتا۔ مگر میں آپ کی طرف ہوں آپ جو اشتہار وغیرہ چھپوانا چاہیں میری معرفت چھپوائیں میرا شاگرد کاپی نویس ہے اور عمدہ کاپی نویس ہے اس سے کاپی لکھوادوں گا اور ایک اہل مطبع میرا شاگرد ہے میں اس مطبع میں چھپوادوں گا سو آپ نے ایسا ہی کیا جب حضرت اقدس علیہ السلام کا اشتہار نکلا تو مولویوں کے کپڑوں میں پسو پڑ گئے دن کو چین نہ رات کو نیند اور یہ شعر ان کے مطابق ہوا

الایا ایحا لکمیثاکہ خون چوسید کھمٹلدا کہ خواب آسان نمود اول دے افتاد مشکل ہا

اور مشورہ کیا ہمارا ساختہ سب جاتا رہا پھر اشتہار مرزا کی طرف سے نکلنے لگا تو مولویوں نے وہ اشتہار جس میں غلام رسول غلام محمد نام ناجائز بتلائے تھے واپس لیا اور کہا کہ ہمارا قصور معاف کر دو لیکن مرزا کا اشتہار نہ نکلے دو۔ اب کیا تھا

گیادقت پھر ہاتھ آتا نہیں

پھر تو مولویوں میں پھوٹ پڑ گئی

ایک دن حضرت اقدس علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ لوگ یوں تو باز نہیں آئیں گے نذیر حسین محدث دہلوی کو مقابلہ کے لئے نہیں نکلے دیتے ایک اشتہار لکھا۔ اور شائع کیا منجملہ اور مضامین ایک یہ بھی مضمون تھا کہ فلاں روز ہم جامع مسجد دہلی (دمشق) میں بوقت عصر جاویں گے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو چاہئے کہ وہ بھی جامع مسجد میں آجاویں اگر بحث نہیں کرتے صرف اتنا کام تھوڑا سا کریں کہ میں پہلے آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے اپنے دعوے مسیح موعود اور مسیح ابن مریم کی نسبت بطور اتمام حجت سناؤں گا تاکہ کوئی یونہی ہلاک نہ ہو جائے اور جب میں سارا بیان سنا چکوں تو مولوی نذیر حسین مجمع عام میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا جاویں اور قسم کی رو سے لکھ دیں کہ جو کچھ مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث نبویہ اور آیات قرآنیہ سے مسیح علیہ السلام کی نسبت استدلال کیا ہے یہ سب غلط ہے اور وفات مسیح اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ اس قسم کے بعد ایک سال کا انتظار کریں اگر ایک سال میں مولوی نذیر حسین صاحب پر عذاب الہی نازل نہ ہوا تو میں اپنی کتابوں کو تلف کر دوں گا۔ جلا دوں گا اور اپنے مسیح موعود کے دعوے سے رجوع کر لوں گا اور دست بردار ہو جاؤں گا اور جو مولوی نذیر حسین صاحب پر عذاب الہی نازل ہوا جو کاذبوں اور مفتریوں پر ہمیشہ آیا کرتا ہے تو میری صداقت عالم پر آشکارا ہو جاوے گی اور جو اس تاریخ کو جامع مسجد میں حاضر نہ ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اللہ اللہ کیا یہ تھدی یہ مردی یہ اولوالعزمی جھوٹے کو بارگاہ ایزدی سے مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس اشتہار کے شائع ہوتے ہی دہلی والوں میں کھل ملی مچ گئی اور ایک شور برپا ہو گیا اور مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں کے ہوش اڑ گئے کہ اب کیا کریں اور کس طرح اس سرخ موت کے پیالہ کو ٹلا دیں۔ آخر کار یہ بات بنائی کہ مولوی نذیر حسین صاحب بڑھے ضعیف ہیں۔ مرزا صاحب نے دیکھ لیا کہ اب مرنے والے تو ہیں ہی چلو ایسا اشتہار دیدو یہ

مرجاویں گے ہماری بات بن جاوے گی ہمارا دعویٰ سرسبز ہو جاوے گا ہم ہرگز اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور نہ مولوی نذیر حسین صاحب یہ بات مان سکتے ہیں جہاں لوگ جھوٹے ہوتے ہیں وہاں سچے بھی تھوڑے بہت اور حق پسند نکل ہی آتے ہیں انہوں نے زور دیا کہ بے شک مولوی نذیر حسین صاحب قسم کھاویں سچ اور جھوٹ میں واقعی تمیز ہو جاوے گی۔ صدق و کذب میں یہ معیار بہت ہی عمدہ ہے اب اس بات کو کون روک سکے اب تو یہ بات لوگوں میں پھیل گئی اور لوگوں کو اس دن کا خیال ہو گیا لیکن جو اس بات کے مخالف تھے انہوں نے یہ التزام کیا کہ ”مرزا کو مسجد میں ہی مار ڈالو۔ بلوہ عام میں کون پوچھتا ہے۔“ جب وہ دن اور وہ وقت موعود آیا تو لوگ جوق در جوق جامع مسجد میں آنے لگے۔ یہاں تک کہ جامع مسجد لوگوں سے بھر گئی اور مخلوق کا ایک تار لگ گیا۔ اس روز صبح سے لوگ حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس یہ پیغام دیتا فو قتنا لانے لگے کہ حضرت آپ جامع مسجد میں ہرگز نہ جاویں فساد ہو جاوے گا تکرار ہو گا خدا نخواستہ آپ کو تکلیف پہنچے یا جان جائے کیا فائدہ وہاں جانے سے یہ لوگ پلویں ملا کے آئے ہیں کہ مرزا جامع مسجد میں نہ جاوے تو بہت ہی اچھا ہو حافظ محمد اکبر ایک شخص واعظ اس زمانہ میں خوش الحان تھا وہ بھی آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ جانے کو جائیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ لوگ دہلی کے آپ کے قتل کے درپے ہیں کسی کے ہاتھ میں چھریاں چاقو اور کسی کے ہاتھ اور دامن اور جیب میں نوکدار پتھر ہیں پتھر ایک دم برسیں گے اور پھر چھریاں چلیں گی۔ یہ بات حافظ محمد اکبر نے سچی اور نیک نیتی سے کہی تھی مگر حضرت اقدس علیہ السلام بار بار فرماتے تھے کہ کوئی پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ يُعَصِّمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کافی ہے اللہ حافظنا وناصرنا اب جانے سے رک نہیں سکتے کیونکہ ہم نے جو غیر حاضر پر لعنت لکھی ہے اس لعنت کے مورد ہم نہیں ہو سکتے۔

جامع مسجد دہلی اور ہجوم یہود کی گئی اور دو یا تین بجھیاں کراہیہ کی پس ظہر عصر کی نماز ظہر کے وقت جمع

منگائی گئیں ایک بجھی میں حضرت اقدس علیہ السلام اور سید امیر علی شاہ صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب اور ایک صاحب اور ایک بجھی میں میں اور غلام قادر فصیح اور محمد خان صاحب کپور تھلوی اور ایک شخص اور تیسری میں حکیم فضل الدین صاحب اور کئی صاحب اور بیٹھ گئے اس وقت ہم بارہ شخص تھے جب ہم جامع مسجد کے دروازہ پر جنوب کی جانب پہنچے تو دیکھا کہ مسجد اور مسجد کی سیڑھیاں ڈٹاؤٹ لوگوں سے بھری ہوئی ہیں اور جیسا کہ اکثر اشخاص نے اور نیز حافظ محمد اکبر واعظ مرحوم نے بیان کیا تھا وہ مشاہدہ میں آگیا حضرت اقدس علیہ السلام آگے بلا خوف و خطر اور داہنی جانب میں اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور دونوں ہاتھ میں ہاتھ لئے اوپر چڑھے اور کوئی داسنے اور کوئی بائیں اور کوئی پیچھے بھلا ہم بارہ آدمیوں کی اتنے لوگوں میں کیا حقیقت تھی اور ایک مزدور کتابیں لئے ہمارے ساتھ جو حضرت اقدس علیہ السلام لائے تھے لوگوں کے تیور بدلے ہوئے آنکھیں سرخ و زرد جو شبلی چروں پر خون گویا چھڑکا ہوا ہم سب جامع مسجد (منارہ شرقی دمشق) پر بیچ کی محراب میں جا بیٹھے حضرت اقدس علیہ السلام کی جیسی عادت خلوت میں جلوت میں ہمیشہ تھی جیسے کوئی نئی دامن بیٹھی ہوتی ہے آنکھوں میں شرم جیسے کنواری نوجوان کی آنکھ میں حیا ہوتی ہے نہ آپ کسی طرف دیکھتے ہیں نہ کسی طرف متوجہ ہوتے نظر بر پشت پادوستہ اور پاس مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے اور آگے کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا اور سامنے کی جانب یہ خاکسار اتنے عرصہ میں قریباً ایک سو سے زیادہ پولیس کے نوجوان اور ساتھ یورپین آفیسر کا ایک آگئے اور ہمارا محاصرہ کر لیا۔ اور ہم کو اپنے حلقہ میں لے لیا میرے پاس اس وقت لباس فاخرہ چونغہ رنگین اور عمامہ رنگین شرقی تھا اور غرارہ کا پاجامہ۔ میرا قد چونکہ لمبا تھا اور لباس فاخرہ تھا راستہ میں بھی اور جامع

مسجد میں بھی یہی لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص مسیح موعود ہے۔ غلام قادر فصیح اور محمد خان صاحب اس بات کو سن کر بہت ہنستے اور میں بھی خوش ہوتا کہ کاش اگر یہ لوگ حملہ کریں تو مجھ پر کریں۔ اور آج میں حضرت اقدس علیہ السلام کے اوپر سے قربان ہو جاؤں اور شہادت کبریٰ کا درجہ پالوں۔ مگر حضرت اقدس علیہ السلام کو کوئی آسیب کوئی آزار کوئی تکلیف نہ پہنچے میں نے بعض لوگوں کے دامنوں میں پتھر دیکھے اور یقین کامل ہو گیا کہ آج مسیح ناصر دالادن ہے اور مولوی بڑے بڑے جے اور عمامے باندھے اور لباس فاخرہ پہنے فریسیوں قیہوں کی طرح اکڑا کر کے چلتے پھرتے تھے۔ اور حضرت اقدس کا لباس سادہ ایک پاجامہ پنجابی سادی سوی یا چار خانہ کانیم ساق اور سادہ جو تازری کا وہ بھی مدت کا پہنا ہوا پرانا سفید عمامہ سر پر۔ ایک چونگہ ایک کرتہ بس اللہ اللہ خیر صلہ اس سادگی پر بھی طرح داری اور نزاکت وغیرہ گوئے سبقت لے گئی تھی۔

اتفاق سے بہت لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ یہ لوگ کلمہ نہیں پڑھتے اور منکر کلمہ ہیں۔ اور بعض نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے اگر یہ کلمہ نہیں پڑھتے تو مسجد میں کیوں آتے اور قرآن شریف اور حدیثوں اور تفسیروں کی کتابیں ان کے پاس کیوں ہوتیں آخر ایک ضعیف العربیہ صاحب آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ میاں صاحبزادہ صاحب وہ مجھ سے پہلے سے واقف تھے کہ تم لوگ کون ہو میں نے کہا ہم مسلمان ہیں پھر کہا کہ تمہارا مذہب کیا ہے میں نے کہا اسلام ہے پھر پوچھا کہ تمہارا طریق کیا ہے اس سے مطلب انکا شاید حنفی شافعی وغیرہ یا چشتی قادری وغیرہ یا مقلد غیر مقلد ہو گائیں نے کہا اسلام پھر دریافت کیا کہ تم کلمہ نہیں پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں پڑھتے ہیں انہوں نے کہا اگر کلمہ پڑھتے ہو تو پڑھ کر سناؤ میں نے پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اب وہ پیر صاحب لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ تو کلمہ طیب پڑھتے ہیں تم تو کہتے تھے نہیں پڑھتے بعض نے کہا ہم نے تو ایسا ہی سنا تھا اب کانوں سے سن لیا کہ پڑھتے ہیں مگر

مولویوں کے برکائے ہوئے تھے کہا نہیں جی اس وقت زبان سے ڈر کے مارے کلمہ پڑھ دیا ہے ورنہ یہ لوگ نہیں پڑھتے پیر جی صاحب نے کہا دل چیر کر تم نے دیکھا ہو گا ہم تو ظاہری طور پر دیکھتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ تم نبیوں رسولوں ولیوں کو مانتے ہو میں نے کہا ہاں اگر نبیوں رسولوں اور ولیوں کو نہ مانتے تو حضرت اقدس علیہ السلام کو ولی اللہ اور مسیح موعود کیوں مانتے اس کے بعد ان سب میں نا اشتاقی ہو گئی اور لڑنے جھگڑنے لگے لیکن جو اٹان پولیس نے جو دردی پہنے ہوئے کھڑے تھے انکو ہٹا دیا۔

اسی عرصہ میں مولوی نذیر حسین صاحب اور ساتھ ان کے مولوی محمد حسین اور مولوی عبد المجید وغیرہ علما آگئے اور مولوی نذیر حسین صاحب کو الگ ایک والاں میں جا بٹھایا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے نہ لائے یہ ان کو خوف تھا کہ مبادا حق غالب آجاوے اور حضرت اقدس کا روئے منور دیکھ کر کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں کہ جس سے ہمارا سارا کیا کرایا برباد ہو جاوے پھر عصر کی نماز ہوئی اور عصر کی جماعت کھڑی ہوئی۔ چونکہ ہم باجماعت نماز جمع کر کے پڑھ کے آئے تھے ہمیں کیا غرض تھی کہ شریک ہوں ان لوگوں نے چاہا کہ یہ نماز میں شریک ہوں تکبیر ہو چکی اور ہمارے شامل ہونے کا انتظار کیا کسی نے کہا آئیے نماز پڑھ لیجئے مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ ہم نماز جمع کر کے آئے ہیں غیر مقلد چونکہ جمع کرنے کو جائز رکھتے ہیں لیکن عام لوگ حنفی زیادہ تھے کہنے لگے کہ نماز جمع کرنے کے کیا معنی یہ کوئی رافضی ہیں اتنے میں ایک مولوی صاحب آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے چپکے آکر جھک کر کہا کہ اگرچہ آپ نماز پڑھ کر آئے ہو۔ پھر بھی شامل ہونا حدیثوں سے ثابت ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہیں ہم باجماعت نماز پڑھ کر آئے ہیں پس ان سب لوگوں نے باجماعت نماز ادا کی لیکن مولوی نذیر حسین کو نماز میں بھی دور کھڑا کیا۔

ہیت حق است صاحب دل ق نیست

جب نماز ہو چکی پھر مولوی نذیر حسین کو مولویوں نے محاصرہ میں لے کر والان میں جو دروازہ شمالی کی جانب تھا جہاں پہلے بٹھایا تھا جا بٹھایا مولوی محمد حسین بٹالوی تو استاد کے پاس حفاظت میں رہا لیکن مولوی عبد المجید وغیرہ کئی مولوی آگئے اور افسر پولیس سے باتیں کرنے لگے ادھر سے غلام قادر نے خوب سوال و جواب کئے اور یہاں تک بولے کہ جہاں تک بولنے کا حق تھا۔ مولوی عبد المجید نے افسر پولیس سے کہا کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور ہم تم کو ناحق پر جانتا ہے اور حضرت مسیح بن مریم کو جو ہم تم دونوں زندہ آسمان پر یقین کرتے ہیں یہ مردوں میں اور وفات شدوں میں جانتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مسیح کی حیات و وفات میں مولوی نذیر حسین گفتگو کریں اور ہم کہتے ہیں کہ خاص ان کے دعوے مسیح موعود ہونے میں بحث کریں غلام قادر فصیح صاحب نے من جملہ اور باتوں کے افسر پولیس سے یہ کہا دیکھئے حضور جب تک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی اس کا ہرگز مستحق نہیں ہوتا۔ جب پہلے مسیح کی وفات و حیات پر گفتگو ہو لے تب آپ کے مسیح موعود ہونے میں گفتگو ہو۔ ابھی تو یہ لوگ مسیح کو زندہ سمجھتے ہیں۔ اگر حیات مسیح ثابت ہو گئی تو آپ کے دعویٰ مسیح موعود میں کلام کرنا عبث ہے۔ یہ دعویٰ خود باطل اور رد ہو جاوے گا اور جو مسیح کی وفات ثابت ہو گئی تو پھر آپ کے مسیح موعود میں بحث کرنا ضروری ہے کہ وہ آنے والا مسیح یہی ہے یا کوئی اور اس امت میں سے۔ افسر پولیس نے کہا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے تم لوگ کیوں اس میں گفتگو اور بحث نہیں کر لیتے۔ وہ افسر تو اس بات پر جم گیا پھر قسم کے بارہ میں گفتگو ہوئی اس سے بھی ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا مولوی صاحب بڑھے ہیں ضعیف ہیں عمر رسیدہ ہیں ہم نہ قسم کھاویں اور نہ کھانے پر مولوی صاحب کو آمادہ کریں پھر محمد یوسف صاحب آنریری مجسٹریٹ نے کہا کہ آپ حضرت اپنا عقیدہ لکھ دیں لوگوں کو گمان ہے کہ آپ کا عقیدہ خلاف اسلام ہے۔

وہ آپ کا لکھا ہوا میں سب کو سنا دوں گا چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھ دیا جو چھپا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے کسی اسلامی عقیدہ میں انکار نہیں لیکن مسیح علیہ السلام کی وفات پر یقین اور ایمان رکھتا ہوں جب حضرت اقدس علیہ السلام یہ لکھ چکے تو محمد یوسف صاحب نے چاہا کہ اس کو سنا دیں مگر مولویوں نے جن کی نیت بد اور فساد کی تھی عبدالمجید وغیرہ نے سنانے نہ دیا اور لوگ زیادہ اشتعال میں آگئے اور لوگوں کی حالت غصہ اور مولویوں کے ہمکانے سے دگرگوں ہو گئی اور غصہ سے لال پیلے ہو گئے افسر پولیس نے دیکھا کہ اب فساد ہوا چاہتا ہے اپنے ماتحت افسر سے انگریزی میں کہا کہ لوگوں کو منتشر کر دو۔ لوگوں میں سخت اشتعال ہے تیور بدلے ہوئے ہیں پس افسر پولیس صاحب بہادر اور محمد یوسف صاحب نے پکار کر کہدیا کہ کوئی مباحثہ نہیں ہو گا سب صاحب چلے جاویں۔ حافظ محمد اکبر مرحوم ہمارے چاروں طرف حفاظت کے لئے پھرتے تھے پس سب لوگ تترہتر منتشر ہو گئے اور مولوی نذیر حسین سب سے پہلے مع شاگردوں اور مولویوں کے چل دیئے کیونکہ وہ دروازہ کے قریب دالان میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس بات کو غنیمت جانا جان بچی لاکھوں پائے اور پھر حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے چلے اور تمام سپاہی نوجوان ہمارے ساتھ ساتھ حلقہ کئے ہوئے اور افسر پولیس حضرت اقدس علیہ السلام کے ہمراہ تھے جب ہم دروازہ شمالی پر آئے تو بگھیاں تلاش کیں کہ وہ کہاں ہیں۔ یعنی ان سے آنے جانے کا دو طرفہ کرایہ کیا گیا تھا اور کرایہ دے بھی دیا تھا لیکن لوگوں نے بگھی والوں کو خدا جانے کہاں چھپا دیا تھا۔ یا چلا دیا تھا یہ بھی ایک طریق ایذا کا نکالا اور سوائے ان بگھیوں کے کوئی یکہ اور بگھی تانگہ بھی نظر نہ پڑا۔ ان لوگوں نے اپنی کوشش سے تمام سواریاں مسجد کے قریب بھی نہ آنے دیں۔ پندرہ سولہ یا زیادہ منٹ ہم دروازہ پر سواری کے انتظار میں کھڑے رہے اور یکدم لوگوں نے بلوہ کا ارادہ کیا۔ افسر پولیس ہوشیار تھا اس

نے کہا کہ حضرت آپ میری بگھی میں بیٹھ کر جلدی مکان پر جائیں ان لوگوں کا ارادہ بد ہے پس حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی عبدالکریم صاحب دونوں اس بگھی میں بیٹھ کر تشریف لے گئے اور ہم سب پیدل بعد میں مکان پر گئے اور افسر پولیس نے کوچوان سے کہدیا تھا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو جلد بگھی کو پہنچانا جب حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو ہم باقی ماندہ لوگوں سے بہت سے اشخاص نے بحثا بحثی شروع کر کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی چونکہ وہ موقعہ بولنے کا نہ تھا اس لئے ہم خاموش ہو گئے جب تک حضرت اقدس علیہ السلام کو چھوڑ کر بگھی آئی تب تک افسر پولیس مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے رہے اور جب ہم سب بخیر وعافیت روانہ ہوئے تو افسر کھڑے رہے اور لوگوں کو منتشر کرتے رہے ایک بات یہ بھی خیال کرنے کے قابل ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار شائع کیا کہ ہم جامع مسجد میں فلاں روز جائیں گے تو راستہ میں کئی بد بخت لوگ گھات میں بیٹھ گئے کہ بندوق کے فیر سے حضرت اقدس علیہ السلام پر وار کریں لیکن خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ جس راہ سے ہم کو جانا تھا بگھی والوں نے کہا کہ ہم اس راہ کو نہ جاویں گے گویا خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بگھی والوں کے دل میں ہماری مخالفت والدی اور جب ہم بخیر وعافیت جامع مسجد میں جا پہنچے تو وہ اشخاص جو قتل کی نیت سے کمین گاہ میں کسی کوٹھے پر بیٹھے تھے اپنی ناکامی سے ہاتھ ملتے رہ گئے وَ مَكْرُؤًا وَ مَكْرُؤًا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِیْنَ اللّٰهُ تعالیٰ کا قانون سچا نکلا۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ایک روز مولوی محمد احمد وغیرہ کئی مولویوں کو ساتھ لے کر آیا اور کہنے لگا کہ آپ کا دعویٰ اگر ولی اللہ ہونے کا ہو تا تو میں اول آمنا و صدقاً کہتا لیکن مسیح موعود کا دعویٰ کھلتا ہے یہ آپ چھوڑ دیں تو بس ساری دہلی آپ کے تابع ہے میں نے ایک کتاب ایک یورپین کی دیکھی اس میں لکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ

نے مستقل دعویٰ رسالت کا کیا اس واسطے عیسائی آپ پر ایمان لانے سے رک گئے۔ اگر بالواسطہ رسول بنتے اور مسیح کے تابعداروں میں سے ہوتے تو میں کیا کل عیسائی آپ پر ایمان لاتے بس اسی کے مطابق قول محمد احمد کا تھا اس محمد احمد نے جو جو شرارتیں اور جو جو فساد کئے وہ محمد حسین بٹالوی کے شروفساد سے کم نہ تھے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ والوں کو یہاں تک بھی مشکل تھی کہ بازار سے کوئی چیز خرید کر لانا دشوار تھا ہر وقت آپ کے مکان کے سامنے بہت سے آدمیوں کا مجمع رہتا تھا اور ان کو ہنسی اور ٹھٹھے کے سوا اور کچھ کام نہ تھا۔

ایک روز ایک شخص سفید ریش حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر آئے چونکہ آپ اوپر کے کمرہ میں تھے اور میں نیچے درمیانہ کمرہ میں تھا اول مجھ سے ملاقات ہوئی کہنے لگے کہ کیا آپ لوگ قیامت کے منکر ہیں میں نے کہا نہیں کون کہتا ہے اور ہمارے میں سے کس سے سنا ہے وہ بزرگ فرمانے لگے کہ یہ اشتہار کہتا ہے جو موجود ہے اس میں کتاب کا نام صفحہ سطر کا پتہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قیامت کوئی چیز نہیں میں نے کہا یہ اشتہار مخالفوں کا ہے اس کو سوائے ایسے بہتانوں کے کچھ اور کام ہی نہیں یہ اشتہار جھوٹا ہے اور سراسر افترا ہے وہ بزرگ بولے کہ اس اشتہار میں ازالہ ادہام کا نام لکھا ہے وہ منگواؤ دیکھیں تو سہی بھلا یہ مولوی ہیں ایسا صریح اور کھلم کھلا جھوٹ کیوں بولنے لگے میرے پاس ازالہ ادہام کتاب تھی اٹھا کر دیدی کہ اس اشتہار کے پتہ کے موافق آپ دیکھ لیں جہاں قیامت کا انکار لکھا ہے ان بزرگ نے وہ کتاب دیکھی اس پتہ و نشان پر جو اشتہار میں درج تھا دیکھا تو کہیں وہاں قیامت کا ذکر بھی نہیں تھا پھر وہ بزرگ کہنے لگے کہ شاید صفحہ و سطر میں کاتب کی غلطی ہو میں نے کہا اگر اس پر آپ کو شبہ ہو تو ساری کتاب کو دیکھ جائیے سوانہوں نے نصف کتاب تو اسی وقت دیکھ لی اور پھر کہا کہ مجھ کو یہ کتاب دیدیں میں گھر پر دیکھوں گا مجھے تو یہ خواہش

تھی کہ کسی طرح یہ تمام کتاب پڑھ لے بس وہ کتاب لے گئے اور دوسرے دن مشتر کو گالیاں دیتے ہوئے آئے اور کہا کہ اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ مولوی جھوٹے ہیں۔

ایک روز دہلی والے شرارت کی راہ سے حضرت اقدس علیہ السلام پر یورش کر کے کئی سو آدمی آگئے چونکہ دروازہ زینہ کا تنگ تھا اس لئے ایک ایک کر کے چڑھنے لگے اتنے میں سید امیر علی شاہ صاحب آگئے انہوں نے نہ آنے دیا وہ لوگ زور سے گھنے لگے مگر شاہ صاحب ایک قومی الجبہ تھے ان کے زور کو ان دہلی والوں کا زور کب پہنچ سکتا ہے ایک ہی دھکے میں سب ایک دوسرے پر گر پڑے اور فرار ہو گئے اور سوائے گالیاں دینے اور ٹھٹھا بازی کرنے کے اور کچھ نہ کر سکے۔

ایک روز ایک نامراد بد بخت ہیرہ شاہ مرحوم کا بیٹا رحیم بخش فقیر آگیا چونکہ میں ہیرہ شاہ کو جانتا تھا کہ وہ نہایت نیک بخت اور صالح آدمی تھا مگر وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے بیشتر گزر چکا تھا اور یہ رحیم بخش بھی مجھ کو جانتا تھا میرے پاس آگیا اور کہنے لگا اجی حضرت آپ کہاں میں نے کہا میں یہیں ہوں کہنے لگا تم بزرگ بزرگوں کی اولاد مرزا جی سے کیسے معتقد ہو گئے میں نے کہا بزرگ را بزرگ ودلی را ولی سے شناسد کہنے لگا کہ آپ نے مرزا صاحب کو کیسے بزرگ جانا میں نے کہا اسی طرح جانا کہ جس طرح تم نے مجھے بزرگ اور میرے آباء و اجداد کو بزرگ مانا کہنے لگا آپ کے بزرگوں نے تو کرامتیں دکھائی ہیں میں نے کہا حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی کرامتیں دکھلائی ہیں کہنے لگا ایسی کرامتیں تو میں بھی دکھا سکتا ہوں میں نے کہا دکھاؤ یہ کہہ کر میں نے ایک زور سے اس کے منہ پر طمانچہ مارا کہ اس کا منہ پھر گیا میں نے کہا اب کرامت دکھاؤ پھر میں نے دوسرا تھپڑ اٹھایا بس پناہ مانگنے لگا اور توبہ کرنے لگا بعض طبائع ایسی ہی ہوتی ہیں کہ وہ بغیر زور و کوب مانتی نہیں یہی فلاسفی آنحضرت ﷺ کے جواد کی تھی فافہم۔

المدعاء مولوی محمد بشیر سے شاید پانچ پانچ پرچوں کی شرط ٹھہری تھی کہ طرفین کے پانچ پانچ پرچے ہو جاویں لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے تین پرچوں پر بحث ختم کر دی۔ اس واسطے کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے دیکھا کہ نئی کوئی دلیل مولوی صاحب کے پاس نہیں ہے بار بار اسی ایک بات کا اعادہ ہوتا ہے سوائے تبصیح اوقات اور کچھ نتیجہ نہ تھا مولوی محمد بشیر اور مجدد علی خان نے بڑا غل مچایا کہ خلاف معاہدہ ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل ہی نہیں رہی تو پھر خواہ مخواہ تحریر بڑھانا کیا فائدہ دیتا ہے لوگوں کو حق و باطل کے سمجھنے میں یہی تحریریں کافی ہیں۔

دہلی میں ایک جلسہ ہوا اور بہت سے مولویوں نے محمد حسین بٹالوی کو دبایا کہ تم نے جو مرزا صاحب سے لہہیانہ میں مباحثہ کیا ہے اس میں تم نے کیا کیا اور کیا کر کے دکھایا۔ اصل بحث تو کچھ بھی نہ ہوئی بٹالوی نے جواب دیا کہ اصل بحث کس طرح کرتا اس کا پتہ ہی نہیں قرآن شریف میں مسیح کی حیات رفع علی السماء کا کوئی ذکر نہیں حدیثوں سے صرف نزول ثابت ہوتا ہے میں حدیثوں پر مرزا صاحب کو لاتا ہوں اور وہ مجھے قرآن کی طرف لے جاتے تھے پھر ان مولویوں نے کہا کہ مرزا صاحب نے تو بحث چھاپ دی تم نے اب تک کیوں نہ چھاپی۔ بٹالوی نے کہا کہ اشاعت السنہ میں چھاپوں گا مولویوں نے کہا کہ تیرا اشاعت السنہ پڑے بھاڑ میں الگ اس بحث کو مکمل کر کے چھوڑنا تھا تو شور تو اتنا کرتا ہے اور ہوتا تھا سے کچھ نہیں۔ مولویوں نے اس کو بہت ہی شرمندہ کیا لیکن کسی کا مقولہ ہے۔

شرم چہ کنی مست کہ پیش مرداں ببايد

اس مباحثہ کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے چلنے کی تیاری کی اور جگہیاں منگوائیں اور اسٹیشن پر تشریف لے گئے سوار ہوتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے خلاف عادت مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم جاؤ پھر

کام میں اس نفس کا اس میں کوئی دخل نہ تھا خدا کی قدرت کے قربان خدا جانے آپ نے کس درد سے یا الہامِ وحی سے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے چند سال کے بعد ریل جاری کرائی اور ریل والے اذان کہنے لگے اور اب خود رئیس نے عام اجازت دیدی کہ مسلمان کھلم کھلا اذان مسجدوں میں کہیں کوئی روک ٹوک نہیں اس پر ہندو اور برہمنوں نے غل مچایا کہ یہ پوتر اور دہرم دھرتی ہے اس میں کبھی اذان ہوئی ہی نہیں آپ کیوں اجازت دیتے ہیں مگر رئیس نے ان کا کہنا نہ مانا اور عام اجازت اذان کی دے دی سو دے دی بلکہ دفتر میں بھی لکھا گیا۔

اب میں مولوی محمد بشیر کا حال لکھتا ہوں اور یہ **بشیر سسوانی کا نشان** خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور وہ

یہ ہے کہ دورانِ بحث میں شیخ نصیر الدین دہلوی مرحوم مولوی محمد بشیر صاحب سے ملنے گیا تو وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے پرچے کا جواب لکھ رہے تھے شیخ صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب مرزا صاحب کا جواب سنبھل کر لکھتا وہ بھی فاضل عالم ہیں مولوی محمد بشیر نے کہا کہ درحقیقت مرزا صاحب کا جواب لکھتا بہت ہی مشکل ہے لوگوں نے مجھ کو پھنسا دیا مجھے تو جواب لکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ جب بحث مولوی صاحب اور حضرت اقدس علیہ السلام میں ختم ہو چکی تو بھوپال میں جا کر مولوی صاحب نے بڑا غل مچایا کہ میں فنج کر کے آیا ہوں اور خاص کر حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امرودی سے بیان کیا کیونکہ اس وقت تک حضرت فاضل امرودی بھوپال میں ہی تشریف رکھتے تھے اور وہیں ملازم تھے۔

اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی قدرت کا یہاں اب جلوہ دیکھنا چاہئے ابھی اس بحث پر چند روز گزرے تھے کہ ایک شخص شاید احمد علی نام تھا وہ بھوپال میں آیا کچھ لوگ اس کے معتقد ہوئے اور مولوی محمد بشیر بھی تقدیر الہی سے ایک روز اس کے پاس گئے اور جاتے ہی معتقد ہو گئے۔ اور ذلت کے سامان مہیا ہونے لگے۔ اور اس شخص کی بیعت اختیار کی اور گئے دنوں میں بیعت کے بعد ایک اشتہار اس

مضمون کا شائع کیا۔ کہ اس چودہویں صدی کا مجددی شخص ہے اور بزرگ اور باخدا ایسے ہوا کرتے ہیں میں نے صدق دل کے ساتھ اس بزرگ خدا رسیدہ سے بیعت کی ہے میں بڑے دور سے اعلان کرتا ہوں کہ لوگوں کو چاہئے ان سے مرید ہوں اور میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی بڑی لذت حاصل ہوئی۔ تمام عمر میں یہ لذت اور سرور حاصل نہ ہوا تھا ہزاروں اشتہار جا بجا تمام ہندو پنجاب میں تقسیم کئے اور قریباً تین سو چار سو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے کہ آپ ان کو اپنے مریدین میں تقسیم کریں اور ساتھ ہی ایک خط بھی لکھا کہ آپ اس بزرگ سے تعلق پیدا کریں اور مرید بھی ہوں تاکہ آپ کو معرفت و لذت و سرور حاصل ہو اور تا آپ کو معلوم ہو جاوے کہ ولی اللہ اور مجدد کی یہ شان ہوتی ہے اور وہ ایسے ہوا کرتے ہیں مولوی صاحب کا مطلب اس سے یہ تھا کہ مدعی ست گواہ چست۔ آپ تو وہ شخص نہیں نہیں کرے۔ اور مرید اس کو جو چاہیں سو کہیں وہ خدا رسیدہ نہیں ہوتے جو آپ اپنی زبان سے کہیں مولوی صاحب سنت اللہ سے ناواقف وہ منہاج نبوت کو کیا جانیں۔

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی دوسری قدرت کا تماشا دیکھنا چاہئے۔

مُحَلِّ یَوْمِ هُوَ نِیْ شَانِ

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا جو یعنی ایک ماہ کے پورا ہونے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ مولوی محمد بشیر صاحب کا دوسرا اشتہار نکلا اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ شخص جس سے میں نے بیعت کی تھی بڑا بد معاش زانی اور اغلام باز ہے میں دھوکے میں آگیا اور اب میں نے اس کی بیعت توڑ دی ہے کیونکہ یہ شریر اور دھوکہ باز ہے اس کے پھندے اور دواؤں میں کوئی نہ آوے اور یہ دوسرا اشتہار پہلے اشتہار سے بھی زیادہ شائع کیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ جہاں جہاں وہ مدعی جاتا تھا وہیں مولوی بشیر کے آدمی بھی اشتہار تقسیم کرتے پھرتے تھے اور کئی سو اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھی ڈاک میں تقسیم کے لئے بھیجے یوں اپنے

ہاتھ سے اپنی ذلت کے سامان بہم پہنچائے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بھی اپنی کتاب میں اس نشان کو جو مولوی بشیر کی ذلت اور آپ کی عزت کا باعث ہوا لکھ دیں۔

فرمایا: اس نے زیادہ ہم کیا لکھیں گے جو وہ آپ مولوی صاحب لکھ رہے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تیسری قدرت کا ظہور دیکھنا چاہئے کچھ سال نہیں گزرے تھے جو مولوی محمد بشیر مفتی بھوپال رئیس بھوپال کی طرف سے تھا اس عہدے سے ہر طرف ہو کر ذلیل و خوار ہوا اور بھوپال سے نکالا گیا عتاب سرکار میں جو دراصل سخت عتاب الہی تھا گرفتار ہوا سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی وہ ضبط ہوئی اور پنشن بھی ساتھ ہی گئی۔ اس کا کوئی استحقاق نہ رہا۔

مولوی بشیر پادست دگرے دست بدست دگرے فرار ہو کر دہلی آئے دہلی میں کچھ غیر مقلدوں نے چندہ کے طور پر ۴۰-۵۰ روپیہ دیا۔

اب اللہ عزوجل کی چوتھی قدرت کی جلوہ نمائی کے قربان تھوڑی مدت دہلی میں رہے اور طاعون سے مر گئے۔ ان کی بیوی نے ایک شخص سے نکاح کر لیا مگر وہ دکھ درد رنج و غم میں رہی کسی نوع کا آرام و چین نہ دیکھا پھر اس کے بعد خود نکلی یا نکالی گئی اور کسی نے اس پر رحم و ترس نہ کھایا۔

عزیزے کہ از در گمش سر ہفتا بہر جا کہ شد بیچ عزت نیافت
اب اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی کے قہر و غضب کا پانچواں نشان دیکھو کہ مولوی بشیر کے ایک لڑکا تھا وہ دیوانہ پاگل ہوا وہ بھی خدائی خوار کس پرسی کی حالت میں کہاں سے کہاں نکل کر بے نام و نشان مر گیا صدق اللہ تعالیٰ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا اللہ تعالیٰ بد بخت شقی کی ذلت و خواری ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی اولاد اور بیوی وغیرہ کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور ان کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے کیوں اس لئے کہ نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ یہ پانچ نشان اللہ

تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مد مقابل مولوی بشیر کو دکھلائے جو ظاہر میں اور اندرونی طور سے جو اس نے ذلت دیکھی ہوگی وہی خوب جانتا ہوگا۔

یہ واقعہ پورا حضرت فاضل امروہی مولانا سید محمد احسن صاحب کو اور ماورا آپ کے ہزاروں آدمیوں کو خوب معلوم ہے اور یہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے افسوس ہے کہ وہ دونوں اشتہار مولوی بشیر کے مجھ سے گم ہو گئے اگر کسی صاحب کو مل سکیں تو ضرور تلاش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر درج سفرنامہ کئے جائیں گے میں نے جو کچھ لکھا ہے دونوں اشتہاروں کا خلاصہ لکھا ہے۔

پھر یہ خاکسار سر سادہ سے کرنال کو مقدمہ کی پیروی کے لئے روانہ ہوا بیچ میں انبالہ پڑا تھا جناب چودھری رستم علی خان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکان پر پہنچا چونکہ وہ وہاں بعدہ کورٹ انسپکٹر مامور تھے میری خبر سن کر احباب انبالہ تشریف لائے اور غیر احمدیوں سے بھی ملاقات ہوئی بہت سے لوگوں نے وعظ کے لئے جن میں غیر احمدی زیادہ تھے فرمایا میں نے منظور کر لیا، شہر میں باقاعدہ محفل وعظ کی تیاری کی۔ رات کو دو تین گھنٹے وعظ کہا گیا۔ سب محفوظ و مسرور ہوئے۔ بعد وعظ سب نے کہا کہ وعظ تو ٹھیک ہوا اور جو اللہ و رسول کا فرمودہ ہے۔ اس کے مطابق ہوا لیکن جو ہمارا مقصد و مطلب تھا اور جس غرض کے لئے ہم سب جمع ہوئے وہ بیان نہیں ہوا اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کیا کہتے ہیں میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب یہی کہتے ہیں جو اس وقت میں نے بیان کیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر حضرت مرزا صاحب کا نام لے کر بیان کرو کہ وہ یہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر کل اور مجلس وعظ مقرر کرو تو یہ بھی حسب منشا تمہارے بیان کیا جاوے۔ دوسرے روز انہوں نے پھر مجلس وعظ کا اعلان کیا تو لوگ اول دن سے زیادہ جمع ہوئے، یقیناً پانسو چھ سو آدمیوں سے زیادہ لوگ ہوں گے۔

میں نے مختصر مختصر اور بعض جگہ تفصیل سے بیان کیا تو بعد وعظ دو شخص

ضعیف العمر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ بس ہم نے خوب معلوم کر لیا کہ حضرت مرزا صاحب حق کہتے ہیں صرف نام کا فرق ہے جیسے کوئی چشتی یا کوئی قادری کوئی سروردی اب کوئی احمدی قادیانی کہہ لے۔

پھر میں کرنال پہنچا کرنال ہمارے مقدمہ کی تاریخ تھی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ ہزاروں لاکھوں آدمی ہیں اور عید کی نماز کے وسطے عید گاہ میں جاتے ہیں پس عید کی نماز آپ نے پڑھائی میں بھی اس میں شامل ہوں بعد نماز عید حضرت اقدس علیہ السلام مع چند شخصوں کے ہمارے مکان پر آئے پھر آنکھ کھل گئی یہ خواب میں نے اپنے بڑے برادر شاہ ظلیل الرحمن صاحب نعمانی جمالی کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم مقدمہ ضرور جیت جائیں گے سو ایسا ہی ہوا کہ خدا نے ہم کو فتح دی اور مقدمہ ہمارے حق میں ہوا۔

پھر میں سرسادہ آیا تو میرا لڑکا فرقان الرحمن بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسکی زندگی کے آثار باقی نہ رہے اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا چونکہ سرسادہ ایک ایسی کوردہ بستی ہے اور جاہلوں کی کہ سوائے دنیا کے دین کا کوئی ذکر ہی نہیں جنازہ پر بھی کوئی ساتھ نہ گیا اور جو ایک دو آدمی لحاظ میں گئے بھی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ اور وہ خود ہی نماز نہیں پڑھتے جنازہ کی کیا نماز پڑھیں گے اس سے پہلے ایک واقعہ ایسا گذرا ہمارے محلہ میں ایک غیر احمدی مرگیا اور نمبردار تھا مگر وہ بے نماز تھا میں بھی اس کے جنازہ پر گیا اس کے رشتہ دار چونکہ نماز نہیں پڑھتے تھے وہ الگ کھڑے ہو گئے اور مجھے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ میں نے نماز پڑھانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ خود بے نماز تھا جب یہ نماز کو پسند نہ کرتا تھا اور خود نہیں پڑھتا تھا تو ہم کیوں ایسا کام کریں کہ اس کے ناپسند کام کو اس کے جنازہ پر کریں علاوہ اس کے یہ احمدی نہیں تھا۔ تیسری بات یہ کہ تم لوگ جو اس کے خاص رشتہ دار ہو تم تو الگ ہو گئے۔ اور ہمیں کہتے ہو کہ نماز پڑھاؤ ہم کوئی مزدور

ہیں تم کو غرض ہے تو خود پڑھ لو اس پر وہ چڑ گئے اور اپنے امام کو مسجد میں سے بلا لائے اس نے صرف دو آدمیوں سے نماز پڑھائی شاید کوئی ایک منٹ میں ختم کر دی تھی۔ اس پر وہ اشخاص مجھ سے بہت ناراض ہوئے مگر وہ کر کیا سکتے تھے۔ بس ان کا اتنا بس چلا کہ وہ میرے لڑکے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے اور میں نے بھی سمجھا کہ اگر کسی کا ارادہ نماز کا ہو تو وہ تکلیف نہ کرے کیونکہ ہم اپنے احمدیوں کے جنازہ پر سوائے احمدی کے دوسرے کو پسند نہیں کرتے خواہ وہ امام خواہ وہ ہمارا مقتدی کیوں نہ ہو۔ پھر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آپ ہمارے لئے صبر کی دعا کریں اور جنازہ غائب پڑھیں کہ میرا لڑکا فرقان الرحمن فوت ہو گیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں یہ صحیفہ مبارک لکھا اور وہ یہ ہے ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ جو غم اور مصیبت کے صدمہ سے بھرا ہوا تھا مجھ کو ملا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ چونکہ خدا تعالیٰ جبکہ کوئی مصیبت نازل کرتا ہے تو بعد اس کے کوئی راحت بھی پہنچاتا ہے اس لئے اس کے رحم اور کرم سے کسی حالت میں نومید نہیں ہونا چاہئے اور ساتھ ہی توبہ اور استغفار بہت کرنا چاہئے کیونکہ بعض مصائب بعض گناہوں کے سبب سے بھی ظہور میں آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے چاہے تو ایک بیٹے کی جگہ دس بیٹے دیدے وہ سب کچھ کر سکتا ہے آپ کی نومیدی کی عمر نہیں ہے ہم نے پچھتم خود دیکھا ہے کہ نوے برس تک جن کی عمر تھی ان کے لڑکے پیدا ہو گئے اور ساتھ ہی پینسٹھ برس تک عورتوں کے بھی اولاد ہو سکتی ہے۔

ہاں جب یہ خیال آتا ہے کہ کس قدر فرقان الرحمن کی پرورش

کے لئے آپ نے محنت اٹھائی تھی اور کیا کچھ سنگ اور آرزوئیں تھیں تو دل پر صدمہ پہنچتا ہے لیکن ایسی مصیبتیں ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہیں خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے آخر میں راہ کو پالیتے ہیں میرے ہمیشہ خیال میں رہا ہے کہ یہ سفر ہی منحوس تھا آپ کو ایسے لوگوں سے تعلقات کرنے پڑے جو سچائی اور راستبازی کے دشمن ہیں اور ہر ایک مکر اور فریب کو حلال سمجھتے ہیں انسان کا قاعدہ ہے کہ تعلق ہونے کے بعد کئی ٹھوکروں میں مبتلا ہو جاتا ہے سو میں اسی لئے ڈرتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے ایک سرزنش نہ ہو پاکوں اور مقدسوں کو بھی کبھی مصیبت آ جاتی ہے۔

جیسا لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے گیارہ لڑکے مر گئے مگر ساتھ اس کے صبر جمیل تھا کوئی جزع فزع نہ تھا اسی واسطہ لکھا ہے کہ مصیبت دو قسم کی ہے (۱) ایک ترقی درجات کی مصیبت جو نبیوں اور تمام راستبازوں پر آتی ہے۔ (۲) اور دوسری جزاء سیئات کی مصیبت جو انسان پر گناہ اور غفلت کی حالت میں آتی ہے۔ اور غم کے ساتھ دیوانہ بنا دیتی ہے۔ بہر حال توبہ اور استغفار کے ساتھ وہ مصیبت جاتی رہتی ہے اور خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے، بجز خدا کی طرف جھکنے کے کوئی چارہ نہیں دنیا کی زندگی کئی قسم کی تلخیوں سے بھری ہوئی ہے مگر جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اور مکر اور فریب کی تمام شاخیں اپنے اندر سے باہر نکال دیتا ہے خدا کی رحمت کا اس پر سایہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ آگ میں سے اس کو نکال لیتا ہے، بجز خدا کے کوئی کسی کا ساتھی نہیں جو خدا کی طرف آتے ہیں وہ اس کی رحمتوں کے امیدوار ہو جاتے ہیں اس کی دلوں پر نظر ہے نہ زبانوں پر ہمیں آپ کے فرزند کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت

صدمہ ہوا خدا تعالیٰ اس کا بدل عطا کرے آمین گھر میں میرے اور ان کی والدہ بھی یہ خبر سن کر نہایت غمگین ہوئیں اور ان کو بہت صدمہ پہنچا اور روتی رہیں مگر قضاء قدر الہی سے کیا چارہ ہے ہمارا تو یہی تجربہ ہے کہ کچھ اپنا ہی گناہ ہوتا ہے جب فوق الطاقات قبر الہی نازل ہو جاتا ہے ورنہ وہ تو بڑا کریم و رحیم ہے اس کی رحمتیں بے انتہا ہیں وہ جو اس کی طرف سچے دل سے جھکتے ہیں وہ فوق الطاقات صدموں سے انہیں بچا لیتا ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

میری بیوی نے لڑکے کے مرنے پر صبر دکھلایا کہ سوائے دو چار آنسو نکلنے اور اللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے کسی قسم کا جزع فزع یا عورتوں کی سی کسی قسم کی حرکت خلاف شرع شریف اور تعلیم حضرت اقدس علیہ السلام نہیں کی۔ میری دونوں لڑکیاں ساجدہ اور فائتہ صرف آنسوؤں سے روتی رہیں بعض عورتیں اس قسم کی آئیں کہ انہوں نے چلانا شروع کیا اور جاہلیت کی رسموں کو ادا کرنا چاہا تو میری بیوی نے روک دیا تو وہ نہایت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں ہم تمہارے ہاں کبھی نہیں آئیں گے تم قادیانی ہو کر بگڑ گئے اسی واسطے یہ لڑکا مر گیا پس چلی گئیں بعض ان میں ہمارے خاص رشتہ دار سیدانیاں اور شیخ زوایاں بھی تھیں ہاں یہ بات لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس نامہ مبارک میں یہ جملہ کہا ہے۔

”کہ میرے ہمیشہ خیال میں رہا ہے کہ یہ سفر ہی منحوس تھا۔ آپ کو ایسے لوگوں سے تعلقات کرنے پڑے جو سچائی اور راستبازی کے دشمن ہیں اور ہر ایک مکر اور فریب کو حلال سمجھتے ہیں انسان کا قاعدہ ہے کہ تعلق ہونے کے بعد کئی ٹھوکروں میں مبتلا ہو جاتا ہے سو میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے ایک سرزنش نہ ہو۔“

یہ واقعی حضرت اقدس علیہ السلام نے بہت ہی درست لکھا ہے معلوم ہوتا

ہے کہ آپ کو کشفی رنگ میں معلوم ہو گیا یا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو بتلادیا ہو گا۔

بات دراصل یہ ہوئی کہ میں جو سراسدہ آیا تھا تو چند روز کے بعد ہمارے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمن صاحب کے عرس آگئے اور یہ عرس میرے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب کیا کرتے ہیں اس عرس میں علاوہ اور باتوں کے ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ مریدین حاضرین عرس اپنے امور حل مشکلات کے لئے ایک نذر مانا کرتے ہیں اور وہ نذر یہ ہوتی ہے کہ جو ہمارا یہ کام ہو گیا تو ہم اب کے غلاف چڑھائیں گے۔ پس اس سال کئی آدمیوں نے غلاف چڑھائے اور غلاف کے لئے الگ غزلیں مقرر ہوتی ہیں وہ ہمارے برادر کے مکان سے غلاف اٹھتا ہے اور اس وقت بڑی دھوم ہوتی ہے اور باری باری سب لوگ اس کو ایک طشت میں رکھ کر خانقاہ پر لے جاتے ہیں اور راستہ میں قوالی ہوتی جاتی ہے اور صوفیوں کو حال ہوتا ہے اسی طرح سے خانقاہ تک جو دو فرلانگ کامیدان ہے لے جا کر قبر پر غلاف چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور روپیہ بھی ہوتے ہیں تو اس روز بیمار تھا اور میری بیوی ہمارے بھائی کے رعب میں آکر خاموش ہو گئی۔ ہمارے بھائی نے میرے لڑکے فرقان الرحمن کے سر پر وہ غلاف رکھا اور پھر لے گئے یہ بات تھی جس کو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے خط مبارک میں یاد دلایا ہے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بہت ربح تھی اور اس بات کی بہت خواہش رکھتے تھے کہ لوگ تمام بدعات و خرافات اور منہیات سے پرہیز کریں گو کسی سے زبان سے نہ کہتے لیکن دعائیں بہت کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے حال کو دیکھتے رہتے تھے۔

حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکت سے مقدمہ توفیق ہو گیا اور لڑکا میرافوت ہو گیا پھر میں سراسدہ سے قادیان کو چل دیا۔ اور اس طرح سے چلا کہ سراسدہ سے

میرٹھ اور میرٹھ سے دہلی اور دہلی سے جیند ہو کر پھر محسنہ لاہور کو ہوتا ہوا دارالامان پنچ جاؤں گا ادھر میری بیوی چونکہ کمزور تھی اور پھر لڑکے کا غم اور اس پر صبر و استقلال کچھ جنون کے آثار نمودار ہوئے میں نے سمجھا کہ سفر میں طبیعت بہل جائے گی اور درست ہو جائے گی پس میں میرٹھ آیا اور جناب برادر مکرم شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار احمدی کے مکان پر فرود کش ہوا۔ انہوں نے بہت کچھ خاطر تواضع کی۔ اور انکی عورتوں نے عورتوں کی خاطر کری پھر چار روز ٹھہر کر میں دہلی آیا۔ اور دہلی میں ایک رات ٹھہر کر جیند کو چل دیا۔ جیند میں دو تین روز ٹھہرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہاں ایک مہینہ لگ گیا یہاں کے اکثر لوگ ہمارے خاندان کے خاص کر مجھ سے مرید ہیں وہ مجھ سے تو ہمیشہ ملتے رہتے ہیں لیکن حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منکر ہیں سامنے کچھ نہیں بول سکتے۔ پیچھے سب کچھ جو ان کے جی میں آتا ہے کہہ لیتے ہیں۔

یہاں ایک مولوی محمد یوسف آہنگر ہے وہ مجھ سے ہمیشہ سے عداوت رکھتا ہے اور اب بھی عداوت رکھتا ہے جب سامنے آتا ہے تو کچھ نہیں بولتا۔ لیکن ہمیشہ کفر کا فتویٰ ہی دیتا رہتا ہے اور کہیں دہلی سے اور کہیں لاہور سے خواہ مخواہ جھوٹ بول کر اور الزام لگا کر کفر کا فتویٰ منگاتا رہتا ہے۔

بخشی فوج ریاست جیند شیخ عباس علی صاحب مجھ سے مرید ہوئے تو وہ دب گیا۔ اس کی چلتی کچھ نہیں مگر دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اور جلا بھنا کرتا ہے میں نے بہت کچھ سمجھایا اور نصیحت کی کہ بندہ خدا میں کبھی سال میں دو سال میں یا چار پانچ سال میں آتا ہوں۔ اور تو یہاں ہمیشہ رہتا ہے تو مجھ سے کیوں خفا رہتا ہے کیا مسلمان وہی ہوتا ہے جو دل میں حسد کپٹ کینہ رکھے میں تیری دعوتوں میں یا کسی کام میں حارج نہیں ہوں بلکہ اپنے مریدوں کو بھی کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی دعوت کرو مگر اس کی جبلی عادت کہاں جائے۔

باقی دو سرے حصہ میں انشاء اللہ

عرض حال

تذکرۃ الہدی حصہ اول جس کی ضخامت 375 صفحہ کی اسی تقطیع پر ہے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ چونکہ دوسرے حصہ کا ارادہ اسی قدر صفحوں پر تھا کاغذ وغیرہ کی گرانی سے میں چھوٹا نہ سکا اور میرے پاس اس قدر سرمایہ بھی نہ تھا بعض دوستوں نے روپیہ سے امداد دینے کا وعدہ کیا مگر وہ کسی وجہ سے مدد نہ دے سکے اور ادھر بہت سے دوستوں کا دوسرے حصہ کے لئے تقاضا تھا اور حضرت امام واجب الاتباع خلیفہ ثانی مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دوسرا حصہ چھپنا چاہئے اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ جتنے حالات آپ کے مجھے معلوم ہیں وہ دوستوں کو پہنچا دوں گا کہ میرے ذمہ باز پرس نہ ہو اور میں بیکدوش ہو جاؤں اس خیال سے سوچ سوچ کر یہ طریق اختیار کیا کہ دوسرے حصہ کے کئی کئی حصے کر کے شائع کر دوں ورنہ دوسرا 375 صفحہ کا ہے اس حساب سے یہ رسالہ 48 صفحہ کا دوسرے حصے کا ساتواں حصہ ہے جب یہ حصہ خواہ جلد خواہ دیر سے فروخت ہو جائے گا تو اس کے منافع سے دوسرے حصہ کا دوسرا شائع ہو گا اسی واسطے چار آنے قیمت رکھی گئی ہے تاکہ کسی کو خریداری میں مشکل واقع نہ ہو۔ تیسرے حصہ کے لئے بھی جو دوسرے حصہ کا دوسرا جزو ہے شائقین منتظر رہیں۔ مسودہ اور نوٹ تو میرے پاس پانچ حصہ تک کے موجود ہیں۔ والسلام مع الاحترام

خاکسار

محمد سراج الحق نعمانی

رئیس ہمسادہ حال قادیان

تذکرۃ المہدی کا دوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰی

حضرت اقدس سچ موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحب جملی اور مولوی محمد افضل صاحب وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مولوی سید محمد احسن صاحب امرہی اور بیس بچیس اور صاحب بھی موجود تھے اور خاکسار راقم حضرت اقدس علیہ السلام کے قریب بالکل ملا ہوا بیٹا تھا مختلف باتیں ہوتی رہیں یہو اسی کلمب میں درج کی جائیں گی من جملہ ان کے ایک یہ تھی مولوی برہان الدین صاحب جملی نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ حضور یہ الہام جبرئیل اللہ فی کلّ الاشیاء میں جو لفظ جری ہے اس کے معنی پہلوان کے ہیں تو اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کا پہلوان نبیوں کے لباس میں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ معنی درست نہیں اس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ کا رسول عیوں کے لباس یعنی صفات میں سب احباب نے بھی دوسرے معنی کی تصدیق کی۔ پھر فرمایا ابھی تو ہم زندہ موجود ہیں ہمارے سامنے تو معنوں میں تصرف کرنا درست نہیں پھر مولانا جملی نے عرض کیا کہ آپ نے جو من یستم رسول دنیا ورہ ام کتاب فرمایا ہے اس لئے میں نے مطابقت دینے کے لئے جری اللہ کے معنی جری اللہ عرض کئے تھے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ میرا خدا کے کلام کو مقدم کرنا

چاہئے اور میرے کلام کا مفہوم اور فشاء یہی ہے کہ میں صاحب شریعت یا صاحب کتاب جدید نبی اور رسول نہیں ہوں پھر جب تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی و رسول کھول کر فرمایا تو اس طرف توجہ چاہئے خدا تعالیٰ کے کلام کو ہر حال میں مقدم کرنا مناسب ہے۔

جب حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب فرمودہ الہی ایک لڑکے کا اشتہار دیا اور اس کی بہت صفت و ثناء لکھی گئی تو کچھ معترضین نے اعتراض کئے ان اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ لڑکے ہو اہی کرتے ہیں اس کی پیدائش کی میعاد بتلائی جائے پس حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نو سال کی میعاد مقرر کی غیر تو یونہی سے باتیں بنانا کے چپ ہو گئے مگر ہمیں اور تمام احمدیوں کو ایسا شوق ہوا کہ ایک ایک دن گنتے رہے اور بعض ہم میں سے زبانی اور خطوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کرتے رہے اور جب آٹھ سال ان نو سال سے گذر گئے تو بہت اشتیاق بڑھ گیا۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظاری کسیتم ذوق دیداری کہ دارم بے قراری کسیتم مختصر یہ کہ جب ساڑھے آٹھ سال گذر کر چھ مہینے نو سال کی میعاد میں باقی رہ گئے اور کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہو گئے تو چاروں طرف سے احباب کے خط آنے لگے کچھ میرے پاس اور کچھ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں۔ اور جو صاحب دارالامان میں آتے وہ دریافت کرتے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے کہ ابھی ہم پر خدا تعالیٰ نے پورے طور پر اس امر کو نہیں کھولا اور جتنا جتنا آپ پر انکشاف ہوتا تھا۔ وہ فرمادیا کرتے تھے لیکن تھوڑی میعاد رہنے اور لوگوں کے سوال کرنے پر اور نیز مولوی صاحب کے اصرار پر کہ لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہم کیا جواب دیں اور میں نے بہت ساعرض کیا تو فرمایا کہ ہاں اب توجہ الی اللہ کریں گے اور دعاء کریں گے

تاکہ ان موجودہ لڑکوں میں سے موعود لڑکے کی تعیین ہو جاوے یا اور ہو تو وہ معلوم ہو جاوے جب کئی روز ہو گئے تو صبح کی نماز کے لئے حضرت تشریف لائے اور کھڑے کھڑے فرمایا کہ ایک گھنٹہ ہوا ہو گا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں جب یہ آیت پڑھی وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّائِمِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا جب اولئک پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا پھر دوبارہ پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا پھر شریف آگیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے پھر کچھ دنوں کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سے بہت تفصیلی باتیں کیں اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونے والے تھے وہ بیان کر رہے تھے جو میں بھی پہنچ گیا اور سلسلہ کلام جاری رہا فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا دہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا باقی جو کتنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہو گا وہ اول الحشر ہو گا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہو گا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہو گا صاحبزادہ صاحب (خاکسار راقم کو فرمایا) اس وقت میرا لڑکا موعود ہو گا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے تم اس موعود کو پہچان لینا۔ یہ ایک بہت بڑا نشان پر موعود کی شناخت کا ہے۔

مولوی صاحب موصوف مرحوم نے باہر نکل کر حضرت اقدس کی اس بات کو دہرایا اور مجھے فرمایا پیر صاحب تم کو مبارک ہو۔ میں نے کہا کیسی مبارک باد فرمایا

تمنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا کہ خاص تم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم اس ولد موعود کو پہچان لینا مجھے نہیں فرمایا وہ ہنگامہ محشر تم دیکھو گے اور موعود کو بھی سوا الحمد للہ وہ ہنگامہ محشر اور پھر موعود میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور مولود مسعود کو پہچانا۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب پٹنہ عظیم آباد کے رہنے والے جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں رہا ساٹھ سال کی عمر میں اچھے مضبوط تھے قادیان شریف میں پنجاب کی سیر کرتے کرتے آگئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں ارادت سے دو مہینہ تک رہے بڑے ظریف اور خوش طبع ہنس مکھ تھے ان دنوں میں وہ ایک کتاب لکھ رہے تھے وہ عربی اور اردو کے الفاظ ہم معنی اپنے خیال میں جمع کرتے تھے بہت سے الفاظ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو سنائے اور زبان سے بہت کچھ بیان کیا کرتے تھے حضرت اقدس علیہ السلام ان کی باتوں کو سکرہنتے لیکن مولوی سید محمد احسن صاحب کو ان کی باتیں سن کر تعجب ہوتا اور ہنسا کرتے اس کتاب میں کچھ قواعد استاد و شاگرد کے بھی دیکھے اور سنے وہ کتاب میں نے بھی دیکھی ہے اچھی ضخیم کتاب تھی ان کا بیان تھا کہ عربی سے ہندی الفاظ بدلے یا ہندی سے عربی اور وہ ہمارے بزرگوں سے خوب واقف تھے چنانچہ ایک روز میرے حقیقی دادا حضرت محمد رمضان شاہ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم احمد عرف دھومن شاہ صاحب کا ذکر بھی کیا ان کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے بزرگوں سے خاص ارادت رکھتے تھے اور انکی کرامت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ بچ وقتہ نماز پڑھا کرتے تھے اور دلی ارادت سے آپ کی باتیں سنتے تھے اور کہتے تھے کہ ملک پنجاب میں قادیان ایک ایسی بستی ہے کہ جہاں علم اور صنعت و حرفت یا کوئی تجارت گاہ نہیں دینی تو دینی دنیاوی حیثیت بھی کسی قسم کی نہیں اور پھر حضرت صاحب کی یہ حالت ہے کہ تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں تشریف نہیں لے گئے

اور گھر پر بھی کسی نامی گرامی مشہور و معروف عالم و فاضل سے تعلیم نہیں پائی اور قادیان کے لوگ بھی ایسے جاہل اور بے علم ہیں کہ ان کی صحبت اچھے بھلے آدمی کو خراب کر دیتی ہے ایسی حالت ایسی صحبت ایسا کوردہ گاؤں اور پھر ایسا شخص یہاں پیدا ہو کہ تمام ہندوستان و پنجاب میں جس کا نظیر نہیں دیکھا۔ یہ حقائق یہ نکات یہ اسرار یہ معرفت کے کلمات جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں وہ کہیں دیکھے نہ سنے۔ پھر کہتے خدا نے ہی پڑھایا خدا نے ہی سمجھایا یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے اور منظر ہیں خدا بھی عجیب خدا ہے اس نے تمام عالی شان پناڑوں میں سے ایک بے حیثیت پناڑی طور کو پسند کیا۔ تمام ملکوں میں سے عرب جیسے ملک اور تمام شہروں میں سے مکہ جیسے اجاڑ نگر کو چن لیا۔ اور اب دلی لکھنؤ بمبئی کلکتہ وغیرہ لندن کو چھوڑ کر قادیان گمنام گاؤں کو چنا جہاں بولنا تک نہیں آتا قادیان کو کاوی ہی کہتے ہیں وہ خدا بادشاہ کو فقیر اور گدا کو بادشاہ بنا دے وہ اپنے کاموں کو آپ خوب جانتا ہے جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ

مولوی صاحب نے ایک روز مسجد مبارک میں حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت سمیریم جو آج کل بہت مشہور ہے یہ کیا چیز ہے آیا اس میں کسی قسم کا اثر بھی ہے یا یوں ہی ایک بچوں کا کھیل تماشا اور وہم اور بے نتیجہ شے ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب سمیریم بہت عمدہ کار آمد چیز اور نتیجہ خیز بات ہے یوں تو کوئی شے بھی خدا نے عبث اور بے فائدہ نہیں بنائی رَبَّنَا مَا خَلَقْتُ هَذَا بَاطِلًا لیکن یہ سمیریم تو بڑی کار آمد شے اور خاص اثر رکھتی ہے اور جیسا کہ اسلام نے اس کو لیا اور برتا اور فائدہ اٹھایا ہے اور کسی مذہب یا کسی فرقہ نے فائدہ نہیں اٹھایا حقیقت اور مغز اسلام کو میسر آیا اور قشراور پوست دوسروں کے حصے میں گیا کہتے ہیں سمر ایک انگریز کا نام ہے جس نے اس کو پھیلایا اور مشہور کیا ہے سو اس واسطے اس کے نام پر سمیریم نام شہرت پکڑ گیا ورنہ دراصل اس کا نام تربی علم ہے ترب مٹی کو

کہتے ہیں اور مٹی سے انسان کی پیدائش ہے خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ میرا لڑکا سلطان احمد بھی ایک میزکبیں سے لے آیا تھا وہ بھی ہاتھ رکھنے سے حرکت کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً فرمایا کہ یہ عمل الترب ہے مسح میں بھی یہ قوت تربی اچھی خاصی تھی ہمارے الہام میں ہے هَذَا هُوَ التَّرْبُ الَّذِي لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ یہ وہ عمل ترب ہے کہ مخلوق اس کی شناخت سے بے خبر ہے پہلے زمانہ میں فقراء کے پاس تھا وہ اس کو پوشیدہ راز سمجھ کر کسی کو نہیں بتلایا کرتے تھے سوائے خاص لوگوں کے صرف ان میں ہی تھا کہ دوسرے شخص کو بے ہوش کر دیتے یہ ان کی کرامت ہوتی تھی مگر اب مسمریزم کے نام سے لوگ گھبراتے ہیں فقراء صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام توجہ اور تصور ہے اگر کسی کو مسمریزم نام اچھا نہ معلوم ہو تو اس کو توجہ اور تصور کہہ سکتے ہیں غرض اسلام نے اس کو اس طرح سے لیا ہے کہ پہلے مصافحہ اور معانقہ کی صورت میں اگرچہ ادوروں میں بھی مصافحہ اور معانقہ ہے لیکن بے اصل یوں ہی دل لگی کے طور سے پھر نماز باجماعت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز باجماعت میں مونڈھے سے مونڈھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہو اور اپنے درمیان کچھ فاصلہ نہ رکھو کہ خالی جگہ شیطان داخل ہو جائے گا یہ اس بات کو ظاہر کیا کہ ایک شخص کی توجہ جسمانی اور روحانی دوسرے شخص میں سرایت کر جاوے جماعت میں جیسے جسمانی رنگ میں کوئی ضعیف اور کوئی قوی ہوتا ہے ایسا ہی روحانی اور باطنی کیفیات میں بھی ضعف و قوت کا فرق ہوتا ہے تو جب اس میں ایک دوسرے کے ملنے سے ایک دیوار کی طرح ہو جائیں گے اور مل کر کھڑے ہونے سے ایک دوسرے کی تاثیر اور فیوض اور جذب روحانی پھیل کر سب میں پہنچ جاوے گی۔ جب پہلی صف اپنی قوت اور جذب روحانی سے پر ہو جائے گی تو پھر اس صف کا اثر دوسری صف پر پڑے گا اور پھر ان دونوں صفوں کا اثر تیسری پر پہنچے گا اس کے سمجھنے کے لئے بجلی کی مشین کی سی ہے جو آج کل نکلی ہے اگر اس بجلی کی

مشین یا کل کو کوئی شخص ہاتھ میں پکڑے تو اس کا ہاتھ سن ہو جائے گا اور چھوٹ نہیں سکے گا ایسا ہی اگر دوسرا شخص اس کا ہاتھ پکڑے تو اس پر بھی برقی اثر ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر دس اور بیس اور پچاس سو تک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے جائیں تو وہ برقی اثر سب پر یکساں اثر کرتا چلا جائے گا اگر درمیان میں کچھ بھی فصل رہے گا تو وہ برقی طاقت رک جائے گی اور اس کی قوت جذب کام نہیں دے گی اور وہ جدائی جو واقعہ ہوئی ہے وہ اس برقی طاقت کو آگے نہیں چلنے دے گی اور روک ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر نماز کی صف میں کچھ فصل مل کر کھڑے ہونے میں ہو گا تو قوت روحانی یا اثر باطنی ایک دوسرے میں سے ہو کر آ رہا تھا وہ رہ جائے گا اس کا نام اصطلاح شریعت میں شیطان رکھا ہے۔

پس اب یوں خیال کرو کہ اب جو ظہر کی نماز ہماری اس مسجد میں ادا ہوئی تو دوسری مساجد میں بھی جماعتیں ہوئیں اور دوسرے گاؤں اور شہروں میں یہاں تک کہ تمام جہان میں جماعتیں ہوئیں تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف جماعتیں ہوئیں تو تمام جماعتوں اور صفوں کا گول حلقہ بیت اللہ کے ارد گرد ہو گیا اور وہ اپنی مدور شکل میں جسمانی حلقہ بندہ کر روحانی طور سے بھی سب کا ایک حلقہ بن گیا۔ اس کی مثال بنہی کی سی ہے کہ ایک بانس کی لمبی لکڑی کے دونوں سروں پر تیل میں تر کر کے آگ لگا دی جاتی ہے اور ایک مشاق اس کو گھماتا اور چکر دیتا ہے تو اگرچہ وہ دو جگہ علیحدہ علیحدہ آگ روشن ہے مگر گھمانے اور چکر دینے سے اس کا ایک گول حلقہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک ذرہ بھی فرق معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام جماعتیں اور صفیں اگرچہ دیکھنے سے الگ الگ مسجدوں میں قائم ہیں مگر حقیقت میں بنہی کے حلقہ کی طرح ایک ہی جماعت کے حکم میں روحانی طور پر ہو جاتی ہیں اور وہ سب صفیں جو دست بستہ اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہیں اپنے جسمانی اتصال اور روحانی اثر سے مؤثر ہو کر بیت اللہ سے فیضیاب ہوتی اور رحمت و فضل الہی کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں کیونکہ بیت اللہ وہ مقام ہے

جَوَانِّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے لئے کامل تجلی الہی کا مقام ہے اور کلام الہی کے نزول کی جگہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی حکم ہوا کہ یہاں آنے کے لئے اعلان کر دو اور آنحضرت ﷺ کو بھی حکم ہوا اور آپ کے ذریعہ سے تمام لوگوں کو حکم پہنچا اور بڑے بڑے وعدے یہاں سے ہوئے۔

مولوی صاحب خیال کر دو کہ جماعتوں میں ہر زمانہ میں اولیاء ابدال اقطاب صلحاء اتقیا غوث مجدد محدث محدث ہوتے ہیں اور عام مومنین بھی وہ تمام مل کر بیت اللہ یعنی تجلی گاہ اعظم اللہ تعالیٰ سے فیض رحمت برکت کھینچتے ہیں اور اپنے اندر جذب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یہی سر اور رمز ہے جو سب کے سب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں تاکہ توجہ الی اللہ پورے طور سے ہو اگر ایک طرف منہ نہ کیا جاوے اور متفرق طور پر اپنی مرضی سے جدھر چاہیں منہ کر لیں تو کس طرح فساد لازم نہ آجاوے اور کیونکر وحدت ہو سکتی ہے اگر ایک داعظ کھڑا ہو کر دغظ کرے اور سننے والے دغظ کو چھوڑ کر دوسری طرف جدھر جس کا دل چاہے منہ کر کے بیٹھ جاوے یا کھڑا ہو جاوے تو کیسی اہتری اور بیہودگی ہوگی نہ سننے میں اثر ہوگا اور نہ داعظ کی توجہ پوری پوری ان کی طرف ہوگی اور نہ کوئی اس سے فائدہ اٹھائے گا بلکہ الٹا اثر ہوگا۔

یہی راز بیعت کی حقیقت کو آشکارہ کرتا ہے ظاہری بیعت باطنی بیعت پر اثر انداز ہوتی ہے آجکل جو فرقہ بندیوں ہو رہی ہیں اور ایک امام کے تابع نہیں اور ایک دوسرے کو کافر و مرتد کہتے ہیں اور جس منصب کے وہ مستحق نہیں خود بننا چاہتے ہیں ہر شخص انا نیت کا دم مارتا ہے اور وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا کو چھوڑتا جاتا ہے جو سمیر یزم کی طرف اشارہ ہے تو وحدت کیونکر پیدا ہو سب کے سب متفرق ہو کر یک دم محروم ہو گئے اور کیونکر وصول الی اللہ کی

راہیں کھل سکتی ہیں۔ اور کس طرح وہ اولیاء الرحمن میں داخل ہو سکتے۔ فرقوں کے مٹانے کے لئے اور متفرق لوگوں کو ایک جگہ اور ایک طریق پسندیدہ پر اکٹھا کرنے کے لئے خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عین ضرورت پر بھیجا۔ مجھ سے منہ موڑ کر کیا پھل پائیں گے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسیح ناصری جو ان کی نظر میں زندہ ہے وہ ہی آئے مگر وہ فوت ہو گیا اس کی زندگی اور آنا ایک موهوم اور زرا خیال باطل ہے نہ کوئی اس طرح پہلے گیا اور نہ آیا اور نہ اتنی مدت زندہ رہا اب کس طرح خدا کی سنت کے خلاف یہ ان کی امید بر آسکتی ہے۔ اس مسیح سے انکار کر کے کیا لیا جو میرا انکار کر کے لیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو سانپ بن جاتا تھا وہ بھی ان کی توجہ اور قوت قلبی کا اثر تھا انہیں کے ہاتھ سے سانپ ہو جاتا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی وہ سونا رہا مگر کبھی سانپ نہ بنا اور ان سے پہلے بھی تھا اور کبھی وہ سانپ نہ ہوا سونا کا سونائی رہا اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قدسی قوت اور توجہ کا اثر تھا اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ موسیٰ علیہ السلام سانپ بنانے کے وقت دعا کرتے تھے یا اس پر کوئی آیت توریت کی پڑھ کر دم کرتے تھے مسیح علیہ السلام بھی اپنی چیزوں میں اپنی توجہ سے کام لیتے تھے۔ ان میں خدا نے یہ قوت قدسی یہ تاثیر پیدا کر دی تھی۔ اس سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء ﷺ میں یہ قوت قدسی اور خاص توجہ رکھی تھی یہ الہی قوت تھی جو آپ کو عطا کی گئی تھی جس کا اثر یہ تھا کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے اس قدر پانی فوارہ کے طور پر نکلا کہ لشکر سیراب ہو گیا اور چند روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے بہتوں کا پیٹ بھر گیا اور پھر بھی وہ روٹیاں جتنی تھیں بچ رہیں اور آپ کے لعاب دہن مبارک سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا اور ایک شخص کی لڑائی میں آنکھ نکل پڑی تھی آپ کے دست مبارک رکھنے سے وہ آنکھ اچھی خاصی ہو گئی اسی طرح سینکڑوں آپ کے اقتداری نشان ہیں اور ان سے

زیادہ یہ ہے کہ جب چند لوگوں نے آپ سے نشان طلب کیا رات کا وقت تھا آپ نے فرمایا وہ دیکھو آسمان پر نشان ظاہر ہوا اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اٹھائی دیکھا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ نے ایک مٹھی کنکریوں کی کفار پر پھینکی تو وہ سب اندھے اور بدحواس ہو گئے کون کہہ سکتا ہے کہ آپ نے ان نشانوں کے وقت دعا کی تھی یا کلام الہی پڑھ کر دم کیا تھا یہ توجہ باطنی اور قوت الہی کا کرشمہ قدرت تھا جو ان میں پہلے ہی دویت رکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

اس سے ہمیں انکار نہیں کہ تھوڑی بہت یہ قوت ہر ایک میں ہے مگر پھر سب میں برابر نہیں اور یہ جو لوگ مسمریزم یعنی توجہ کرتے ہیں یہ کسی ہے اور اس کو بھی انہوں نے صحیح طور پر استعمال نہیں کیا ایک کھیل تماشہ کے طور پر برتا جو سفلی حالت میں رہ گئے مگر خدا کے ماموروں مقبولوں کی یہ کشش یہ توجہ یہ جذب وہی تھا ایک شخص کسب اور مشق کر کے برسوں میں حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے برگزیدوں میں وہی طور سے عطا کرتا ہے جس کا کسی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ذرہ جگنو یعنی کرم شب تاب آفتاب کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔

فرمایا بیعت میں بھی یہی راز مضمر ہے کہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر جو شخص بیعت کرتا ہے تو اس بیعت کنندہ میں وہ قوت باطنی اور طاقت ایمان پیدا ہو جاتی ہے کہ جو برسوں کی عبادت میں وہ لذت اور قوت باطنی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ رومی صاحب فرماتے ہیں۔

یک زمانے صحبتے باولیا بہتر از صد سالہ طاعت ہیرا
دیکھو ایک درخت ہوتا ہے اس کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو تمام پتوں اور شاخوں میں وہ پانی پہنچ جاتا ہے جتنی جتنی جس میں طاقت ہوتی ہے وہ اپنی طاقت کے موافق اس پانی کو اپنے اندر جذب کر کے حصہ رسد لے لیتا ہے اور جب اس درخت سے کوئی شاخ یا پتہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ اس پانی

سے حصہ نہیں لے سکتا۔ یہی حال پیرو مرشد کا ہوتا ہے کہ جس قدر رحمت و فضل کا پانی مرشد کو ملتا ہے تو اسی قدر علی حسب الاخلاص مریدوں کو اس رحمت سے حصہ ملتا ہے خواہ مرشد اور مرید میں کتنا ہی مقامی و سکونت کے لحاظ سے فاصلہ ہو مگر جب تک وہ عقیدت و ارادت میں مضبوط اور پختہ ہو اور چاہے مرشد کو معلوم بھی نہ ہو کہ مرید کہاں ہے اور کس جگہ ہے کیسا ہے مگر خدا خوب جانتا ہے تب بھی وہ اس فیض اور رحمت الہی سے محروم نہیں رہ سکتا ضرور ہی اپنا حصہ لے لیتا ہے اور جو اپنی بد بختی و بد نصیبی سے مرشد سے الگ ہو جائے تو وہ خشک شاخ کی طرح کاٹا جاتا اور محروم رہ جاتا ہے جو اس کو ملنا چاہئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی فتح محمد صاحب ساکن کلیانہ جو میرے بڑے بھائی شاہ ظلیل الرحمن صاحب جمال و نعمانی و چشتی سے بیعت ہیں سیالکوٹ کسریٹ میں ملازم تھے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی سے ان کی بڑی ملاقات تھی میرے ملنے کے لئے قادیان میں آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت بھی کرنی تھی حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے شیرینی اور کچھ نقد بھی ساتھ لائے میرے مکان میں ٹھہرے جو تحفہ وہ میرے لئے لائے تھے وہ تو میں نے رکھ لیا اور جو حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے لائے تھے وہ میں نے کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا آپ اندر مکان میں جو مسجد مبارک کے پاس ہے تشریف رکھتے تھے۔ میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ سراج الحق ہے۔ یہ سنتے ہی باہر تشریف لائے فرمایا کچھ کام ہے میں نے وہ تحفہ جو منشی صاحب لائے تھے پیش کیا فرمایا کہاں سے آیا میں نے تمام حال عرض کر دیا۔ آپ وہ تحفہ لے کر اندر گئے اور فرمایا کھڑے رہو میں کھڑا رہا اس تحفہ میں سے میرے واسطے بھی کچھ لائے میں نے عرض کیا کہ وہ میرے واسطے بھی لائے تھے وہ میں نے رکھ لیا یہ سب آپ کے لئے ہے حضور ہی رکھیں پھر ان کا حال دریافت کیا میں نے یہ سب سنا دیا پھر میں چلا آیا اور آپ اندر تشریف لے

گئے۔ اور منشی صاحب سے سب حال بیان کر دیا۔

منشی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں اتنا تو سمجھ گیا ہوں کہ حضرت صاحب باخدا اور خدا رسیدہ ہیں اور مسیح علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ بھی ایسا ٹیڑھا نہیں صاف اور سیدھا ہے سب انبیاء مرتے ہی آئے ہیں یہ بھی ان میں داخل ہیں ایک لمبی نرالی زندگی نرالی ہی بات ہے جس کا کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ایک وقت اور مشکل میں ڈالنے والی بات نبوت کی ہے جو مسیح کے نام کے ساتھ لگی ہوئی اور وابستہ ہے مسیح موعود سن کر فوراً طبیعت اور ذہن نبوت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور ہر ما کما نَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رَّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ قرآن شریف میں آچکا ہے تو حضرت صاحب مسیح موعود یعنی نبی کیسے ہو سکتے ہیں اور اس امت میں نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔

میں نے اس وقت ان کی سمجھ کے موافق یہ کہا کہ یہ امت خیر الامم اور درمیانی امت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور أُمَّةٌ وَسَطًا خدا نے فرمایا ہے اس امت مرحومہ میں نبی کا نہ ہونا تعجب ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں خود انہیں کی زندگی سے لے کر چودہ سو برس کے بعد تک یعنی حضرت مسیح سے پیچھے تک صد ہا نبی رسول ہو چکے پھر یہ امت کیسے محروم رہے۔ قیامت کے روز موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح علیہم السلام رب العالمین کے حضور اپنی اپنی امت کے صلحاء ابدال اقطاب امام۔ انبیاء کو پیش کریں گے سرور کائنات سید الانبیاء ﷺ کن کو پیش کریں گے اولیا صلحاء ائمہ مجدد تو پہلے ہی کافر ٹھہرائے گئے اور کافر قرار پا چکے اور نبوت کا خانہ خالی تو مکفرین۔ مکذبین مترددین کو باری تعالیٰ کے حضور پیش کر کے کہیں گے یہ امت مرحومہ امت وسط اور خیر امم ہے ہرگز نہیں خیر امم اور مرحوم اور وسط الفاظ چاہتے ہیں کہ نبوت کے درجہ سے یہ امت خالی نہ رہے بلکہ سب سے بڑھ چڑھ کے رہے خاتم النبیین کے معنی دراصل یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو نہ مانکر اور

آپ کی مر تصدیق اپنی نبوت کے سرٹیفکیٹ پر نہ کر اگر نبی بن جائے یہ نہیں ہو سکتا ایک ہندو یا عیسائی یا موسائی یا زردشتی یا اور کوئی غیر مسلم نبی نہیں ہو سکتا تاویحی کہ آنحضرت ﷺ کے دربار سے سند حاصل نہ کر لے۔ اور آپ کو مان کر آپ کی تربیت سے آپ کے زیر اثر رہ کر آپ کی گود میں بیٹھ کر آپ میں فنا ہو کر آپ کا خادم یا مقبول و محبوب بن کر آپ کی چادر اوڑھ کر نبی بن سکتا ہے۔ دیکھو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سورہ فاتحہ کی آیت اور أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ نساء کی آیت ملا کر پڑھو تو اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے علاوہ اس کے تم تو صوفی مشرب ہو صوفی کہتے ہیں کہ اللہ میں فنا ہو کر اللہ ہی بن جاتا ہے تو فنا فی الرسول ہو کے رسول ہی بنا۔ فنا فی المرشد ہو کر مرشد ہی بن جاتا ہے تو بیچ کا درجہ گو اس میں کامل فنا بھی ہو تب بھی نبی نہیں ہو سکتا کیا یہ آیتیں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں یوں ہی اس امت کے آنسو پونچھنے کے واسطے ہیں اور حقیقت کچھ نہیں۔

منشی صاحب غور کر دو ترقی کی طرف قدم اٹھاؤ تنزل کی طرف مت جھکو۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں مسک نہیں کمزور نہیں۔ کسی چیز کی اس کے یہاں کمی نہیں۔ وہ قادر ہے۔ سب چیز کا مالک ہے وہ خالق ہے مُشْعَا نَدُو تَعَالٰی عَمَّا تَصِفُوْنَ اس کے سوا اور بھی باتیں ہوتی رہیں کچھ وہ اپنے شبہات پیش کرتے رہے ہیں جواب دیتا رہا۔

دوسرے روز میں حضرت اقدس کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے دسمہ اور مہندی دونو ملا کر لگایا ہوا تھا آپ نے منشی صاحب سے ملاقات کی اور بیٹھ گئے میں نے اسی اپنی تقریر کو دہرا کر عرض کیا کہ منشی صاحب کو نبوت کے بارہ میں کچھ شکوک ایسے ہیں کہ ان کو ماننے میں عذر انکار کے درجہ تک ہے اور میں نے اس طرح سے بیان کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے

جو صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا اور بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی یہ بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے اور نہایت ہتک ہے اور اس میں آپ کی کسر شان ہے جو یہ سمجھا جاوے کہ آپ کا تمام دفتر فیضانِ گاؤ خورد ہو گیا۔ اور آپ سب کچھ پیٹ سپٹ کر اور اپنی بغل میں دبا کر اپنی قبر میں لے گئے اور امتِ مرحومہ کے واسطے کچھ نہ چھوڑ گئے۔ معاذ اللہ ایک مومن کیونکر گوارہ کر سکتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ کا کام گئے ایک گھنٹہ تک آپ تقریر فرماتے رہے مگر افسوس کہ فشی صاحب کچھ نہ سمجھے دو روز قیام کر کے واپس چلے گئے اور کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ جناب فضل شاہ صاحب جو پرانے مخلص احمدی ہیں فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت اقدس علیہ السلام دونوں مکان میں بیٹھے تھے اور کوئی نہیں تھا اس وقت آپ نے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں ایک زینہ پر چڑھتا ہوں مگر اس طرح سے کہ مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ میں گر نہ پڑوں اور چھال مار کر یعنی قلاع لگا کر دوسرے تہیجہ پر قدم رکھتا ہوں۔ جب میں اوپر چڑھا تو میری ٹاک سے خون آیا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں یہ خواب سن کر گھبرایا اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو آپ میری اس گھبراہٹ کو سمجھ گئے فرمایا شاہ صاحب تعبیر بہت اچھی ہے کہنے والا خون آیا کہے تو اچھا ہے اگر بہنایا جاتا کہے تو برا ہوتا ہے اس میں نقصان ہے اس لئے آنا کہنا چاہئے اب معلوم ہوتا ہے کہ آمدنِ روپیہ کی ہوگی اور خدا تعالیٰ ہمارے ہاتھ کشادہ کر دے گا شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں آپ پر تنگی تھی اور آپ نے تحریک کی تھی اس پر یہ خواب دکھایا گیا۔

اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بڑی تنگ دستی کا زمانہ آیا شاہ صاحب تو اس زمانہ میں آئے کہ سلسلہ چمک اٹھا تھا اور بہت لوگ داخل بیعت ہو چکے تھے مگر میں نے اس زمانہ میں سے کچھ زمانہ دیکھا ہے ایک روز آپ سیر کو تشریف لے گئے جب لوٹے تو دس بارہ برس کا ایک ہندو کالا کالا اور اس نے کہا کہ دس روپیہ دو میرا باپ مانگتا ہے بہت دن ہو گئے اور یہ کہا کہ لیکر آنا سو میں

اب ساتھ چلتا ہوں مجھے دس روپیہ دو میں لے کر جاؤں گا بار بار کہا کہ میں لے کر جاؤں گا آپ نے فرمایا نہ اب اس وقت میرے پاس روپیہ نہیں اور نہ گھر پر ہیں خدا تعالیٰ بیہیج دے گا ہم فوراً دیدیں گے بمشکل تمام اس لڑکے کو ملا۔

ایک دفعہ کسی نے ایک پارسل حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا جب پارسل کھولا تو اس میں ایک ٹوپی خوبصورت اور قیمتی تھی دو ہندو نوجوان بھی بیٹھے تھے ایک نے اس ٹوپی کی بہت تعریف کی اور ہاتھ میں لے کر بار بار دیکھتا رہا آخر حضرت اقدس علیہ السلام نے وہ ٹوپی اس کو ہی دیدی وہ لے کر خوش خوش چلا گیا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا صاحبزادہ صاحب یہ ٹوپی اس کو پسند آگئی تھی جی تو یہ بار بار تعریف کرتا رہا ہمارے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کو تکلیف پہنچے اس لئے ہم نے بشرح صدر ٹوپی دیدی خدا نے ہمارے پاس ٹوپی بھیجی اور بھیج دے گا اگر ہم اس کو یہ ٹوپی نہ دیتے تو اس کو رنج پہنچتا تالیف قلوب بھی تو ایک چیز ہے۔

بروز دو شنبہ بعد از نماز ظہر حضرت مسیح موعود مہدی معبود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اِمْدُؤْ اَلْیَلَّةَ اَزْ هٰی اَلْیَلٰی یعنی اس رات کو عبادت تسبیح تہلیل تکبیر اور درود و استغفار وغیرہ میں شاغل رہو کیونکہ یہ رات تمام راتوں سے افضل اور خوبصورت تر ہے سو اس الہام کے مطابق جو احباب موجود تھے بعض ان میں سے رات کو جاگے اور عبادت الہی کی یعنی وہ رات جو شام سے دو شنبہ کی شروع ہوئی یعنی شب ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۴ء مطابق ۱۵ ساون ۱۹۵۱ء بمکرمی۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے لکھا گیا جو فرمایا تھا کہ کہیں یادداشت لکھ رکھو فقط خاکسار نے یہ رجسٹر میں حسب الارشاد لکھ لیا تھا جو کہ اب میں نے لکھ دیا۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے چلے ابھی تھوڑا دن چڑھا تھا سردی کا موسم تھا پندرہ سولہ احباب ساتھ تھے پھر پیچھے سے اور بہت

سے آٹے حضرت خلیفہ ثانی دام فیضہ اور حضرت بشیر احمد صاحب بھی آگئے اور ایک دو لڑکے اور بھی ان کے ساتھ تھے چھوٹی عمر تھی ننگے پاؤں اور ننگے سر میاں بشیر احمد صاحب تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تبسم فرما کر فرمایا کہ میاں بشیر احمد جو تاٹوپی کہاں ہے کہاں پھینک آئے میاں بشیر احمد صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور ہنس کر بچوں سے کھیلتے کھیلتے آگے بڑھ گئے اور کچھ فاصلہ پر دوڑ گئے یہ بات چیت یہاں ہوئی جہاں اب میاں نظام الدین صاحب احمدی کی پختہ کپڑے وغیرہ کی دوکان ہے آپ نے فرمایا بچوں کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے جب جو تانہ ہو تو روتے ہیں کہ جو تالا کے دو اور جب جو تانگا دیا جاتا ہے تو پھر اس کی پرواہ نہیں کرتے اور نہیں پہنتے یوں ہی سوکھ سوکھ کر خراب ہو جاتا ہے یا گرم ہو جاتا ہے کچھ بچوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ کچھ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی عجیب بے فکری کی عمر ہوتی ہے اور اکثر اپنے آپ کو پابرہنہ رکھنا ہی پسند کرتے ہیں ابھی دو چار دن کا ذکر ہے کہ جو تانکا تھا جب منگا کر دیا تو اس کی پروا نہیں میں نے عرض کیا کہ کسی نے کہا ہے کہ در طفلی پستی و در جوانی مستی و در پیری سستی پس خدا را کہ پرستی یہ سن کر بنے تو پھر میں نے عرض کیا کہ حافظ حامد علی کو بھیج دیا جائے وہ جو تاٹوپی لے آئیں گے فرمایا جانے دو خدا جانے کہاں ہو گئے۔ خیر آپ چل پڑے دو ہی قدم چلے ہوں گے اسی ذکر میں فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پابرہنہ شخص خدا کو دیکھ لیتا ہے شاید اس میں بھید یہ ہے کہ بچوں کی معصومیت کی مشابہت سے یہ عمل خدا تعالیٰ کو پسند ہو پھر فرمایا کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے جو تانپنا چھوڑ دیا تھا یہ خیال کر کے کہ جب امیروں کے فرش پر لوگ جو تانپنا نہیں پہنتے تو امیر الامراء خدا تعالیٰ کے فرش زمین پر کیوں جو تانپنوں وہ بڑے کامل گزرے ہیں۔ فرمایا فقراء صوفیاء کے بھی عجیب حال گزرے ہیں وہ خدا میں محو ہوتے تھے اور خدا میں ہو کر وہ سب کام کرتے تھے ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ ان کے مرید نے توجہ الی اللہ کا

سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک بزرگ ہیں ان کے پاس جاؤ یہ بات وہاں حل ہوگی۔ اس نے عرض کیا کہ جناب راستہ میں ایک دریا ہے اس سے کس طرح پار ہوں گا انہوں نے کہا کہ دریا سے یہ کہنا کہ میرے مرشد نے کبھی کھانا نہیں کھایا یہ سچ ہے تو اے دریا مجھے راستہ دے دے وہ شخص چل پڑا لیکن خیال کیا کہ ہر روز میرے سامنے یہ کھاتے پیتے ہیں میں کیونکر دریا سے جھوٹ بات کہوں اسی خیال میں کئی منزلیں طے کر کے دریا کے اوپر پہنچا اور دریا کو یہ پیغام اپنے مرشد کا سنایا دریا کا پانی کم ہو گیا اور وہ اس میں سے آسانی سے پار ہو گیا جب ان بزرگ کے پاس پہنچا تو ان سے یہ سب کیفیت توجہ الی اللہ کے سوال اور دریا اور مرشد کے جواب کی سنائی تو ان بزرگ نے چند روز کے بعد جواب دیا کہ اپنے مرشد سے ہمارا سلام کہو اور پھر یہ کہو کہ ہم نے یہ سوال حل کر دیا اس نے کہا کہ دریا سے میں کس طرح پار ہوں گا میرے مرشد نے تو یہ کہا تھا ان بزرگ نے کہا کہ میری طرف سے دریا کو کہہ دینا کہ جس کے پاس سے میں آیا ہوں وہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام عمر میں اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی۔ یہ سن کر وہ شخص اور بھی حیران ہو گیا اور دل ہی دل میں خیال کرتا ہوا چلا کہ ان کے ایک چھوڑ دو بیویاں ہیں اور لڑکے لڑکیاں ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی سے ہم بستر نہیں ہوئے۔ آخر دریا کے پاس آکر وہی انکا ارشاد دریا سے کہہ دیا دریا یہ سن کر پایاب ہو گیا اور یہ شخص آسانی سے پار ہو گیا اور سفر طے کر کے مرشد کے پاس آیا اور سب حال بیان کیا اور کہا کہ وہ سوال وصول الی اللہ اور توجہ باللہ کا تو الگ رہا مجھے آپ کی اور ان کی ان باتوں پر بڑا تعجب ہے ان باتوں میں کیا بعید ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم جو کام کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اور اِتِّفَاعُ لَوْ جِہِہ کرتے ہیں ہمارا اپنا ارادہ کوئی نہیں ہوتا پس وہ شخص اپنے سوال کا جواب پا کر سمجھ گیا۔

میں نے اسی روز سے حضرت اقدس علیہ السلام کی یہ بات سن کر جو تا پہننا

چھوڑ دیا اور ایک سال تک سنہ پہنا یہ معصوم ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں جو تانہ پہنوں گا بعض احباب نے مجھ سے یہ سوال بھی کیا کہ جو تانے نہیں پہنتے ننگے پاؤں کیوں رہتے ہو بعض نے کسی تکلیف کا سبب سمجھا بعض نے تنگدستی پر خیال کر کے مجھے اپنے پاس سے جو تانہ خرید کر دیا میں نے ان کو کچھ جواب نہ دیا اور نہ کسی سے جو تالیا۔

جب ایک سال مجھے ننگے پاؤں رہتے رہتے گذر گیا تو ایک روز میں صبح کی نماز سے پہلے درود شریف پڑھ رہا تھا جو دو شخص خوبصورت جوان مولے تازے لمبے قد کے سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر کہا اٹھو چلو تمہیں فری میسن بنائیں گے میں یہ سن کر ان کے ساتھ ہو لیا اور دل میں خیال کرتا تھا کہ فری میسن کا نام سنتے سنتے ایک مدت گزر گئی اور اس کی نسبت مختلف باتیں بھی سنی ہیں شنیدہ کے بودماند دیدہ اب خود ہی دیکھ بھال لوں گا۔ وہ دونوں آدمی مجھے ایک عالی شان پختہ چونہ گچ خوبصورت مکان کی طرف لے گئے ایک بہت بڑا عظیم الشان دروازہ دکھائی دیا اور اس کے اندر ایک فراخ کشادہ صحن پختہ بنا ہوا ہے مگر انہوں نے ابھی تک میرے دونوں بازو نہیں چھوڑے اور میرے دل میں انبساط سرور اور ازحد خوشی تھی میں نے بہت سے مکان بادشاہوں راجوں اور نوابوں کے دیکھے مگر یہ خوبصورتی اور عمدگی کسی میں نہیں دیکھی روشنی کا یہ عالم تھا کہ سورج کی روشنی اسکے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی تھی پھر بائیں ہمہ خوبی و نورانی ہونے کے آنکھوں میں خیرگی یا تاریکی یا چکا چوند نہ تھی بلکہ آنکھوں میں ٹھنڈک اور زیادتی روشنی چشم تھی اور اس فرش کے اوپر ایک اور سربلک اس سے بھی زیادہ خوبصورت ایک عظیم الشان دروازہ مگر بند اس کے اوپر بالا خانہ کی صورت مکان اور اس کے تین یا پانچ دروازے درمیانی تھے اور ان دروازوں پر نورانی سرخ سرخ چلمنیں پڑی تھیں اور اندر بہت کثرت سے روشنی تھی ان دو شخصوں نے مجھے اس دروازہ کے سامنے چلمنوں والے

بالا خانہ کے نیچے کھڑا کر دیا اس جھل مل جھل مل روشنی و نور کی شعاعوں میں معلوم ہوا کہ یہ دو شخص دو فرشتے اور اس مکان میں اللہ تعالیٰ جل شانہ و عم نوالہ ہے اور یہ سب اسی کی چلی ہے میں مؤدب دست بستہ کھڑا ہو گیا اور نیچے کی طرف نگاہ رکھی ہاں کبھی کبھی اس چلی الٹی کی طرف کچھ یوں ہی سی نظر اٹھا کر دیکھ لیتا تھا۔

میں اور وہ دونو فرشتے وہاں کھڑے رہے اندر سے آواز آئی کہ **وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** میں نے کہا **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** پھر فرمایا توحید کو میری قائم کرو۔ توحید مجھے محبوب ہے غرض اسی طرح ایک لمبے عرصہ تک یہ وعظ فرمایا ہر جملہ کے ساتھ توحید کا لفظ تھا میرے پیر نہیں تھکے اور نہ میں گھبرایا ایک لذت ایک سرور اور انشراح مجھے حاصل تھا اور میں ذوق و شوق اور طمانیت قلب اور روح سے یہ سب سننا رہا پھر یہ نظارہ غائب ہو گیا۔ وہ تمام وعظ لفظ بلفظ مجھے یاد تھا میں نے اپنی یادداشت اور حافظہ پر بھروسہ کر کے یہ خیال کیا کہ اب اذان تو ہو گئی ہے بعد نماز کے سب لکھ لوں گا مگر افسوس مجھے یاد نہ رہا۔ اگر میں اسی وقت لکھ لیتا تو لکھ ہی لیتا۔ خیر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی ہو اور میرا حافظہ اور ذہن کام نہ آیا پھر میں تازہ وضو کر کے مسجد میں گیا ابھی دو سنت ہی پڑھی تھیں جو حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے نماز پڑھ کے بیٹھ گئے آپ کی اکثر عادت تھی کہ بعد نماز فجر دن نکلنے تک بیٹھے رہتے اور دینی باتیں جن میں تعلیم و ہدایت اور معرفت و رشد کے متعلق ہوتی تھیں اور اپنے الہام اور رویاء بھی سناتے اور لوگوں کے خواب سنتے میں نے بھی یہ واقعہ آپ کو سنایا غور سے سنتے رہے اور فرمایا بہت ہی اچھا ہے خدا تعالیٰ مبارک کرے اور بیش از بیش انعام عطا فرمائے۔ فرمایا کیا اچھا ہو تاکہ اسی وقت لکھ لیتے ہمیں بھی ایک دو دفعہ ایسا ہی ہوا کہ بعض باتیں ہمیں خدا کی طرف سے معلوم ہوئیں ہم نے اپنی یاد اور حافظہ پر بہت بھروسہ کر کے خیال کیا کہ دن کو لکھ لیں گے مگر وہ باتیں یاد سے اتر گئیں اب ہم

نے یہ التزام کیا ہوا ہے کہ دوات و قلم یا پنسل پاس رکھ کے سوتے ہیں اور جو کچھ امر معلوم ہوتا ہے اسی وقت لکھ لیا جاتا ہے اس واقعہ کے کئی روز بعد آپ نے خود محسوس کیا یا واللہ اعلم حافظ حامد علی صاحب نے آپ سے ذکر کیا ہو کہ صاحبزادہ صاحب کے پاس جوتا نہیں ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک جوڑا جوتا کا نیا کٹور سرخ زری کا شاید فضل النساء بی بی کے ہاتھ یا امام بی بی کے ہاتھ میرے پاس بھیجا اور فرمایا یہ پن لو میرا اور تمہارا پیر ایک ہی ہے۔ میں نے پن لیا کیونکہ میرا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا یہ سب کچھ برکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت بابرکت کا اثر تھا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

کسی شخص نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میرا کو تشریف لے جاتے ہیں تو بہت سے احباب ساتھ ہوتے ہیں گرد و غبار اڑ کر حضرت صاحب پر پڑتا ہے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں ہو لیتے ہیں اور حضرت کا سر اور چہرہ مبارک گرد آلود ہو جاتا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام بعد نماز مغرب حسب معمول شہ نشین پر مسجد مبارک میں بیٹھے سب احباب مثل ستاروں کے پروانہ دار کوئی چھت پر لوہر کوئی شہ نشین پر بیٹھ گئے آپ چودھویں رات کے چاند کی طرح معلوم ہوتے تھے بسبیل گفتگو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب میرا کو تشریف لے جاتے ہیں آپ کو گرد و غبار کے اڑنے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے اور آپ کا چہرہ اور کپڑے سب گرد آلود ہو جاتے ہیں آپ ان لوگوں کو منع فرماویں کہ ساتھ نہ چلا کریں صرف آپ ایک دو آدمی کو ہمراہ لے جایا کریں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک آیت قرآن شریف پڑھی جو مجھے اس وقت یاد نہیں رہی اور

☆ خدا کا شکر ہے کہ مولانا شیخ عبدالرحمان فاضل مصری نے وہ آیت مجھے بتادی اور وہ یہ ہے جو سورہ رعد میں ہے۔ لَمْ يُمْسِكْ مِنْ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنْ سَنَابِلِ الْغُلَبِ يَوْمَ يَوْمِ الْفَتْحِ

فرمایا کہ اس آیت میں مراد فرشتوں سے آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں جو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے آپ کے پاک کلمات سننے کے شوق میں دوڑتے چلتے تھے اسی طرح سے میرے اصحاب فرشتے ہیں جنہوں نے مجھے صدق دل سے قبول کیا ہے اور میری باتوں کو بڑے شوق سے کان لگا کر میرے آگے پیچھے دائیں بائیں دوڑ دوڑ کر سنتے ہیں ہدایت پاتے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی تکلیف نہیں بلکہ بہت بڑی خوشی ہے میں ان کو اس بات سے روک نہیں سکتا۔ یہ خدا کا فعل ہے خدا نے ہمیں بھی فرمایا ہے وَلَا تَسْمِعُ مِنَ النَّاسِ لَوْ كُنَ لَكُمْ مَلَأَاتِ مِنْ هِرْكَزَنَ تَهْكَ جَانَا۔

محمد اسلعل سرساوی جو ہمارا ہم وطن اور ہم محلہ ہیں اور کچھ شاعر بھی پہلے تو مجھ سے بڑی محبت تھی جب قادیان کا ذکر سنا تو مجھ سے متفر ہو گئے چونکہ ختم سعادت دل میں تھا اس نفرت میں دعائیں کرتے رہے کہ الہی اگر پیر صاحب راہ راست اور حق پر ہیں تو مجھے انکے رنگ میں رنگیں کر اور مجھے توفیق دے کہ میں بھی یہی راہ اختیار کروں اور جو الہی تیرے نزدیک راہ راست اور حق پر نہیں تو ان کو اس سے ہٹا دے اور ہدایت کر درحقیقت یہی سچے دل سے دعا نکلی ہوئی کارگر ہو گئی اور خدا نے راہ راست دکھادی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا کی۔ ایک روز ایسا ہوا کہ سورہ کافرون کی آیت لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِیْ دِیْنِ کے انہوں نے وہ معنی کئے جو غیر احمدی کیا کرتے ہیں جو منافقت کا رنگ پایا جاتا ہے کہ تمہارا دین تمہیں نصیب رہے اور ہمارا دین ہمیں نصیب رہے تم اپنے دین پر قائم رہو ہم اپنے دین پر رہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ بد نصیبی اور نا سنجی سے منسوخ بھی بتلاتے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں کہ جس سے اسلام اور قرآن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے تمام مقاصد درہم برہم ہو جاتے ہیں اور ناخ و منسوخ کے مسئلہ سے معاذ اللہ خدا کی بے علمی ثابت ہوتی ہے اور اس کی صفت علم پر بد نما وجہ لگتا ہے۔ خیر میں نے وہ معنی کئے جو اللہ

تعالیٰ کی شایان شان اور اسلامی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی منشا اور مقاصد کے مطابق تھے جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے سنے تھے۔ میں ان دونوں کو مختصر طور سے جہاں تک مجھے سمجھ اور میرے قلم میں طاقت ہے لکھتا ہوں تاکہ کسی اہل دل اور سعید و رشید روح کو فائدہ پہنچ جائے۔

پہلے میں مولانا محمود و مرحوم کے معنی لکھتا ہوں جو لف و نشر مرتب کے طور پر موزوں ہیں۔ فرمایا اس آیت کو منسوخ بتانا خدا کی شان اور اس کی علم صفت کے منافی ہے قرآن شریف میں کوئی آیت نہ منسوخ ہے اور نہ اس کی ناسخ ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلی نے کئی سو آیتوں میں سے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ مانا ہے ہم کہتے ہیں کہ جس دلیل سے وہ کئی سو آیتیں منسوخ نہیں مانی جاسکتیں اسی دلیل سے یہ پانچ بھی منسوخ نہیں ٹھہر سکتیں۔ من جملہ ان پانچ آیتوں کے ایک یہ بھی آیت ہے جو سورہ بقرہ میں ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مِمَّا عَالَمُوا الْحَوَالِ غَيْرِ إِخْرَاجِ اور اس آیت کی ناسخ اس آیت کو بتایا ہے جو اسی سورہ کے اس رکوع کے ساتھ ہی کے پہلے رکوع میں ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ان دونوں آیتوں کو ناسخ و منسوخ کی یہ وجہ بتائی ہے کہ چونکہ پہلی آیت میں ایک سال کی بیوہ کے واسطے عدت ٹھہرائی تھی اس دوسری آیت سے ایک سال کو منسوخ کر کے صرف چار مہینے دس دن کی میعاد عدت کی مقرر کی اگر ایک آیت کو دوسری آیت کی ناسخ نہ مانی جائے تو تقاض لازم آتا ہے اور تقاض اور اختلاف قرآن میں جائز نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں کو ناسخ و منسوخ سے کوئی تعلق نہیں دوسری آیت میں چار مہینے دس دن عدت کے مقرر کئے ہیں اور پہلی آیت ایک سال کی رخصت دی گئی ہے کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ایک سال تک ٹھہرنا پڑے تو

کوئی حرج نہیں بلکہ رخصت اور اجازت ہے۔

اسی طرح لُکْمٌ دِیْنُکُمْ وَلِیْ دِیْنِ کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے کروت اور اعمال کی سزا تم کو بھگتنی پڑے گی اور ہمارے اعمال کی ہم کو جزا ملے گی اور ہم فتح یاب اور کامیاب ہوں گے اور تم ناکام و نامراد ہو گے چنانچہ تمام قرآن شریف مومنوں کی فلاح و کامیابی اور کافروں اور مشرکوں کی ہزیمت اور ناکامی و نامرادی سے بھرپرا ہے۔ سورۃ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ اور سورۃ تَبَّتْ یَدَا میں بھی یہی بیان کیا یہاں زَايَتْ النَّاسَ یَدُ خُلُوْنٍ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَا جَا میں ولی دین کی تشریح کی اور تبّت ید میں مخالفوں کی حالت کی پیچھوٹی کی کہ ہر ایک شخص جو ابولہب کی خاصیت اور صفت رکھتا ہے وہ ابولہب ہے اور وہ مومنوں کے مقابل نیست و نابود اور خوار و ذلیل کیا جائے گا پھر اس کے بعد قل ہو اللہ احد یعنی سورۃ اخلاص رکھی اور فرمایا کہ آخری زمانہ میں وَلَدُ اللّٰہِ کہنے والے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہی پکاریں گے یہ ایک پیچھوٹی عظیم الشان ہے جو اس آخری زمانہ میں پوری ہوگی اسی کے مطابق وہ حدیث ہے کہ آخری زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب ہوگا یعنی توحید الہی کا ڈوبا ہو سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قرآن شریف میں ناسخ و منسوخ ہرگز جائز نہیں لُکْمٌ دِیْنُکُمْ وَلِیْ دِیْنِ کو جو لوگ منسوخ بتاتے ہیں وہ سمجھتے نہیں چونکہ اس سورۃ کا نام سورۃ التفریق بھی ہے کہ یہ مومنوں اور کافروں میں فرق بتانے والی اور امتیاز پیدا کرنے والی سورۃ ہے کہ اب ہم میں اور تم میں یہ کھلا اور بین امتیاز اور فرق ہے کہ جس خدا کے ہم پوجنے والے اور عابد ہیں تم اس کے نہیں اور جنکی تم عبادت کرتے ہو ہم انکی عبادت نہیں کرتے اور یہ ہمیشہ کے واسطے تفرقہ ہو گیا ہے۔ ہمارے اعمال توحید اور تفرید الہی سے ہمارا جسم اور روح بھرپور ہو گیا ہے اور تم میں شرک اور غیر خدا کی عبادت رچ گئی ہے پھر کیونکر ہمارا تمہارا ریل میل اور صفائی ہو سکتی ہے ہمارا خدا ہمارا معبود

وہ ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے قدرت اس میں خالقیت اس میں رحمانیت رحیمیت اس میں قدوسیت اس میں اپنے پیاروں اور برگزیدوں سے کلام کرنے کی صفت اس میں غرض ہمہ صفت موصوف ہے اور تمہارے معبود باطل اور کسی صفت سے بھی متصف نہیں ان سے تو انسان ہی بہتر اور اولیٰ تر ہے وہ اس سے بھی گئے گذرے ہیں لَکُمْ دِیْنُکُمْ تَمَّ اس نظارہ کو اس حقیقت کو چند روز میں دیکھ لو گے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھگتو گے یہ بت وغیرہ تمہاری کوئی مدد کوئی نصرت نہیں کر سکتے فرمایا جس خدا کو آنحضرت ﷺ پیش کرتے تھے کفار مکہ اس خدا کو نہیں مانتے تھے اگرچہ وہ خدا کو مانتے تھے مگر بے کار کو اسی وجہ سے وہ شرک میں گرفتار ہو گئے انہیں کے مقابلہ اور بطلان پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور سورۃ الفیل نے بتا دیا کہ آنحضرت ﷺ کا وجود باوجود بیت اللہ ہے اور تم لوگ اصحاب فیل کی طرح ہو اور تمہارے معبود فیل اور اور اصحاب فیل سے بھی کمزور۔ خدا تعالیٰ نے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیْ دِیْنِ سے واضح کر دیا کہ تم اور وہ جن کی تم پر ستم کرتے ہو بیچ اور ناکارہ ہیں۔

ری ناسخ و منسوخ ان لوگوں نے اپنی ناسمجھی سے بنالیا۔ قومی یا وقتی ناسخ و منسوخ تو جائز ہے۔ جیسے ایک بچہ ہے اس کے کپڑے جوانی میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔ ایک پاجامہ جس کا رومال نہیں ہوتا اور آگے پیچھے کھلا پیشاب پاخانہ کے واسطے ہوتا ہے بڑے ہو کر اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے اور جوان آدمی ایسا پاجامہ نہیں پسند کرتا اور پنتا۔ اسی طرح گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں منسوخ ہو جاتے ہیں اسی سے سمجھ لو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنی تعلیمیں تھیں وہ وقتی اور زمانی تھیں۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کی تعلیم کل عالم اور قیامت تک کے لئے ہے اس صورت میں ناسخ و منسوخ کو کیا تعلق ہے۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیْ دِیْنِ میں مومن و مشرک کا کھلا فرق بتایا ہے۔ اسی طرح اور بعینہ اسی طرح خدا نے ہمیں بھیجا

تاکہ سچے خدا کو پیش کیا جائے سو ہم جس خدا کو منواتے ہیں آجکل لوگ اس خدا کو نہیں ماننا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت ہندوؤں نے تو کروڑوں خدا بنائے اور آریوں نے توحید کا بظاہر دم مار کر خدا نکمنا ثابت کر کے ذرہ ذرہ کو خدا بنالیا۔ اور مسلمانوں میں جو مقلد ہیں انہوں نے بھی بزرگوں کو خدا بنالیا اور جو اہل حدیث یا مؤحد کہلاتے ہیں انہوں نے بجائے تثلیث کے تریج بنالی یعنی چار خدا ایک تو خدا دوسرا خدا و جال تیسرا خدا صبح چوتھا خدا شیطان۔ اس تریج میں مقلد غیر مقلد یکساں ہم عقیدہ ہیں۔ مولوی غوث علی صاحب پانی پتی اور ان کے مرید شیطان کو سلطان المؤمنین کہتے تھے اور کفر و اسلام میں کوئی فرق ہی نہیں رکھتے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے انہوں نے جو گیوں سنیا سیوں سے تعلیم پائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نفرت سے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال سچ یہ ہے کہ ان کے دل مسخ ہو گئے اور ان کی روح مر گئی یہ اسلام کو سمجھتے ہی نہیں ان کو اسلام کی تعلیم کی کچھ خبر ہی نہیں۔

یہ باتیں سن کر اسماعیل کی آنکھیں کھل گئی اور یکدم اس میں تبدیلی ہو گئی میں جو سینہ پر ہاتھ باندھتا تھا ایک دن مجھ سے پوچھا کہ حضرت صاحب یعنی مسیح موعود علیہ السلام کہاں ہاتھ باندھتے تھے میں نے کہا سینہ پر پس اسی روز سے میاں اسماعیل نے بھی سینہ پر بلا خوف ہاتھ باندھنے شروع کئے دل چلا اور ذہن تو تھا ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں اور کلمات طیبات شوق سے سننا شروع کر دیا اور تبلیغ بھی شروع کر دی جو ملتا اسی کو تبلیغ کرنی اپنے اوپر لازم کر لی لوگ کچھ مخالفت کرتے اور کچھ ہنستے۔ پھر میرے ساتھ قادیان آ پہنچا اور اکثر آپ کے پس پشت بیٹھ کر مونڈھے اور گردن اور بازو دبایا کرتا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک روز کہا کہ ایسا مت کیا کرو حضرت صاحب کو تکلیف پہنچتی ہے آپ شفقت و مہربانی سے منع نہیں کرتے ہوں گے مولوی صاحب موصوف نے از خود منع نہیں کیا بلکہ یہ تحریک مولوی برہان الدین صاحب جملی مرحوم نے کی

تھی حضرت اقدس علیہ السلام جب بعد نماز مغرب حسب معمول مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ کی شہ نشین پر رونق افروز ہوئے تو میاں اسماعیل اپنی عادت کے موافق آپ کے پیچھے بیٹھ کر مونڈھے بازو گردن دبانے شروع کئے اور عرض کیا کہ حضرت آپ کو میرے یہاں آپ کے پیچھے بیٹھنے اور دبانے سے تکلیف ہوتی ہے اگر تکلیف ہوتی ہے تو نہ بیٹھا کروں۔ فرمایا کیوں نہیں بیٹھا کرو ہمیں تکلیف نہیں ہوتی پھر عرض کیا کہ حضرت بعض دوستوں کو خیال ہے کہ حضور کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ انکو خیال تکلیف کا ہوتا ہے ہمیں تکلیف نہیں ہوتی ہمیں تمہارے اخلاص اور عقیدت سے دبانے سے آرام پہنچتا ہے۔

عزیز مذکور کو یہ خیال ہوا کہ نماز میں حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس جماعت میں کھڑا ہوں اور بالاتزام ایسا ہی کیا کہ حضرت اقدس کے پاس ہی کھڑا ہوتا ایک دن بعد نماز دوران گفتگو میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض دوستوں کے حالات ہمیں کشف سے اللہ تعالیٰ معلوم کر دیتا ہے اس روز سے میاں اسماعیل آپ سے علیحدہ کھڑے ہونے لگے کہ خدا جانے بشری کمزوری سے کیا کیا حالات اور خیالات پیدا ہو جائیں اور حضرت صاحب کو معلوم ہو جائے تو خواہ مخواہ شرمندگی ہو یہ اس عزیز کا زرا خیال تھا یہ لوگ بڑے پردہ پوش ہوتے ہیں اور ان کو تو اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی بلکہ کسی کیلئے خطرہ معلوم کرنے پر اس کے لئے دعائیں اور توجہ کرتے ہیں پاس کھڑے ہونے سے بیٹھنے سے بڑے ہی فوائد ہیں اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ حضرت اقدس کی صحبت اور پاس بیٹھنے ساتھ چلنے پاس کھڑے ہونے سے بڑے فوائد پہنچے اور خطرات دفع ہوئے جنکو میں لکھوں گا اور کچھ اول حصہ اور کچھ اس میں لکھ چکا ہوں۔

اسی عزیز مذکور نے ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور امام کے پیچھے نماز میں الحمد کے بعد اگر کوئی سورۃ یا آیت پڑھ لیا کریں تو کچھ حرج تو نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں۔

ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب صاحبزادہ حضرت مخدومنا میرنا صرنواب صاحب اور عزیز مذکور میاں اسماعیل سرسادی دونوں مل کر اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں جاتے آپ دیکھ کر فرماتے اسماعیلین پھر یہ دونوں آپ کے پائے مبارک وہاں بیٹھ جاتے۔

میاں جان محمد صاحب مرحوم اور گلاب نجاریہ پرانے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے ہم عمر یا غالباً کچھ بڑے تھے وہ بیان کیا کرتے تھے اب وہ فوت ہو گئے اور ایک ضعیف العمر ہندو جاٹ جو حضرت اقدس علیہ السلام سے بیس برس بڑا تھا اور قادیان سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا رہنے والا تھا جو وہ بھی مدت ہوئے فوت ہو گیا میں نے اس کو بہت ضعیف اور سفید ریش دیکھا ہے وہ اپنے گاؤں کا نمبر دار بھی تھا یہ تینوں حضرت میرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور میرزا غلام قادر صاحب مرحومین کی خدمت میں بچپن سے بہت رہے ہیں تا وقتیکہ ان دونوں صاحبان نے وفات پائی سوائے ان کے اور لوگوں سے اور بڑھیا عورتوں سے میں نے یوں سنا ہے اور مجھے سننے اور آپ کے حالات دریافت کرنے کا شوق بھی تھا۔ ان سب کا متفق اللفظ یہ بیان ہے کہ مرزا غلام احمدؒ اپنے بچپن کے زمانہ سے اب تک جو چالیس سے زیادہ ہو گئے نیک بخت اور صالح تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے سوائے یاد الہی اور کتب بینی کے آپ کو کسی سے کوئی کام نہ تھا کھانا بھیج دیا تو کھالیا کپڑا بنا کے دیدیا تو پہن لیا اور اپنے والدین کے دنیاوی معاملات و امور میں فرماں بردار اور انکے ادب اور احترام میں فرد گزاشت نہیں کرتے تھے بچپن میں جو کبھی بچوں میں کھیلتے تو کوئی شرارت یا جھوٹ یا فریب نہ کرتے نہ مار پیٹ اور شور کرتے ہاں کئی بار ایسا ہوا کہ کسی لڑکے کی بھوک محسوس کرتے تو والدہ سے روٹی لا کر دے دیتے خود حضرت اقدس نے ایک بار اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا:۔۔۔ ایک لڑکا بھوک سے مضطرب تھا اور روٹی کا وقت بھی گذر چکا تھا۔ والدہ صاحبہ گھر نہیں تھیں۔ ہم نے چپکے سے میر بھر کے قریب دانے (غلہ) نکال کر اس کو دے دیئے تاکہ وہ بھنا کر اپنا پیٹ بھر لے۔ پھر آپ یہ

بات بیان کر کے ہنستے رہے ایک دفعہ ذکر میں ذکر آیا تو فرمایا کہ آج تک ہم نے کسی کو تھپڑ تک نہ مارا ہے اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ جب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے کوئی رئیس یا حاکم ملنے کے لئے آتا تو وہ دریافت کر تا کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب سے تو ملاقات ہو جاتی ہے اور وہ ملتے جلتے رہتے ہیں لیکن سنتے ہیں کہ آپ کے اور بھی ایک صاحبزادہ ہے ان سے کبھی ملاقات ہوئی اور نہ دیکھے ان کو بلو او تو سہی دیکھ ہی لیں جناب میرزا صاحب فرماتے کہ ہاں میرا دو سرا لڑکا غلام قادر سے چھوٹا ہے تو سہی پر وہ تو الگ ہی رہتا ہے وہ ایک دلہن ہے لڑکا نہیں لڑکی ہے شرم سے کسی سے ملاقات نہیں کرتا میں بلواتا ہوں اُن میں سے جنکا ذکر اوپر لکھ چکا ہوں جو حاضر ہوتا بلوانے کے لئے بھیجتے پس آپ نظر پر پشت پا دوختہ والد کے پاس ذرا فاصلہ سے آکر آنکھیں نیچی کر کے بیٹھ جاتے اور یہ عادت تھی کہ بایاں ہاتھ اکثر منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ بولتے اور نہ کسی کی طرف دیکھتے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے کہ آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا۔

خاکسار ایک لمبے عرصہ تک حضرت اقدس علیہ السلام کی صحبت میں رہا اور خلوت و جلوت میں آپ کے پاس رہنے کا بالاتزام اتفاق رہا یہی آپ کی عادت شریف دیکھی کہ بایاں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بیٹھتے کبھی آنکھ ملا کر کسی سے بات نہ کرتے اگر ہمارا منہ کسی اور طرف یا نیچے اوپر ہوتا تو آپ ہماری طرف دیکھتے اور جب ہم آپ کی طرف دیکھتے تو فوراً آنکھ نیچی کر لیتے آپ میں ایسی شرم تھی جیسے کنواری لڑکیوں میں ہوتی ہے کسی کی بات کاٹ کر بات نہ کرتے تھے۔

وہ معمر ہندو جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ایک روز قادیان میں آیا ہم بہت سے آدمی گول کمرہ میں کھانا کھا رہے تھے محمد اسماعیل سرسادی کھانا کھلاتے تھے ہم سے اس نے کہا کہ مرزا جی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہاں ہیں ہم نے کہا وہ اندر ہیں اس نے کہا بلا دو۔ اسماعیل نے کہ ہم اب غیر وقت نہیں بلا سکتے آپ

کسی کام میں مشغول ہیں جب وہ اپنے وقت پر تشریف لائیں گے دیکھ لینا یا مل لینا جب اس نے معلوم کیا کہ یہ نہیں بلائیں گے تو خود ہی بید ہڑک آواز دی کہ مرزا جی کہاں ہو باہر آؤ۔ حضرت اقدس علیہ السلام برہنہ سرا سکی آواز سن کر باہر تشریف لائے اور اس کی صورت دیکھ کر تبسم فرمایا اور پوچھا سردار صاحب اچھے ہو راضی ہو خوش ہو بہت روز میں ملے اس نے کہا ہاں میں خوش ہوں بڑھاپے نے ستار کھا ہے چلنا پھرنا دشوار ہے اور پھر کھیت کیا رکام ہے اس سے فرصت نہیں ملتی ہے مرزا جی تمہیں وہ باتیں پہلی بھی یاد ہیں کہ تمہارے والد تم کو کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا غلام احمد ستیر ہے (مسجد کلا اور ہندوستان میں بہت نماز پڑھنے والے کو مسجد کا مینڈھا حقارت سے کہا کرتے ہیں) نہ نوکری کرتا ہے نہ کھاتا ہے چل تجھے کسی گاؤں کی مسجد میں مقرر کرادوں دس من دانے (اناج) تو خور و نوش کے لئے کمالیا کرنا۔ دیکھو میں تمہیں بلا کر آپ کے والد کے حکم سے لایا کرتا تھا اور آپ کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اور سب کام چھوڑ چھاڑ کر چلے آتے آج وہ زندہ ہوتے یہ موج یہ لہر بہر دیکھتے کہ یہ دہی ہے جس پر ہم افسوس کیا کرتے تھے کیسا باوشاہ بنا بیٹھا ہے اور سینکڑوں آدمی دور دور سے آتے ہیں اور تمہارے در کے غلام اور سلامی یہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں ہر طرح کے سامان ہیں جو لوگوں کی نظروں میں حقیر تھا آج وہ معزز اور عظیم الشان ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہمیں سب باتیں یاد ہیں یہ سب کچھ خدا کا فعل ہے ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اس کی باتوں کو سن کر ہنستے رہے اور فرمایا ٹھہرو تمہارے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ اندر مکان میں تشریف لے گئے اور میں اس کو اپنے قیام کی جگہ لے گیا اور آرام سے بٹھا کر کہا کہ یہ باتیں تو تمہاری میں نے سن لیں کچھ اور باتیں حضرت اقدس علیہ السلام کی سناؤ تم پرانے آدمی ہو۔

اس نے کہا میں کیا کیا باتیں مرزا جی کی سناؤں ایک دفتر لکھنے کو چاہئے میں ان

کی پیدائش کے زمانہ سے پہلے کا ہوں اور میں نے ان کو گود میں کھلایا ہے۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا شرارت فساد جھوٹ گالی کبھی اس میں نہیں ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو ست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا سوائے الگ مکان میں رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں تھا نہ کسی کو مارا نہ آپ مار کھائی۔ نہ کسی کو برا کہا نہ آپ کو کھلوایا ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی۔ نہ کہیں آتا نہ جاتا نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا اگر ہم نے کبھی کوئی بات کسی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے تم عقل پکڑو کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو یہ سن کر خاموش ہو رہتے آپ کے والد مجھے کہتے نمبردار جا غلام احمد کو بلا لاؤ اسے کچھ سمجھا دیں گے میں جاتا بلا تا والد کا حکم سن کر اسی وقت آجاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے بیٹا غلام احمد ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے تم کیا کر کے کھاؤ اس طرح سے زندگی کب تک گزارو گے تم روزگار کرو کب تک دلہن بنے رہو گے خورد و نوش کا فکر چاہئے دیکھو دنیا کماتی کھاتی بیٹی ہے کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیباہ ہو گا بیوی آوے بالک بچے ہوں گے وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے ان کا تعد تمہارے ذمہ ہو گا۔ اس حالت میں تو تمہارا بیباہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کچھ ہوش کرو اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ میں کب تک بیٹھا رہوں گا بڑے بڑے انگریزوں افسروں حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں میں تم کو چٹھی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو میں خود جا کر سفارش کروں تو مرزا غلام احمد کچھ جواب نہ دیتے وہ بار بار اسی طرح کہتے آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا بھلا بتلاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب

العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا ملتا ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کمالیتا مگر میں کیا کروں یہ تو ملاگری کے بھی کام کا نہیں ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں چالاک آدمیوں کا ہے۔ پھر آب ویدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے یہ شخص زمینی نہیں آسمانی، یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے یہ بات کہہ کے وہ بڑھا ہندو بھی چشم پر آب ہو کر کہنے لگا کہ اب مرزا غلام مرتضیٰ زندہ ہوتا اور اس کا یہ عروج اور ترقی کا دیکھتا کہ دنیا کے عقلمند اور مولوی ملا اس کے در کے محتاج ہیں اور خدا نے وہ مرتبہ اس کو دیا اور اپنا وہ جلوہ قدرت دکھایا کہ سب کی عقل اور علم اس کے آگے بچھ ہیں۔ خاکسار کہتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے نہ گھٹایا نہ بڑھایا صرف اس کی زبان پنجابی کا ترجمہ کیا ہے۔ مفہوم بعینہ وہی ہے جو اس نے بیان کیا۔

بعض آدمیوں کی زبانی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور چلی آتی ہے کہ کوئی عالی شان انسان ہمارے خاندان میں پیدا ہو گا شاید وہ یہی ہو یعنی مرزا غلام احمد (علیہ السلام)۔

میں دارالامان سے بٹالہ کسی کام کو گیا اور حضرت اقدس علیہ السلام سے اجازت طلب کی فرمایا جاؤ اور بیس روپیہ دے کہ اس کا سودا لیتے آنا۔ میں نے تمام سودا خرید شاید دو روپیہ بچ گئے واپس قادیان کو آتے ہوئے یکے میں ایک ہندو بھی سوار ہو لیا وہ بھی قادیان کو آتا تھا لیکن اس کو کسی دوسرے گاؤں آگے جانا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جانتے ہو

اس نے کہا میں خوب جانتا ہوں اور تم سے زیادہ واقف ہوں میں نے کہا کہ کوئی ایسی بات آپ کو معلوم ہو کہ جس سے اچھا برا جو کچھ بھی حال ہو معلوم ہو جائے اس نے کہا کہ میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے (علیہ السلام) میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں۔ سچا۔ امانت دار۔ نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے آپ دکھا رہا ہے اگر ایسے ہی لوگوں میں پرمیشور اوتار نہ لے تو پھر کس میں اپنا روپ دھار کر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ یہ الفاظ اسی کی زبان کے ہیں میں نے نوٹ کر لئے تھے۔ میں جب قادیان آیا اور آپ کو وہ سودا دے کر جو آپ نے منگایا تھا دو روپیہ بھی دیدئے فرمایا یہ کیسے میں نے عرض کیا کہ سودا میں سے بچ گئے ہنس کر فرمایا تم نے صاحبزادہ صاحب کیوں نہ خرچ کر لئے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس خرچ تھا۔ پھر میں نے حساب دینا چاہا فرمایا حساب دو ستاں و ردل ہم دوستوں سے حساب نہیں لیا کرتے اور نہ یہ ہمارا کام ہے۔ میں نے پھر اس ہندو کا واقعہ سنایا فرمایا۔ ہاں ہم خوب اس سے واقف ہیں۔

جب خاکسار پہلے پہل حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مجدد ہونے کا دعویٰ تھا میں آپ کو مجدد لکھتا اور غوث و قطب بھی جب آپ کی زبان مبارک سے محدث کا لفظ سنا تو مجدد اور محدث لکھنے لگا اور جب مسیح موعود کا دعویٰ آپ نے کیا تو وہ دونوں لفظ چھوڑ کر مسیح موعود اور نبی اللہ یا رسول اللہ لکھنے لگا خواہ میں جے پور دہلی ہانسی حصار الور۔ شملہ۔ لدھیانہ وغیرہ میں ہو یا قادیان میں یا کہیں اور یا اپنے وطن میں غرض کہیں ہوتا۔ اندر کا القاب ہمیشہ میرا یہ ہوتا تھا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیُّ اللہ اور یا اس طرح الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللہ اور لفافہ پر اس طرح لکھتا بشرف

لاحظہ حضرت اقدس مسیح موعود نبی اللہ اور یا اس طرح خدمت مبارک حضرت اقدس مسیح موعود رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان شریف پنجاب میں نے کبھی آپ کا نام عریضہ میں یا لغائفہ پر کبھی نہیں لکھا یہ میں خلاف ادب سمجھتا تھا۔ بعض ہمارے مریدوں اور رشتہ داروں نے اعتراض بھی کیا کہ نبی اللہ رسول اللہ نہیں لکھنا چاہئے بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ مجدد مت لکھو چونکہ تم دو لاکھ آدمیوں کے پیشوا اور مرشد ہو مرزا صاحب کو یہ سند ہاتھ آجائے گی میں نے یہی جواب دیا کہ تم بیوقوف ہو جب خدا تعالیٰ نے یہ منصب آپ کو عطا کیا ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور ہمارا لکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے یہ تمہارا خیال خام اور ناقص ہے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو محبت کے پیرایہ میں یہ ختم لکھا۔

یوں تو جو چاہو مجھے کہہ لو نہیں کچھ اس کاغذ پوچھتے کیا ہو مرا مذہب حنیف حرم میں نہ کافر ہوں نہ مشرک ہوں محمد کی قسم رند مشرب کیشم واحد پرستی میکنم زابداں مغذور داریدم کہ انیم مشرب است

اس کے لکھنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک مولوی صوفی مشرب نے مجھے لکھا تھا کہ تمہارا مشرب کیا ہے لوگ تمہیں کافر اور مشرک کہتے ہیں میں نے اس کے جواب میں یہی ختم لکھا تھا پھر میں نے حضرت کی خدمت میں یہی ختم لکھا میں اس زمانہ میں اپنے وطن سرسارہ تھا۔

میں نے ڈیڑھ ہزار کے قریب چھوٹے بڑے خط لکھے سب میں یہی القاب لکھا کرتا تھا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ ڈیڑھ ہزار خطوں کا لکھا جانا شاید کسی کو جھوٹ معلوم ہو سوجانا چاہئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ جب سیر کا وقت ہو ہمیں یاد دلادیا کرو تو ایک رقعہ روزانہ تو یہ ہو گیا اھ سے کہ جب خسوف و کسوف رمضان کے مہینہ میں ہو اور ایک سال قبل وفات تک۔

میں ۹ھ میں قادیان بالکل ہی آگیا اور اس سے پہلے میں جہاں رہا آٹھویں دسویں دن عریضہ لکھتا رہا اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتابوں کا میں مہتمم تھا روزانہ دو دو تین تین عریضے لکھتا رہا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے خطوں کا جواب بھی میں لکھتا رہا کبھی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آتے وہ جواب دیتے ورنہ میں ہی ڈاک کا منتظم اور جواب دینے پر مامور رہا دن میں کئی کئی رقعے لکھنے پڑتے تھے سب میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا نبی اللہ لکھا کرتا تھا اور جو مہمان آتا اس کی اطلاع بھی بذریعہ رقعہ دی جاتی اور آپ کبھی باہر تشریف لے آتے اور کبھی مہمان کو اندر بلا لیتے غرض جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے۔

ایک شخص بمبئی سے میمن سیٹھ آیا اور پانچ سو روپیہ نقد لایا اور آتے ہی مجھ سے کہا کہ میں حضرت کی زیارت کی غرض سے آیا ہوں اور ابھی واپس جاؤں گا زیادہ مجھے فرصت نہیں ابھی اطلاع کر دو کہ آپ باہر تشریف لاویں اور میں زیارت کر لوں۔ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رقعہ لکھا اور سارا حال اس شخص کا لکھ دیا آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ صابزادہ صاحب ان کو کہہ دو کہ ہمیں اس وقت دینی کام ہے ہم اس وقت نہیں مل سکتے ظہر کی نماز کے وقت انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اس سیٹھ نے کہا کہ مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں ظہر تک ٹھہروں میں نے پھر لکھا کہ وہ یوں کہتا ہے پھر آپ نے جواب نہ دیا اور وہ چلا گیا ظہر کے وقت جب حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں رونق افروز ہوئے بعد نماز ایک شخص نے ذکر کیا کہ ایک میمن سیٹھ بمبئی سے حضور کی زیارت کے لئے آیا تھا اور پانچ سو روپیہ نذرانہ لایا تھا۔ فرمایا ہمیں اس کے روپیہ کی کیا غرض جب اس کو فرصت نہیں تو ہمیں کب فرصت ہے جب اس کو خدا کی غرض نہیں تو ہمیں دنیا کی کیا غرض ہے۔

میرا مطلب اس جگہ رقعوں کی تعداد کی طرف ناظرین کو توجہ دلانے کا ہے اور نیز یہ مقصد ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی بھی اشارۃً یا کنایۃً یا

کھول کر یہ نہیں فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب نبی اور رسول ہمیں مت لکھا کرو۔

شیخ یوسف علی تثنائی مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ آپ کے قدموں کو مسجد مبارک میں بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ منع ہے ایسا نہیں چاہئے تو اس ایک فعل کو آپ نے ناجائز سمجھ کر منع فرمایا اور میں بار بار برسوں یا نبی اللہ یا رسول اللہ آپ کو لکھتا رہا کبھی بھی منع نہ فرمایا۔

ایک شخص ضعیف العمر جواب دہ بھشتی مقبرہ میں مدفون ہے اپنی موت سے چند روز پہلے گول کمرہ کے سامنے کچھ دن کے لئے اپنے وطن مالیر کو ٹلہ جانے کی اجازت طلب کر رہا تھا شیخ غلام احمد صاحب و اعظم مولوی محمد علی صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم میاں غلام حسین صاحب رہتاسی حال قادیان اور خاکسار اور اور احباب بھی تھے۔ آپ نے فرمایا اب تم ضعیف ہو گئے اور بیمار بھی ہو مت جاؤ زندگی کا اعتبار نہیں اس نے کہا تو خدا کا رسول ہے تو سچا رسول ہے تو بے شک خدا کا رسول ہے میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور صدق دل سے تجھے خدا کا رسول مانتا ہے میں تیری نافرمانی اور حکم عدولی کو کفر سمجھتا ہوں بار بار یہ کہتا تھا اور دایاں ہاتھ اٹھا کے اور انگلی سے آپ کی طرف اشارہ کر کے بڑے جوش سے کہتا تھا اور آپ اس کی باتوں کو سن کر بار بار ہنستے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ بس اب آرام کرو اور یہیں رہو جانے کا نام مت لو۔ اس کی آنکھوں سے پانی جاری تھا یہ کہتا ہوا مہمان خانہ کو لوٹا کہ اللہ کے رسول کا فرمانا بچشم منظور ہے۔

ایک صوفی سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہل قبور سے باتیں کر سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں اس سے باتیں کر کے اس کا حال و ریافت کریں اور بتاویں ورنہ میں بتلا دوں گا میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا اور وہ خط دکھایا آپ اس خط کو ہاتھ میں لے کر بہت ہنسے اور فرمایا جو حسی و قیوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اس کو مردوں سے باتیں کرنے کی کیا غرض ہے یا یہ فرمایا کہ کیا مطلب

ہے مردوں سے مردے باتیں کریں اور زندوں سے زندے ہم زندہ ہیں ہمارا مذہب اسلام زندہ ہے ہمارا خدا حسی و قیوم زندہ خدا ہے۔

ایک بڑے مشہور و معروف سجادہ نشین صوفی نے مجھے لکھا کہ قادیان میں تم نے جا کر کیا لیا۔ کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی خواب میں کی ہے یا مرزا صاحب نے کبھی زیارت کرائی ہے مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ایک رات میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کرا دیتا ہوں آؤ میرے پاس آؤ میں نے یہ خط حضرت اقدس علیہ السلام کو دیا۔ اور یہ عرض کیا کہ میں نے اس کا یہ جواب لکھا ہے کہ تم تو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کرانے کے مدعی ہو۔ ہم پانچ وقت تو بلا ناغہ رسول اللہ کی زیارت پچشم سر کرتے ہیں جس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خواب میں تو شک کی بہت گنجائش ہے چونکہ ہمیں آپ کی پانچ وقت نماز میں اور اس کے دوسرے وقتوں میں زیارت ہوتی ہے یہ جواب ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور سچ ہے بے شک صاحبزادہ صاحب لکھدو اور قطعی طور پر لکھدو۔ ہمارا وجود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے اور خدا نے خود ہمیں رسول فرمایا ہے اور یہ بھی لکھ دو کہ خواب میں تو شیطان کا بھی دخل ہوتا ہے پھر فرمایا یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صورت مبارک پر شیطان نہیں بن سکتا مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے آپ کو دیکھا اور جنہوں نے نہیں دیکھا شیطان ان کو دھوکا دے سکتا ہے اور یہ بھی لکھو کہ تمام قرآن شریف پڑھ کر دیکھ لو یہ ذکر کہیں نہیں پاؤ گے کہ کسی نبی و رسول کی خواب میں زیارت کرنی چاہئے اور نہ یہ ضروری ہے ہاں قرآن شریف ایمان اور تقویٰ اور عبادت سے بھرا پڑا ہے کہ ایمان لاؤ تقویٰ اختیار کرو اور امر کے پابند رہو اور منہای سے رکے اور بچتے رہو کوئی آیت قرآن شریف میں ایسی نہیں جس میں فرمایا گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی یا پیغمبروں کی خواب میں زیارت کرو۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ بרכת متابعت آنحضرت ﷺ آپ کی یا کسی اور رسول کی زیارت کراوے اصل

غرض تو او امر دنو ای کی پابندی اور متابعت سے ہے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوا کہ انہوں نے اصل مقصد کو بھلا دیا انہوں نے اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھا۔ میں نے یہ سب باتیں لکھ کر ایک خط میں بھیج دیں۔

ایک واقعہ اور سناتا ہوں جو صادق کاذب کے پرکھنے کا ہر ایک کو معیار مل جاتا ہے ایک شخص سراج الدین نام ساکن دہلی مدرس گورنمنٹ سکول شرانبالہ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابلہ میں وزیر و ندیم امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ اب امام مہدی آنے والے ہیں اور میں ان کا وزیر و ندیم ہوں جیسا کہ خواجہ حسن نظامی نے بھی لکھا تھا کہ امام مہدی ۳۰ھ میں ظاہر ہو جائیں گے جب ۳۰ھ گزر لئے اور لوگوں نے پوچھا کہ اب بقاؤ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ ۳۵ھ میں ہوں گے جب ۳۵ھ بھی چلے گئے تو ۴۰ھ کا وعدہ کیا اب ۴۰ھ میں بھی آٹھ مہینے رہ گئے ہیں دیکھنا چاہئے اسی کے مزعوم مہدی کب آتے ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا

عزیزے کہ از در گہش سرتافت بہر جا کہ شد یچ عزت یافت
جو شخص صادق کو چھوڑتا ہے وہ ضرور جھوٹے کے پیچھے دوڑتا ہے میں یہاں
سراج الدین کا اشتہار درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اس واقعہ پر پوری
روشنی پڑے۔ اور وہ اشتہار خود اسی کا چھپوایا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ میں نے
احتیاط سے رکھا ہوا تھا وہ یہ ہے۔

نقل بمطابق اصل

اشتہار الہامات سراجیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے گروہ میرزا ہوشیار ہو خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو
 ملہم غیبی ندیم مہدی شمس عرفان سراج دہلوی
 ان کی خدمت میں چلو توبہ کرو ورنہ خسران میں ہیں تم پڑو
 سرمدی کا تمہیں ایک سب نے لکھا اس سے بڑھنے کا نہیں ہرگز ذرا
 تمہیں میں باقی رہے اب سات سال ہو ظہور مہدیہ دیں بالکمال
 تمہیں سے پہلے جو ہووے مدعی جان لو اس کو وہ ہے گا غوی
 مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ تقرب الہی میں اپنی آپ نظیر ہیں لیکن ان کا
 یہ دعویٰ محض لفاظی ہے۔ اگر وہ حقائق اور معرفت میں کچھ دسترس رکھتے ہیں تو
 ہمارے مقابلہ میں آویں۔ اور ہم نقارہ کی چوٹ سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ ٹبل
 تھی ہیں ہرگز ہمارے مقابلہ کو نہیں آویں گے۔ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں آکر
 اسرار معرفت میں ہم سے سبقت لے جائیں تو ہم ان کو ایک ہزار روپیہ نقد
 دینے کو تیار ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب ملہم ہونے کے مدعی ہیں اس لئے ان کے
 مقابلہ میں ہم اپنے الہام شائع کرتے ہیں جو شب و روز ہم پر مثل باران کثیر
 القا ہوتے ہیں۔ ہم نے آج تک بمعدن الکرامتہ اولیٰ ان تحفہ اپنے الہامات

کو ظاہر نہیں کیا لیکن ہم بحکم ضرورت اور مصلحت ان کا شائع کرنا اب
 ضروری سمجھا۔ اور اخفا کیونکر ہو سکتا ہے کہ عشق و مشک را نتواں بفتن
 انا معک اینما تکنون۔ انا امشی معک اینما تمشی۔ انک من
 المتقین۔ انک من الواصلین۔ انت قمر الاولیاء۔ انت فخر
 الاولیاء۔ انت سراج منیر۔ جعلناک سراج و باجا۔ انک من
 اولاد افخم۔ انک من ولد فاروق اعظم۔ انک تعلوا ولا تعلی۔
 انک تغلب ولا تغلب۔ انا و بینا لک ازواج۔ صالحات و نساء
 قانات ابکار او ثیبات۔ انا بشرناک بغلام اسمہ لطیف۔
 انا مطرنا علیک انوارا اکلون سرشف۔ ربینا کنتبرتہ
 الجمالی والجلالی۔ انک من الذین لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن
 ذکر اللہ نزلنا علیک انوارا ولایتہ عیسیٰ و موسیٰ و آدم۔
 تمطر علیک فیضان الشمس من الرحمن عند تلاوة الفرقان۔ انا انا
 نطلعک من حسن خاتمتہ بعض الناس۔ یدرق علیک انوار
 کقرص الشمس عند ذکر اللہ الصمد۔ کشفنا لک عالم الارواح
 مناما والملکوت کشفاً۔ سنجعلک سراج الہند والفتعجاب
 و مرجع کل شیخ و شاب فی ہن مہدی الموعود الذی ہو رئیس
 الاقطاب۔ ووبنا لک من الصحۃ والعافیہ حظا عظیما و فی
 ہذا لک فوزا عظیما۔ اعطینا ک جذب الاحسانیہ عند الصلوۃ
 علی نبی الرحمہ انا عون لک فی کل حین و آنا اعصمناک من
 شر مسیح الدجال۔ انا ارسلنا المہدی الموعود فی منامک
 و شرفناک بلقائہ ادخلنا روحک فی مرتبتہ نبینا محمد
 المصطفیٰ الذی ہو شمس الضحیٰ و بدر الدجی و نور الہدی خیر
 التقی۔ انک من علماء غیر مرئیین و من الفقراء الصابرین۔

الشاكرين- يفوح عنك ريح المسك بعد الوضوء- قد خاب من
 المهديته وخسر خسرا مبينا- ستبلغ ذكرك واسمك في
 اقطار الارض- انا اخلصناك سرک وفوادک من شرک
 الخفى والجلى نجيناک من المهديين الکاذبين الذين لا دنيا لهم
 ولادين- وتنزل عليك انوار القمرية عند الصلوة على نبي
 الرحمة- انا عصمناک من الفقر المکب- انا ارسلنا روح
 رسولنا فى منامک مرارا- انک سيلاقى مبدى العربى
 الفاطمى- وتزوره- انک تنادم وتصاحب مبدى الموعود
 العربى جعلناک من اصحاب المبدى الموعود- تكون فى زمنه
 فى عيشته راضيته- يمطر على قبرک انوار ولايته محمدية
 الانوار يمطر عليك وانت نائم سيكون ولدک- فى جيش
 المبدى الموعود انا جعلناک جوادا رحیما- انا خلقناک على
 خلق وجود عظیم- انا وضعنا فى قلبک نار العشق حريقا-
 اعطيناک جذبة من جذبات الرحمانية- يا ايا المرزائيون
 انکم قوم خصمون- انکم فى الحق يرتابون- انکم الى الباطل
 مائلون- قد راغمت قلوبکم فلما راغوا راغ قلوبکم الله
 انا جعلناک نائب المبدى الموعود العربى جعلناک من
 معاونه واحبائه- يا ايا المرزائيون انکم تزعمون ان مسیح
 ابن مريم قدمات کشمير- بيات بيات انه لحي على السموات
 عند ربه القدير فتوبوا الى الله من هذا والا عذاب السعير-
 ونصليکم نارا وهو بنس المصير- قد يبلغ ذکرک- واسمک فى
 اقطار الارض- يبلغ اسمک فى اقطار الارض وتشيع ذکرک
 فى اقضاءها- يا ايا المرزائيون انکم قوم عادون انکم قوم

خصمون۔ انکم عن الحق راغبون والی الباطل ماثلون۔ انکم فی الحق ترتابون۔ وعن صراط المستقیم لنا کبون۔ یا ایہا المرزائیون انکم تزعمون ان مسیح ابن مریم مات فی الکشمیر بیہات بیہات انه حی علی السموات عند رب القدیر۔ فتوبوا الی اللہ والا نذیقکم عذاب السعیر۔ ونصلیکم نارا انابئس المصیر۔ یخرج المہدی الموعود من مدينہ و یظہر فی مکہ و یقوم و یعدل فی دمشق۔ و یظہر نائبہ عباسی من خراسان بکذا مروی فی احادیث حبیب الرحمن فلا تنکروا ولا تولبوا ولا تکن من حزب الشیطان و کن من حزب الرحمن الا ان حزب اللہ ہم الغالبون و حزب الشیطان ہم الخاسرون۔

المشترہ خاکسار سراج الدین ندیم مہدی و بشیر مہدی موعود مدرس گور نمشت سکول انبالہ شر۔ دست بھوشن پریس انبالہ شر۔

اس اشتہار کے خاص مشتر کے قلم کی یہ عبارت لکھی ہوئی تھی (حافظ مرزا صاحب سے کہے کہ مباحث یا مقابلہ کر لے)

میں نے یہ اشتہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا فرمایا صبر کرو خدا تعالیٰ آپ صادق و کاذب میں فیصلہ کر دے گا جب برسات ہوتی ہے بے انتہا کیڑے مکوڑے حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں درخت شردار اور پھولوں کے مقابلہ میں گھاس پھوس اگتا ہے مگر باغبان اس کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں کئی مدعی نبوۃ اٹھے اس کی عربی سے تو مسلمہ کذاب ہی اچھا تھا۔ عیب راہنراید۔

سراج الدین کے دعوے اور الہامات پر کچھ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اس اشتہار کے بعد وہ ملازمت سے گیا اور ایسا گنام ہوا کہ اس کا کہیں پتہ نہ لگا۔ خدا نے ایسا مخدول کیا کہ اس کا کہیں نشان نہیں چھ سات برس سے اوپر

ہوئے میں نے دہلی میں سنا تھا کہ آیا ہوا ہے میں ملنے کو گیا یہ تھا نہیں لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب وہ تو پاگل اور لغو آدمی ہے آپ نے اس کے ملنے کا کیوں ارادہ کیا اور کیوں یہاں آنے کی تکلیف کی۔ خیر میرا مقصد ملنے سے اور تھا۔ پھر میں نے کئی بار تلاش کیا کچھ اتا پتہ نہ چلا۔

ایک دفعہ میں نے قادیان سے کئی سال ہوئے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول انبالہ کے نام خط لکھا کہ شاید وہاں سے کچھ نشان ملے سو ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے لکھا کہ ایک دفعہ وہ یہاں آئے تھے پھر معلوم نہیں وہ کہاں ہیں سنا تھا کہ وہ دہلی میں کسی مسجد کی ملاگری و جاروب کشی کرتے ہیں۔ یہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہندو تھے جنہوں نے یہ مجھے لکھا یہ ہوتا ہے ایسوں کا انجام *لِلْمُتَّقِينَ*۔

ایک دفعہ بہت سے احباب دور دور سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک اچھا خاصہ مجمع ہو گیا منجملہ ان کے فاضل ظفر احمد صاحب و محمد خاں صاحب و فاضل محمد اوزا صاحب مرحومین مولوی سید محمد احسن صاحب اور خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ شیخ غلام احمد صاحب۔ اور لاہور و لودھیانہ کے احباب وغیرہ ہم تھے اس بات پر ذکر چلا کہ بعض اولیاء کرام کو مکاشفہ میں بہت کچھ حالات مکشف ہو جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کی نیوٹوں کا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں یہ سچ ہے ہمیں بھی ایک بار حج کے روز کشف میں حج کا نظارہ دکھایا گیا یہاں تک کہ سب کی باتیں اور لبیک اور تسبیح و تہلیل ہم سنتے تھے اگر ہم چاہتے تو لوگوں کی باتیں لکھ لیتے۔ ایک دفعہ ہمیں یہ الہام ہوا کہ *تُحْلِلُ الرُّؤْمُ فَيَأْذَنُ الْأَرْضُ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلْبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ* اور مجھے دکھایا گیا کہ اس وعدہ کی آخری آیت تک جس قدر حروف ہیں ان میں اکمل اور اخلص موافقین کے نام بھی مخفی ہیں اور جو اشد

انکار و عناد و مخالفت میں اپنی قوم میں سے ہیں ان کے نام بھی اس میں پوشیدہ ہیں۔ (یہ سب الفاظ بعینہا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام کے ہیں میرا اس میں ایک بھی حرف نہیں) پھر فرمایا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ادنیٰ الارض پر قرآن شریف میں ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قادیان کا نام ہے (یہ الفاظ بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے ہیں) پھر فرمایا آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان موجود اور حاضر لوگوں میں کچھ ہم سے پیٹھ دئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں اور کراہت کے ساتھ ہم سے دوسری طرف پھیر رکھا ہوا ہے یہ باتیں حضرت اقدس علیہ السلام کی سن کر میں اور دوسرے اکثر احباب ڈر کر خوف زدہ ہو گئے اور استغفار پڑھنے لگے۔ خیر حضرت اقدس علیہ السلام جب اندر مکان میں تشریف لے گئے اور اندر سے کنڈی لگائی سید فضل شاہ صاحب بہت ہی گھبرائے اور چہرہ فق ہو گیا اور جلدی سے آپ کے دروازہ کی کنڈی ہلائی حضرت اقدس علیہ السلام واپس تشریف لائے مسکرا کر فرمایا شاہ صاحب کیا ہے کیا کام ہے شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں حضور کو حلف تو دے نہیں سکتا کہ ادب کی جگہ ہے اور نہ میں اوروں کا حال دریافت کرتا ہوں صرف میں اپنا حال پوچھتا ہوں کہ روگرداں لوگوں میں میں ہوں یا نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام شاہ صاحب کی بات سن کر بہت ہنسے اور اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اور ہلا کر فرمایا شاہ صاحب تم ان میں نہیں۔ شاہ صاحب تم روگرداں لوگوں میں نہیں ہو اور پھر ہنستے ہنستے یہ فرما کر دروازہ بند کر لیا۔ تب فضل شاہ صاحب کی جان میں جان آئی اور تسلی ہوئی اور گھبراہٹ دور ہوئی۔ شاہ صاحب نے خدا کا شکر کیا۔

صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب * فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں بیٹھے تھے میں آپ کے سامنے تھا اور ہم دونوں چپ چاپ بیٹھے تھے آپ کی اس وقت عجیب حالت تھی ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا بہت دیر تک آپ کی یہ کیفیت رہی پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا

اور فرمایا

اب ہمیں اس وقت یہ الہام ہوا۔

حق

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی۔ قادیان

